آنکھیں اب رشکِ طور رہتی ہیں یعنی محو حضور رہتی ہیں
"نورِ سنت" ہے جن کی قسمت میں بدعتیں ان سے دور رہتی ہیں

پاسبان مسلک اہل السنۃ والجماعۃ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

Idara Noor-e-Sunnat Paksitan

ادارہ نور سنت پاکستان

دوماہی مجلہ نورِ سنت کراچی

جلد ۲ | کتابی سلسلہ | شمارہ 11/12

ترجمہ کنزالایمان نمبر

جس میں احمد رضا خان صاحب کے اس ترجمہ کی علمی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔





- بریلوی ترجمہ قرآن کی حقیقت
- ترجمہ کنزالایمان کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ
- سنی تراجم پر اعتراضات کا جائزہ
- علمائے دیوبند کے تراجم پر اعتراضات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

مدیر
علامہ محمد معاویہ قادری دامت برکاتہم

جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ

دو ماہی

کراچی

مجلہ نورِ سنت

رد ترجمہ کنزالایمان نمبر

پاسبان مسلکِ اہلسنت والجماعت

شمارہ نمبر 11

بیاد

فاتح بریلویت

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

بدعا

امام اہل سنت

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

بطرز

قاری عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ

عام شمارہ

سالانہ زرتعاون 200 روپے

خصوصی شمارہ ہدیہ: 150 روپے

بذریعہ ای میل رابطہ کریں

NooreSunnatKHI@gmail.con

رابطہ نمبر

03125860955 - 03332405284

www.FaceBook com/RazaKhaniFitna

پنجاب کیلئے ان نمبرز پر رابطہ کریں

[redacted]

تاریخ اشاعت

۲۵ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

ناشر انجمن دعوت اہلسنت والجماعت

ادارے کا ہر مضمون نگار کی رائے سے بالکلیہ اتفاق ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱	اداریہ	۳_۱
۲	بریلوی ترجمہ قرآن کی حقیقت محقق اہلسنت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب	۱۴_۴
۳	تعارف صاحبِ کنزالایمان مناظر اسلام مولانا ساجد صاحب نقشبندی	۴۵_۱۵
۴	علمائے اہلسنت اور تکفیر احمد رضا خان محقق اہلسنت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب	۵۸_۴۶
۵	ترجمہ کنزالایمان کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ متکلم اسلام ترجمان احناف حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب	۱۳۶_۵۹
۶	ترجمہ کنزالایمان کی کہانی۔رضا خانی علماء کی زبانی محقق العصر حضرت مولانا منیر احمد اختر صاحب	۱۵۵_۱۳۷
۷	احمد رضا محرف قرآن محقق العصر حضرت مولانا منیر احمد اختر صاحب	۱۶۱_۱۵۶
۸	تفسیر قرآن اور مولوی احمد رضا خان بریلوی مولانا محمد ادریس قاسمی صاحب	۱۷۶_۱۶۲
۹	ترجمہ کنزالایمان کا بڑا آپریشن مناظر اسلام مولانا رب نواز حنفی صاحب	۱۸۳_۱۷۷
۱۰	ترجمہ کنزالایمان امت مسلمہ میں عظیم فتنہ مجاہد اسلام مفتی مجاہد صاحب	۱۹۱_۱۸۴
۱۱	سنی تراجم پر اعتراضات کا جائزہ ترجمان مسلک دیوبند مولانا ابوایوب قادری صاحب	۲۱۵_۱۹۲

فہرست

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۲	الفاظِ قرآنی اور دجل رضا خانی قاری عبدالحق صاحب	۲۱۶_۲۲۱
۱۳	علمائے دیوبند کے تراجم پر اعتراضات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ قاطع رضا خانیت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی	۲۲۲_۲۵۸
۱۴	ترجمہ لفظی یا تحریفی حضرت مولانا محمد اسرائیل صاحب قاسمی	۲۵۹_۲۸۹
۱۵	فہرست کتب مکتبہ ادارہ نور سنت	۲۹۰

اطلاع

ادارہ نے حتی الامکان شمارے کی تصحیح کی کوشش کی ہے مگر بشری تقاضے کے تحت کسی بھی قسم کی اگر کوئی فروگزاشت نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

رضا خانیت اپنی بنیاد سے لیکر ایک عرصہ تک گم نام اور علمی حلقوں میں لاوارث پڑی رہی اور امت مسلمہ کے اکابر کی تکفیر میں مصروف رہی۔ نہ علمی میدان میں کوئی کام کیا نہ تحقیق کے محاذ پر اس کا کوئی وجود تھا نہ ہی مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور بہی خواہی کا فریضہ سر انجام دے سکی اور نہ ہی اسلام کو درپیش چیلنجز کا سامنا کرسکی۔ ان بے مایہ حضرات کا اگر کوئی کام تھا تو اکابر امت مسلمہ پر تکفیر کی گولہ باری اور تکفیرِ مسلمانان ہند ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا جب تک کمزور تھا ان بے چاروں کو اپنی گلی سے باہر تک اپنا تعارف کرانے کی ہمت نہ ہوسکی۔ لیکن ان سہولیات کے ملتے ہی غیر ملکی آشیر باد کے ساتھ اپنے مذہب کی ترویج شروع کردی گئی۔

مگر دوسری طرف برصغیر کی ابتر حالت کے باوجود اہلسنت نے دین کا کوئی شعبہ تشنہ نہ چھوڑا۔ انگریز اور اس کے گماشتوں کے ساتھ مقابلہ سے لیکر درس و تدریس تک کوئی شعبہ پیاسا نہ رہنے دیا۔ چاہے سیرت نگاری ہو یا تشریحِ حدیث، دعوت و تبلیغ ہو یا کفر سے جنگ و جہاد، میدان تصوف ہو یا سیاست جیسا مشکل کام غرض ہر جگہ علمائے دیوبند نے اپنا لوہا منوایا۔

مفتی احمد یار رضا خانی گجراتی جو کچھ عرصہ قبل مرا ہے اسے بھی اس بات کا اقرار کرنا پڑا،

اہل سنت بہر قوالی و عرس
دیوبندی بہر تصنیف و درس
خرچ سنی بر قبور و خانقاہ
خرچ نجدی بر علوم و درسگاہ
(دیوان سالک)

گویا باقرار خود رضا خانیت قوالی کی بدمستی میں اب تک مگن ہے اور دیوبندی جو درحقیقت

اہل سنت و جماعت ہیں وہ درس و تصانیف کے میدان کے شہسوار بنے ہوئے ہیں رضاخانیت خانقاہوں وقبور پر رنگ رلیاں منانے میں مصروف ہے اور دیوبندی (جن پر نجدیت و وہابیت کا بے بنیاد الزام ہے) علوم نبوت اور مدرسہ علم وعمل کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

لیکن پرنٹ میڈیا کے مضبوط ہوتے ہی اس کا غلط استعمال کرتے ہوئے رضاخانیت نے مذہبی فرقہ ورانہ کتب کی اشاعت شروع کردی اور ایک نئے بے بنیاد مذہب کی ترویج میں مصروف ہوگئے جسے حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ان کے پیشہ ورواعظوں نے خوب پھیلانے کی کوشش کی۔

ظلم بالائے ظلم! قرآن پاک جیسی مقدس اور غیر متنازعہ کتاب بھی انکا تختہ مشق بننے سے محفوظ نہ رہ سکی اور ترجمہ قرآن میں اپنے غلط نظریات کی دخل اندازی سے تحریف قرآن کا بدترین ارتکاب کیا۔

گذشتہ تمام مفسرین کے ترجمہ کو گستاخانہ کہہ کر یکسر نظر انداز کردیا گیا اور اپنے پیٹ کے دھندے کیلئے بنائے گئے بے ہودہ عقائد کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش شروع کردی۔ اور اس ایمان شکن اور اسلام مخالف ترجمہ کا نام ''کنز الایمان'' رکھ کر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش شروع کردی۔ اہلسنت نے اس ترجمہ کی تردید میں کثیر تصانیف شائع کی اور اس کی حقیقت سے عوام کو آگاہ کیا۔

لیکن کچھ عرصہ ہوا کہ رضاخانیت اپنے اس نام نہاد ترجمہ کو دکھا دکھا کر مفسرین اہلسنت کے خلاف بازار بدتمیزی گرم کئے ہوئے ہیں اس لئے ہمیں بھی اس ترجمہ کی مغالطہ آفرینیوں پر مسلمانوں کو توجہ دلانے کیلئے ایک بار پھر لکھنا پڑا۔ جو الحمدللہ ''نور سنت کا ترجمہ کنز الایمان نمبر'' کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

میں اس موقع پر ادارہ نور سنت کے جملہ اراکین کا انتہائی مشکور ہوں جنہوں نے علمی تحقیقی انداز میں ادارہ کے ساتھ تعاون کیا۔ خصوصاً

مناظر اہلسنت استاذ العلماء مولنا منیر احمد اختر صاحب مدظلہ العالی (جہانیاں)

وکیل احناف متکلم اسلام مولنا الیاس صاحب گھمن مدظلہ العالی

مناظر اسلام وکیل صحابہ حضرت مولنا رب نواز حنفی صاحب مدظلہ العالی (کراچی)

شیر اہل السنّت ترجمان دیوبند مولنا ابوایوب قادری صاحب مدظلہ العالی (جھنگ)
محقق اہلسنت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب مدظلہ العالی (کراچی)
مناظر اہل السنّت حضرت مولنا ساجد خان صاحب نقشبندی مدظلہ العالی (کراچی)
مفتی مجاہد صاحب مدظلہ العالی (گجرات)

یہاں خاص طور پر ایک بار پھر میں فاضل نوجوان عزیز مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے اس شمارے کی تیاری میں راقم الحروف کا بھرپور ساتھ دیا اور ہر قسم کا تعاون کیا نیز وقتاً فوقتاً اپنے قیمتی مشوروں سے بھی نوازتے رہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس کے ساتھ دیگر وہ تمام حضرات جنہوں نے شمارے کی کمپوزنگ سے لیکر طباعت تک اور جن کی دعاؤں اور ہمت افزائیوں کی وجہ سے یہ نمبر پایہ تکمیل کو پہنچا ادارہ ان سب حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مشکور وممنون ہے۔

اللہ تعالی تمام مسلمانوں کا حامی وناصر ہو۔آمین

احتجاج احتجاج

جمعیت اہل السنّت والجماعت پاکستان اور ادارہ نور سنت کراچی کی طرف سے محرم کو شیعہ ماتمی جلوس کی طرف سے مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد اور اس سے متصل مدرسہ تعلیم القرآن پر حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کی جاتی ہے۔۲۰۱۰ میں صاحبزادہ فضل کریم کی سربراہی میں اسی طرح میلاد کے جلاس کے دہشت گردوں نے فیصل آباد میں سنیوں کے مدرسے اور مساجد پر حملہ کیا تھا۔

ادارہ حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ میلاد اور ماتم کے ان جلوس پر فوراً پابندی لگائے جو نہ صرف ملک کی معیشت کو برباد کررہے ہیں بلکہ آئے دن دہشت گردی قتل وغارت گری کا سبب بن رہے ہیں

بریلوی ترجمہ قرآن کی حقیقت

محقق اہلسنت حضرت مولانا نجیب اللہ عمر صاحب، کراچی

ترجمہ کنزالایمان کے خلاف لکھنا کارخیر ہے

مولوی تبسم شاہ بخاری بریلوی کنزالایمان کے رد میں لکھی جانے والی تحقیق کو کارِ خیر سمجھتے ہیں۔(بحوالہ انوار کنزالایمان صفحہ ۳۶۲)

آخر اس ترجمہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

میں انصاف و دیانت کے ساتھ یہ سب کچھ لکھ رہا ہوں کسی قسم کا غلط جذبہ میرے قلب وفکر میں کارفرما نہیں ہے، محض تحقیق حق اور ابطالِ باطل کی سوچ ذہن میں جلوہ نشین ہے۔

قرآن مجید کے دیگر تراجم معتبرہ موجود تھے اور فریقین کے ہاں مسلم اور رائج تھے تو ایک ایسے نئے ترجمہ کیا ضرورت تھی؟ کہ وہ لکھ کر ایک اور اختلاف کی راہ ہموار کی جائے اور اس کے خلاف ترجمہ کرنے والوں کو طعن و تشنیع کا مرتکب کہا جائے؟ اور یہ بھی نہ سوچا جائے کہ ہماری اس طعن اور تکفیر کا نشانہ وہ پرانے اکابر اہل سنت بھی بنتے ہیں جن کا ترجمہ احمد رضا بریلوی کے ترجمہ کے مخالف تھا اور پھر اس ترجمہ کے لکھنے سے پہلے احمد رضا بریلوی بھی انہی ترجموں کو نقل کرتے رہے ہیں اور انہی ترجموں کو صحیح کہتے رہے ہیں جیسا کہ احمد رضا بریلوی خود لکھتے ہیں کہ:

> ''فقیر کی رائے قاصر یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ پیش نظر رکھا جائے''
>
> (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ صفحہ ۴۵، انوار کنزالایمان صفحہ ۵۶)

اور لطف کی بات یہ ہے کہ احمد رضا نے ان ترجموں پر اور ان مترجموں پر یعنی شاہ عبدالقادر محدث دہلوی پر کبھی کفر کا فتویٰ بھی اس وجہ سے نہیں لگایا کہ انہوں نے ترجمہ لکھا ہے

(۱) جبکہ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ خود احمد رضا بھی استعمال کرتے رہے۔

(۲) اور اس کو ملحوظ رکھنے کا حکم بھی صادر فرماتے رہے۔

(۳) اور شاہ صاحب پر اس ترجمہ کے لکھنے کی وجہ سے کفر کا حکم بھی نہیں لگایا۔

تو پھر شاہ صاحب والا ترجمہ اگر آج کوئی کرتا ہے تو وہ کافر اور گستاخ کیسے ہوسکتا ہے؟ احمد رضا کے فتویٰ پر اگر کوئی عمل کرتا ہے تو وہ بے ادب (بریلویوں کے ہاں) کیسے ہوگیا؟ اور پھر احمد رضا بھی تو کنزالایمان لکھنے سے پہلے شاہ عبدالقادر کا ترجمہ استعمال فرماتے رہے، اور اسے تمام ترجموں پر فوقیت دیتے رہے۔ (انوار کنزالایمان صفحہ ۵۵)

ترجمہ کنزالایمان کیسے وجود میں آیا؟

بالآ ترجمہ قرآن کو بھی نزاعی بنانے کے لئے مولوی امجد علی بریلوی نے احمد رضا کے سامنے ترجمہ قرآن کرنے کی التجاء پیش کردی، اور احمد رضا کو اس کی ضرورت اور افادیت سے آگاہ کیا۔ (انوار کنزالایمان صفحہ ۷۶۳)

بہر حال احمد رضا جیسے بانی فرقہ بریلویہ کو اس ترجمہ کی ضرورت سے آگاہ کرنا بھی عجیب لطیفہ ہے۔ احمد رضا خان بھی مسلسل بہانے بناتے رہے اور ترجمہ قرآن جیسے اہم کام کے لئے بھی لیت ولعل سے کام لیتے رہے اور کہتے رہے کہ میرے پاس ترجمہ کے لئے مستقل وقت نہیں ہے اور باوجود وعدوں کے اس کے لئے وقت نہیں نکال سکے۔

(انوار کنزالایمان صفحہ ۵۰۱، صفحہ ۷۶۱)

آخر کار احمد رضا مجبوراً ترجمہ کے لئے تیار ہوگئے لیکن ترجمہ قرآن جیسے ضروری اور اہم کام کے لئے جو وقت احمد رضا نے پاس کیا وہ قیلولے کا وقت تھا، جو انسان قیلولے کا عادی ہو وہ اس وقت چونکہ نیند کی غنودگی اور جھونکے محسوس کرتا ہے، اس لئے احمد رضا خان نے اس نیم خفتگی کی حالت میں ترجمہ قرآن جیسا اہم کام شروع کردیا۔

(انوار کنزالایمان صفحہ ۶۷۹، ۶۶۲، ۷۴۳، ۵۰۱)

پس پردہ ان دیکھی قوت

اگر چہ ظاہراً تو یہ مولوی امجد علی بریلوی کی خواہش پر شروع کیا گیا کام تھا لیکن حقیقتاً پس پردہ کوئی ان دیکھی اور غیبی قوت تھی جو احمد رضا سے یہ ترجمہ کرا رہی تھی۔

(انوار کنزالایمان صفحہ ۶۷۹، ۷۶۵)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی غلط بیانی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے انتہائی غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا کہ احمد رضا مغرب اور عشاء کے درمیانے وقت میں ترجمہ کراتے تھے۔ (انوار کنز الایمان صفحہ ١٠٠)

جب کہ حقیقتاً یہ قیلولے کے وقت میں املاء کرایا گیا اور رات کو سوتے وقت۔

(ترجمہ کنز الایمان کا لسانی جائزہ صفحہ ١٤)

اور ہم کچھ پہلے انوار کنز الایمان کے مختلف صفحات سے یہ بات نقل کر آئے ہیں کہ ترجمہ کے لئے قیلولے کا وقت چنا گیا تھا، اور رات سوتے وقت اور بریلوی جماعت کے فقیہ النفس حضرت مفتی مطیع الرحمٰن رضوی (انوار کنز الایمان صفحہ ٦٦٢) اور بریلوی علامہ فیض احمد اویسی رضوی (پاکستان) (انوار کنز الایمان صفحہ ١٧٦) اور محمد شمشاد حسین رضوی بریلوی (انوار کنز الایمان صفحہ ٣٧) اور ڈاکٹر غلام غوث قادری بریلوی (انوار کنز صفحہ ٥٠١) اور مفتی نعیم الدین رضوی بریلوی (انوار کنز صفحہ ٥٩٥) ان سب نے قیلولے کے وقت کو تو بیان کیا ہے لیکن مغرب اور عشاء کے وقت کو کسی نے بھی بیان نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر مجید اللہ کی بات بے سند ہے اور پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

وہ ان دیکھی قوت کیا تھی؟

وہ ان دیکھی قوت کیا تھی جو احمد رضا سے یہ ترجمہ کرا کے امت میں تفریق اور اختلاف کی نئی راہ کھول رہی تھی؟ یہ مضمون انتہائی تفصیل طلب ہے اور بحمد للہ ہمارے پاس ٹھوس اور کثیر دلائل بھی ہیں کہ ہم اس قوت کی نشان دہی کریں۔

ہمارے اس تفصیل طلب مضمون کو احمد رضا کی زبانی ملاحظہ فرمالیں، احمد رضا خان لکھتے ہیں:

”سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزت سرکار کی حمایت کروں“

(ابحاث اخیرہ صفحہ ٤، رسائل رضویہ صفحہ ٤٩٠ مکتبہ حامدیہ لاہور)

لیکن تجربہ کر کے دیکھئے کہ بریلوی اس بات کا جواب دیں گے کہ یہاں سرکار

سے مراد گورنمنٹ انگریز نہیں تھی، لیکن ایسے بریلویوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سرکار کے لفظ سے گورنمنٹ انگریز مراد لینا تو آپ کے بڑوں کا وطیرہ ہے۔

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جملہ فرمایا تھا کہ میں حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں۔(تذکرۃ الرشید صفحہ ۸۰)

تو اس جملہ میں بریلوی حضرات نے لفظ ''سرکار'' کے بعد قوسین (بریکٹ) میں اپنی طرف سے ''برٹش'' لکھ دیا تا کہ قاری لفظِ سرکار سے انگریز گورنمنٹ مراد لے کر علماء اہل سنت دیوبند کو انگریز کا ایجنٹ سمجھنے لگے۔۔۔۔ جیسے دیکھئے بریلوی کتاب اثبات علم غیب صفحہ ۳۵۔ بریلوی حضرات کی طرف سے لفظ سرکار کے بعد بریکٹ میں برٹش لکھنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بریلویوں کے ہاں سرکار سے مراد انگریز گورنمنٹ ہوتی ہے۔

اب ان دونوں عبارتوں کو سامنے رکھ کر احمد رضا کی رسائل رضویہ کی عبارت کو دوبارہ پڑھیں تو آپ پر یہ بات بالکل عیاں ہو جائے گی کہ وہ غیبی اور ان دیکھی قوت کون تھی جو احمد رضا سے ترجمۂ قرآن کے نام پر امت میں تفریق کا بیج بو رہی تھی۔

کیا انگریز کسی سے ترجمہ قرآن کروا سکتا ہے؟

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انگریز کسی سے ترجمہ قرآن کروا سکتا ہے؟ تو اس کا جواب ڈاکٹر مجید اللہ بریلوی سے پوچھ لیتے ہیں، وہ اس بارے میں لکھتے ہیں۔:

> ''۱۳ صدی ہجری برصغیر پاک و ہند میں اس لحاظ سے بڑی ابتر تھی کہ انگریز یہاں مختلف سازشوں کے ذریعے مسلمانوں کو آپس میں لڑوا رہا تھا، اس نے مسلمانوں کے درمیان خونی جنگ سے ابتداء نہ کی بلکہ اس نے مسلمانوں کی یکجہتی ختم کرنے کے لیے نام نہاد مسلمانوں اور نام نہاد علماء کے ذریعے اول ترجمہ قرآن کے ذریعے لوگوں کو منتشر کرنے کی سازش کی۔''

(انوار کنز الایمان صفحہ ۹۸)

فی البدیھہ ترجمہ

بقول مولوی عبدالمبین بریلوی کے احمد رضا ایک ترجمہ لکھوا کر اس پر غور فرماتے پھر ضرورت محسوس ہوتی تو قلم زد کر کے دوسرا لکھواتے۔ (انوار کنزالایمان صفحہ ۸۹)

لیکن ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا کہنا ہے کہ امام احمد رضا فی البدیہ ترجمہ لکھواتے اور دوران ترجمہ کسی آیت کے لئے بھی لغت کی ضرورت پیش آئی نہ کسی تفسیر کو دیکھا نہ کسی اور ترجمہ قرآن کو سامنے رکھا۔ ایک گھنٹہ میں آدھ پارے کا ترجمہ لکھوا دیا اور کبھی کسی لفظ یا جملے کو دوبارہ لکھوانے کی ضرورت پیش نہیں کی، مولانا امجد علی بعض دفعہ مطمئن نہ ہوتے۔

(انوار کنزالایمان صفحہ ۱۰۰)

ڈاکٹر صابر سنبھلی بریلوی لکھتا ہے کہ مترجم کے پاس نہ تفاسیر دیکھنے کی فرصت تھی نہ ترجمے کی زبان پر نظر ثانی کرنے کا وقت چاہیے تھا کہ ایسی (رواروی) بھاگ دوڑ میں کیا گیا ترجمہ معمولی ترجمہ ہوتا۔ الخ۔ (ترجمہ کنزالایمان کا لسانی جائزہ صفحہ ۱۴)

ظاہر ہے کہ اگر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی بات کو درست تسلیم کر لیا جائے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ احمد رضا نے کہیں بھی ترجمہ کو قلم زد نہیں کیا تھا۔ بلکہ ایک ہی دفعہ ترجمہ لکھوا کر باقی رکھا، چاہے اس ترجمہ سے مولوی امجد علی بریلوی مطمئن ہوتے یا نہ؟ تو ڈاکٹر مجید بریلوی کی بات کو سامنے رکھ کر جب ہم کنزالایمان کے پرانے نسخوں میں ترجمۂ قرآن کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ تراجم ملتے ہیں۔

کنزالایمان کے تراجم میں فرق

		پرانا ترجمہ	نیا ترجمہ
آلِ عمران	۴۳	اے میرے اپنے کے لئے سجدہ کر اور اس کے حضور ادب سے کھڑی ہو۔	اے میرے اپنے رب کے (حضور ادب سے کھڑی ہو اور اسکے لیے سجدہ کر)

آل عمران	۴۴	جب وہ اپنی قلمیں ڈالتے تھے۔	جب وہ اپنی (قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے)
نساء	۷۴	تو اسے چاہیے کہ اللہ کی راہ میں ان سے لڑے جو	انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے جو دنیا کی زندگی
		آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لیتے ہیں۔	بیچ کر آخرت لیتے ہیں۔
نساء	۸۳	جان لیتے ہیں جو بات کھود کر نکال لیتے ہیں۔	جان لیتے یہ جو بات میں کاوش کرتے ہیں۔
نساء	۱۵۵	تو یقین نہیں لاتے (رکھتے) مگر تھوڑا اور انہی کی طرف	تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان پر پلٹو گے۔
		پلٹ نہ جاؤ کہ زبان کی طرف پلٹو گے)	
انعام	۱۴۶	یا وہ بے حکمی کا جانور، جو غیر	یا وہ بے حکمی کا جانور (جس کے ذبح
		خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ۔	میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔)
انعام	۲۷	اے ایمان والو! اللہ و رسول سے خیانت کرو۔	اے ایمان والو ! اللہ و رسول سے دغا نہ کرو۔
انعام	۲۷	اور نہ اپنی امانتوں میں	اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت
		خیانت کرو جان کر تو اللہ ان کے کاموں سے خبر دار ہے۔	کرو تو اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے۔
توبہ		بیزاری ہے اللہ اور رسول کی ۔	بیزاری کا حکم سناتا ہے اللہ اور رسول کی طرف سے۔
ابراہیم	۱۲	اور ہم ضرور صبر کریں گے تمہاری ایذا پر	اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے ۔

ترجمہ کنز الایمان میں تصرفات

احمد رضا کی طرف سے کیے گئے فی البدیہ ترجموں کی غلطیاں اور غلط تراجم آپ نے ملاحظہ فرمالیے۔اب ظاہر ہے کہ احمد رضا کے تراجم یہی تھے اور جو بعد میں ان ترجموں کو قلم زد کر کے تبدیل کیا گیا ہے وہ مولوی امجد علی بریلوی کا تصرف ہے کیونکہ وہ احمد رضا کے ترجموں سے مطمئن نہیں تھے۔اور واضح ہے کہ احمد رضا کے بعض ترجمے انتہائی غلط ہیں جیسا کہ ہم نے ماقبل میں نشاندہی کی ہے کہ احمد رضا نے اللہ تعالیٰ کی طرف اس بات کی کیسی غلط نسبت کی ہے کہ

''اے ایمان والو! اللہ ورسول سے خیانت کرو''۔(انوار کنز الایمان صفحہ ۹۰)

قارئین نے دیکھ لیا کہ احمد رضا کے املاء کردہ نسخے میں کیا ترجمے تھے؟ اور بعد میں مولوی امجد علی وغیرہ کے تصرف نے اسے کیا بنا دیا؟۔

ترجمے کی مقبولیت کا حال

احمد رضا کے ترجمے کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ۱۹۱۲ میں مکمل ہونے والا کنز الایمان پہلی بار ۱۹۱۸ میں شائع ہوا۔

(انوار کنز الایمان صفحہ ۱۰۰، ۱۱۸)

کنز الایمان کی پہلی اشاعت نعیمی پریس مراد آباد سے ہوئی ، دوسری اشاعت اہل سنت برقی پریس مراد آباد میں مولوی نعیم الدین مراد آبادی کے حواشی کے ساتھ ۱۹۴۸ میں پہلی اشاعت کے دس سال بعد ہوئی (انوار کنز صفحہ ۱۱۹)

تقسیم ہند کے بعد سب سے پہلے ۱۹۶۷ء میں کتب خانہ اشاعت اسلام نئی دہلی نے (جو ایک آریہ پنجابی غیر مسلم کا کتبخانہ تھا) اسکی اشاعت کی۔(انوار کنز الایمان صفحہ ۹۴، ۹۵) پھر اس کے بعد تاج کمپنی لاہور کراچی نے شائع کیا، (صفحہ ۱۲۶) جس کے بارے میں مولوی ابوداؤد محمد صادق لکھتا ہے کہ (مقبولیت) تاج کمپنی کراچی، لاہور، ڈھاکہ نے اس ترجمہ وتفسیر کو مختلف سائزوں میں بہت خوبصورت و دلکش انداز میں سترہ اقسام پر شائع کیا

ہے جن کا ھدیہ اس وقت پچاس روپے سے لے کر ساڑھے سات سو روپے تک ہے۔

(انوار کنز الایمان صفحہ ۸۹۰)

لیکن جب سنیوں کی طرف سے تاج کمپنی کے شائع شدہ نسخے کی غلطیوں اور عقائد بریلویہ کے خلاف احتجاج کیا گیا اور عرب ملکوں نے کنز الایمان پر پابندی لگادی تو فوراً بریلویوں کی طرف سے کہا جانے لگا کہ تعجب ہے کہ تاج کمپنی جو قرآن پاک کا عالمی ناشر ادارہ ہے اور بڑے اہتمام سے متن قرآن کی تصحیح کراتا ہے، لیکن اس نے بھی کنز الایمان کے متن کے ساتھ وہ اہتمام نہیں برتا جو اپنے دوسرے قرآنی نسخوں کے ساتھ برتا ہے۔

(انوار کنز الایمان صفحہ ۱۳۳)

کنز الایمان کے اب تک کے تمام نسخے غلط چھپے ہیں

غرض بریلوی کتب اور مضامین کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آج تک کنز الایمان کے جتنے بھی نسخے چھپے اور چھپ رہے ہیں وہ غیر تصحیح شدہ (غلط) تراجم ہیں۔

مولوی عبد المبین بریلوی لکھتا ہے کہ

''ضرورت ہے کہ آج از سرِ نو کنز الایمان کے ساتھ چھپنے والے متن قرآن کو بغور دیکھا جائے اور تصحیح کا پورا پورا اہتمام کیا جائے، مگر افسوس کہ آج بھی مارکیٹ میں غیر تصحیح شدہ کنز الایمان کے نسخے تیزی سے فروخت ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ناشرین ان کی ظاہری آرائش و زیبائش پر خوب توجہ دے رہے ہیں اور ہدیہ کم ہی رکھتے ہیں۔'' (انوار کنز صفحہ ۱۳۳)

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ کنز الایمان کا صحیح نسخہ ناپید ہے اور غلط نسخے فروخت ہو رہے ہیں تو پھر قوم کو اور مسلمانوں کو ایک معدوم ترجمے کے پڑھنے پر کیوں مجبور کیا جا رہا ہے؟ جب کہ دوسری طرف وہ تراجم بھی موجود ہیں جو کہ صحیح بھی ہیں اور خود احمد رضا بھی ان کی تائید کرتا ہے۔ جیسا کہ ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی کے متعلق ایک بریلوی، احمد رضا کی رائے نقل کرتا ہے کہ:

''اور تراجم میں اگر کسی ترجمہ کو آپ علیہ الرحمۃ (احمد رضا) نے فوقیت دی تو وہ شاہ عبد القادر کا ترجمۂ قرآن موضح القرآن ہے، آپ کے فتاوٰی اور چند رسائل مثلاً الکوکبۃ الشہابیۃ اور قوارع القہار وغیرہ میں آپ نے مخالفین کے منہ میں پتھر رکھنے کے لئے موضح القرآن ہی کا ترجمہ پیش کیا ہے۔''

مگر شاہ عبد القادر کے ترجمے کے متعلق اعلیٰ حضرت کا ایک فتاویٰ رضویہ (جلد ۲۶ صفحہ ۴۵۷) میں ہے:

''فقیر کی رائے قاصر یہ ہے کہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا ترجمہ پیش نظر رکھا جائے۔'' (انوار کنز صفحہ ۵۶)

اس میں کہیں بھی احمد رضا نے یہ نہیں کہا کہ ترجمہ شاہ عبد القادر میں گستاخی یا بے ادبی ہے اور شاہ عبد القادر گستاخ ہے، لیکن موجودہ بریلوی حضرات شاہ صاحب کی عبارات کو گستاخانہ وغیرہ کہتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

قارئین کرام! یہ بات تو آپ کے سامنے آچکی ہے کہ احمد رضا خان کے نزدیک شاہ عبد القادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بالکل درست تھا وہ خود بھی اسی سے استفادہ کرتے تھے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے تھے۔ دیگر بریلویوں کو بھی اس بات کا اعتراف ہے:

''اردو میں قرآن حکیم کے ابتدائی ترجمے مولانا شاہ عبد القادر دہلوی، شاہ رفیع الدین دہلوی وغیرہ نے بڑے عزم و احتیاط کے ساتھ ہر لفظ عربی کے نیچے بین السطور میں اس کے لغوی معنی کا اردو لفظ لکھا اور یہ لفظی ترجمہ ہی اس وقت کامیاب و مقبول ہوا''۔ (انوار کنز الایمان۔ ص: ۶۳۷)

یہ بات واضح ہوگئی شاہ عبد القادرؒ کا ترجمہ بالکل درست اور کامیاب و مقبول تھا تو اہلسنت کے بزرگ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی ''غلطی'' صرف اس قدر ہے ایک بریلوی کی زبانی سنئے:

''مولوی محمود الحسن دیوبندی نے شاہ عبد القادر دہلوی کے ترجمہ قرآن ''موضح القرآن'' کو بنیاد بنا کر ترجمہ کیا ہے حقیقت میں مولوی محمود الحسن دیوبندی صاحب نے صرف متروک محاورات یا الفاظ کو جو شاہ عبد القادر

کے ترجمہ میں ہیں ان کو تبدیل کیا ہے اور کہیں کہیں الفاظ کے توضیحی ترجمے
کئے ہیں۔۔۔۔اس لئے مولوی محمود الحسن کا ترجمہ قرآن شاہ عبد القادرؒ
کے ترجمہ قرآن کا چربہ قرار پائے گا''۔

(انوار کنز الایمان۔ص:۵۴۷۔۵۷۸)

شاہ صاحب کا ترجمہ بالکل درست تھا اور شیخ الہندؒ نے اسی کا توضیحی ترجمہ کردیا۔تو یہ کہاں کا قانون ہے کہ اصل ترجمہ بالکل درست اور کامیاب ہو اور اسی کا توضیحی ترجمہ گستاخانہ قرار پائے۔یہ بھی رضا خانیت کی انوکھی منطق ہے۔اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے متعلق خود رضا خانیوں کو بھی اعتراف ہے کہ:

''مولوی اشرف علی تھانوی کا ترجمہ قرآن اگرچہ پچھلے تمام تراجم کے
مقابلے میں سلیس اور عام فہم ہے اور محاورات کا استعمال بھی قدر کم ہے اور
کسی حد تک ضرورت کے مطابق''۔(انوار کنز الایمان۔ص:۵۵۰)

میں سمجھتا ہوں ان بہترین تراجم کی موجودگی میں احمد رضا کو ایک ایسا ترجمہ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ جسکی بنیاد پر تمام مترجمین کو گستاخ و کافر کہہ دیا جاتا۔

حضرت شیخ الہندؒ اور رضا خان بریلوی کے ترجمہ میں واضح فروق

حضرت شیخ الہندؒ اور احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ میں یہ واضح فرق بھی ہے کہ:

(۱)احمد رضا خان کا ترجمہ قیلولے اور نیم خفتگی کی حالت میں لکھا گیا۔

جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے انگریز کے قید خانہ اور مالٹا کی جیل کی صعوبتیں برادشت کرتے ہوئے یہ ترجمہ لکھا۔

(۲)احمد رضا نے ترجمہ نرم و ملائم بستر پر لیٹ کر لکھوایا۔

جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے مالٹا کی جیل میں قید و بند کی تکالیف جھیلتے ہوئے اور سخت زمین پر بیٹھتے ہوئے یہ ترجمہ لکھا۔

(۳)احمد رضا نے پچھلے تمام مفسرین کی آراء سے ہٹ کر ترجمہ کیا۔

جبکہ شیخ الہندؒ نے ماقبل کے مفسرین کو مدنظر رکھ کر ترجمہ کیا۔

(۴)احمد رضا خان کے ترجمے کو عوام میں کوئی مقبولیت حاصل نہ ہوسکی۔

جبکہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ عرب و ہند میں کروڑوں کی تعداد میں شائع ہوا ہر سال حاجیوں میں مفت تقسیم کیا گیا۔

(۵) احمد رضا کے ترجمے کو عرب علماء نے شرکیہ قرار دے کر پابندی لگوادی۔

جبکہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ عرب میں سرکاری سطح پر شائع کیا جا رہا ہے اور اللہ کے گھر کا حج کرنے والوں اور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارکہ کی زیارت کرنے والوں کو مفت فراہم کیا جا رہا ہے۔

(۶) احمد رضا کے ترجمہ کے بارے میں بریلوی حضرات کی یہ رائے ہے کہ آج تک اس کے نسخ خامیوں اور غلطیوں کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں۔

جبکہ حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمے میں ایسی کوئی خامی نہیں۔

(۷) احمد رضا کے ترجمے کو خود بریلوی علماء نے غلط قرار دے کر رد کر دیا۔

جبکہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کو علمائے اہلسنت اور دنیا بھر میں لاکھوں کروڑوں مسلمانوں نے اپنے گلے کا ہار بنائے رکھا۔

ایسا تقابل تو اور بھی پیش کیا جا سکتا ہے لیکن انشاء اللہ بشرط زندگی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

۲ ذیقعدہ ۱۴۳۴ھ کو محقق العصر مفتی نجیب اللہ عمر صاحب مدظلہ العالی کے برادر کبیر جناب قاری حفیظ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد برضائے الٰہی جوان سالی میں انتقال کر گئے۔ آخری وقت تک اللہ پاک کے کلام مبارک پڑھانے کی سعادت حاصل رہی اور سینکڑوں بچوں بچیوں کو اللہ کے کلام پاک کا حافظ بنایا وفات کے وقت بھی زبان پاک پر کلام اللہ اور کلمہ کا ورد جاری تھا۔ مناظر اسلام مولانا رب نواز حنفی صاحب اور ادارہ نور سنت کے دیگر قائدین نے گھر جا کر حضرت مفتی صاحب سے تعزیت کی، اللہ پاک مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تعارف صاحبِ کنزالایمان

محترم علامہ ساجد صاحب نقشبندی
شاگرد رشید محقق العصر مفتی نجیب اللہ عمر صاحب

تعارف کی ضرورت کیوں پیش آئی

محمد اکرم اعوان رضاخانی آف کالاباغ لکھتا ہے:

''شاہ احمد رضا خان افغانی اور ان کے خانوادہ کے مختصر حالات بھی شامل ہیں مگر زیادہ زور ان کے نسبی تعلق پر دیا گیا ہے شاہ احمد رضا خان افغانی اگرچہ پختون تھے مگر افسوس کہ پختون بھائیوں میں ہی ان کا تعارف نہ ہوسکا اس لئے ان میں سے بہت سے اصل حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے شاہ امام احمد رضا خان افغانی کے خلاف ہیں ان کو اصل حقائق معلوم کرنے چاہئے''۔

(شاہ احمد رضا خان بڑیچ افغانی۔ص:۱۵۔المختار پبلی کیشنز کراچی)

پس ہم بھی عوام کے سامنے اس ''افغانی خان صاحب'' کی زندگی کے چند پہلوؤں کا مختصر تعارف رکھ رہے ہیں تاکہ عوام کو اصل حقائق معلوم ہوجائیں۔

آل قارون صاحبِ کنزالایمان کا شجرہ نسب

خان آف بڑیچ المختار کا جعلی شجرہ نسب یوں بیان کیا گیا

احمد رضا خان کا شجرہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے:

ابوالبشر صفی اللہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام، انوش، قینان، مہلا حیل، بیارد، حضرت ادریس علیہ السلام، ملک متلاشیخ، لائک، حضرت نوح علیہ السلام، سام، ارفخشد، شالخ، عابد، حضرت ہود علیہ السلام، شروع یا اشرغ، ماخود یا ناحود، تاریخ، خلیل اللہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام، حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام، یہودا، روئیل، طلس، عتبہ، قیس، ساردالملقب بہ ملک طالوت، افغنہ یا ارمیہ، سلیم یا سلم، مندول، ارزند، تارج، عامیل، لوئی، طلل، صہب، ابی، قمر، ہارون، اشمول، علم یا علیم،

قبل، متہال، حدیفہ، عمال، کرم، فیلول، عثم، شیر، قلج، نصرت، مخل، شرود، اشعث، اکرم، نعیم، اشموائیل، نصر، **قارون**، صلاح، سلم، بہلول، عنین، زمان، ملک اسکندر، ملک جالندر، مرہ، نعیم، عتبہ، سلول، عیص، حضرت قیس عبدالرشید، ابراہیم عرف سڑھبن، شرف الدین عرف شرجبون، بھڑیچ، داؤد خان، دولت خان، یوسف خان قندہاری، عبدالرحمٰن، شجاعت جنگ سعیداللہ خان قندہاری، محمد سعادت یار خان، مولانا حافظ کاظم علی خان، مولانا شاہ محمد اعظم خان، امام العلماء مولانا رضا علی خان، رئیس الاتقیاء مولانا نقی علی خان۔

(حیات مفتی اعظم ہند از مرزا عبدالوحید بیگ مطبوعہ بریلوی ص: ۱۵، ۱۶ بحوالہ مولانا نقی علی خان حیات اور علمی و ادبی کارنامے۔ص؛ ۶۸ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

احمد رضا خان اسی نقی علی خان کے بیٹے تھے۔ اب تک تو ہم یہی سنتے آئے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام تک شجرہ صرف ہمارے آقا ﷺ کا باالاختلاف محفوظ ہے مگر اب معلوم ہوا کہ بریلوی کے احمد رضا خان صاحب کو بھی اس میں شامل کر دیا گیا چونکہ بریلویوں نے آگے انہیں نبوت کی مسند پر بٹھانا تھا شائد اس لئے یہ میڈ ان بریلی شجرہ تیار کیا گیا۔ یاد رہے کہ رضا خانی المختار کے بیٹے مصطفیٰ رضا خان کو ''آل رحمٰن'' کہتے ہیں حالانکہ اس شجرہ نسب کی رو سے رضا خان اور اس کی آل اولاد کا لقب ''آل قارون'' بنتا ہے اس لئے کہ ۲۶ ویں نمبر پر خان کے دادا کا نام ''قارون'' ہے۔

خان کے بڑہیچ قبیلے کے انبیاء

قبیلہ بڑہیچ میں مندرجہ ذیل انبیائے کرام ہوئے:۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام (۲) حضرت شیث علیہ السلام (۳) حضرت ادریس علیہ السلام (۴) حضرت نوح علیہ السلام (۵) حضرت ہود علیہ السلام (۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۷) حضرت اسحٰق علیہ السلام (۸) حضرت یعقوب علیہ السلام۔

افغانیوں میں اسی وجہ سے قبیلہ بڑہیچ کو موقر، معزز اور مقدس سمجھا جاتا ہے۔

(مولانا نقی علی خان حیات و شخصیت۔ص: ۶۹)

رضا خان کو مقدس ثابت کرنے کیلئے حضور ﷺ کے نام پر جھوٹ

محمد اکرم اعوان بریلوی لکھتا ہے کہ:

''امام اہلسنت، مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خان افغانی نسب ونسل کے لحاظ سے افغان ہیں۔آپ کا نسبی سلسلہ افغانستان کے مشہور ومعروف قبیلہ بڑہیچ سے جو افغانوں کے جد امجد قیس عبد الرشید جسے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضری دے کر دین اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی کے پوتے شرجنون الملقب شرف الدین کے پانچ بیٹوں میں چوتھے بیٹے بڑہیچ سے جا ملتا ہے۔

(شاہ احمد رضا خان بڑہیچ افغانی۔ص: ۳۵۔المختار پبلی کیشنز کراچی)

ڈاکٹر محمد حسن بریلوی اس جھوٹ کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

(کہ آپ ﷺ نے دعائے خیر کے ساتھ فرمایا) عبد الرشید کی اولاد سے سلسلہ عظیم پیدا ہوگا جو قیامت تک دین کو مضبوط کرے گا اور اس قوم کا استحکام اس لکڑی کے مثل ہے جس پر جہاز کی بنیاد رکھی جاتی ہے اس لکڑی کو بتان کہتے ہیں''۔(مولانا نقی علی خان حیات وشخصیت۔ص:۷۱)

غور فرمائیں احمد رضا خان کے نسلی تفاخر کو ثابت کرنے کیلئے کیا کیا افسانے گڑھے جا رہے ہیں۔آقائے نامدار ﷺ نے انہیں عبد الرشید کے اسلامی نام سے نوازا اور فرمایا کہ تم میری امت کے بطان یا بہتان ہو کیونکہ تیری پشت میں اللہ تعالی نے میرے دین کو محفوظ فرمایا''۔

(شاہ احمد رضا خان بڑہیچ افغانی۔ص:۲۶۔المختار پبلی کیشنز کراچی)

خان آف بنی اسرائیل

محمد اکبر اعوان صاحب نے اپنی کتاب میں دو صفحے اس بات کے ثبوت پر لکھے کہ احمد رضا خان افغانی تھا اور افغانی بنی اسرائیل کی اولاد میں سے ہیں۔ملاحظہ ہو:

شاہ احمد رضا خان بڑہیچ افغانی ص ۱۷ تا ۲۰ المختار پبلی کیشنز ۱۹۹۶

خان آف بریلی کی زبان جنات وشیاطین کی زبان

حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد نبوت میں پشتو زبان بنی اسرائیل اور غیر انسانی مخلوق دیو، جنات وغیرہ کے آپس میں بول چال سے پھلی پھولی۔(شاہ احمد رضا خان۔ص:۲۱)

خان آف بڑہیچ کا لقب

فخر بنی آصف وافغنہ شاہ احمد رضا خان افغانی۔

(شاہ احمد رضا خان بڑیچ افغانی۔ص:۳۲۔المختار پبلی کیشنز کراچی)

یادرہے کہ یہ کتاب ہمیں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے ملی ہے چھپی بھی وہیں سے ہے مگر نہ معلوم کہ ادارے نے کیوں اس پر اپنا نام دینا گنوارا نہ کیا ابھی بھی پشتو اور اردو دونوں زبانوں میں اس کتاب کے کافی نسخے فروخت کیلئے ادارے میں موجود ہیں۔

آبا ؤاجداد کی مختصر تاریخ

آل قارون احمد رضا خان افغانی المختار نسلی مہاجر تھے۔نادر شاہ ایرانی رافضی المتوفی ۱۷۴۷ء جو ایران کا حکمران تھا اس نے افغان کے سنی بادشاہ اشرف کی حکومت کو ایران سے ختم کیا۔ نادر شاہ نے ۱۷۳۹ میں اس کی چار سالہ حکومت کو توڑا اور اس کی جگہ طہماسپ صفوی شیعہ کو بادشاہ بنادیا اور آگے بڑھتا ہوا اس نے غیر شیعہ قوموں کو ایران سے نکال دیا اور کابل قندھار بھی فتح کر لیا۔

ہمارے شہر لاہور میں بھی آیا اور یہاں قتل و غارت کرتا ہوا دھلی پہنچا جہاں اسے نے ۱۱۵۰ھ میں قتل عام کیا اور تیس کروڑ مالیت کی دولت لے کر ایران واپس چلا گیا۔

(مقدمہ مناظرہ نادرہ مابین سنی وشیعہ ص:۳۔ملخصًا)

جس وقت نادر شاہ نے ہندوستان میں حملے اور مسلمانوں کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔اس وقت ہندوستان میں مغلیہ خاندان کے ایک سنی حکمران روشن اختر ملقب بہ محمد شاہ المتوفی ۱۷۴۸ کی حکومت تھی۔

نادر شاہ ایرانی شیعہ فوج دولاکھ سواروں اور پیادہ سپاہیوں اور پانچ ہزار توپوں پر مشتمل تھی۔(اسلامی تاریخ پاکستان و ہند ص ۲۰۶ ج ۲ ہدایت اللہ خان)

نادر شاہ کا قتل عام ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ فروری ۱۷۳۸ میں ہوا سو چند گھنٹوں میں یعنی صبح سے دوپہر تک شہر دھلی مردہ لاشوں سے پٹ گیا مقتولین کی تعداد آٹھ ہزار سے ڈیڑھ لاکھ تک بیان کی گئی ہے۔(شاندار ماضی ص ۳۴ ج ۲)۔

اور سیر المتاخرین کے رافضی مصنف نے لکھا کہ

مردہ لاشوں میں بدبو پھیل گئی اور راستے بند ہو گئے تو بغیر تمیز مسلم و کافر کے سب

لاشوں کو جلانے کا حکم نادرشاہ نے دے دیا۔(ملخصًا)

پھر معاہدہ ہوا اور معاہدے میں یہ قرار پایا کہ نادرشاہ پچاس لاکھ روپے تاوان لے کر واپس چلا جائے گا۔اور یہ رقم قسطوں میں ادا کی جائے گی۔اور آخری قسط اسے دریائے سندھ کو پار کرتے ہوئے ادا کردی جائے گی۔لیکن نظام الملک کے دشمن سعادت خان گورنر اودھ نے نادرشاہ کو مطلوبہ رقم میں اضافہ کرنے پر رضامند کرلیا۔نادرشاہ نے تاوان کی رقم بیس کروڑ روپے مقرر کرلی اور نظام الملک کو خط لکھا کہ مغل بادشاہ اس کے حضور پیش ہو۔ محمد شاہ جوں ہی نادرشاہ کو ملنے آئے اس نے گرفتار کرلیا۔شہنشاہ کی قید کے ساتھ ہی تمام ہندوستانی سلطنت کے قفل کھولنے والی کنجی اب نادرشاہ کے ہاتھ میں تھی۔

(اسلامی تاریخ پاکستان وہندص ۲۰۷،حصہ دوم)

نادرشاہ کے قتل عام اور ظلم کا مختصر تذکرہ بریلوی پیر محمد چشتی کی کتاب الفداء والجہاد۔ص: ۱۶۴ میں بھی ہے۔

سعیداللہ خان:

احمد رضا کا دادا۔اور جدّ اعلیٰ سعید اللہ خان قندھاری اسی ظالم اور رافضی بادشاہ نادرشاہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے۔حافظ محمد انور قادری بریلوی لکھتا ہے کہ:

''آپ کے جدّ اعلیٰ حضرت محمد سعید اللہ خان رحمہ اللہ کا تعلق قندھار کے باوقار قبیلہ بڑھیچ کے پٹھانوں سے تھا ، نادرشاہ نے جس وقت مغلیہ خاندان کے حکمران محمد شاہ رنگیلا پر حملہ کیا تو ۱۷۳۹ء میں یہ بھی ہمراہ تھے ،شروع میں انکا قیام لاہور میں رہا، لاہور کا شیش محل ان ہی کی جاگیر میں تھا بعد میں دھلی چلے آئے''۔

(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان ص۱۲۔۱۳)

مولوی ظفر الدین بریلوی لکھتا ہے:

''حضور (اعلیٰ حضرت) کے آباؤ اجداد قندھار کے موقر قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے شاہان مغلیہ کے عہد میں وہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر ممتاز ہوئے۔لاہور کا شیش محل انہیں کی جاگیر تھا۔پھر وہاں سے دھلی آئے

اور معزز عہدوں پر فائز رہے۔ چنانچہ حضرت محمد سعید اللہ خان شش ہزاری عہدہ پر فائز تھے اور شجاعت جنگ انہیں خطاب عطاء ہوا۔

سعادت یار خان:

ان کے صاحبزادے سعادت یار خان صاحب منجانب سلطنت ایک مہم سر کرنے کیلئے بریلی روھیل کھنڈ بھیجے گئے۔ فتح یابی پر ان کو بریلی کا صوبہ دار بنانے کیلئے فرمان شاہی آیا، لیکن وہ ایسے وقت آیا کہ وہ بستر مرگ پر تھے۔ ان کا یہیں انتقال ہوا ان کے تین بیٹوں میں اعظم خان بریلی آئے اور کچھ دن حکومت کے بعض اہم عہدوں پر فائز رہے پھر انہوں نے ترک دنیا کر کے بریلی میں سکونت اختیار کر لی۔

اعظم خان

(تینوں بیٹے) اعظم خان، معظم خان، مکرم خان جو بڑے بڑے مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے جو ایک ہزار ماہوار سے کم نہ تھا۔

کاظم علی خان:

اعظم خان نے دو عقد کئے پہلی زوجہ سے حافظ کاظم علی خام صاحب ہیں اور دوسری بیوی سے چار صاحبزادیاں ہوئی حافظ کاظم علی خان صاحب آصف الدولۃ کے یہاں وزیر تھے۔

حافظ کاظم علی خان صاحب شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے اور یہ عہدہ آج کل کی کلکڑی کے قائم مقام تھا۔ دوسو سواروں کی بٹالین خدمت میں رہتی تھی۔ آٹھ گاؤں جاگیر کے (مغل) شاہی دربار سے دوامی لاخراجی معافی عطا ہوئے تھے۔ وہ اس جدو جہد میں دیے گئے تھے کہ سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں جو کچھ مناقشات تھے ان کا تصفیہ ہو جائے چنانچہ اسی تصفیہ کیلئے حضرت حافظ صاحب کلکتہ تشریف لے گئے۔

(حیات اعلی حضرت ص ۲۸۳ و ص ۱۹۹ المیز ان نمبر ص ۳۳۱)

آصف الدولۃ کون تھا؟

نواب آصف الدولۃ غالی قسم کا رافضی اور کٹر شیعہ تھا۔ اودھ کے نوابوں میں سے

تھا۔اس نے ۲۲ سال حکومت کی ۱۱۸۸ھ سے ۱۲۱۲ تک۔

(مقدمہ وقائع دلپزیر۔ص:۱۲۔ملخصا)

ہفت روزہ شیعہ لاہور ایڈیٹر ملک رضا علی جلد نمبر ۶۰ یکم مارچ ۱۹۸۲ شمارہ نمبر ۱۸، ۱۷۔ص:۴ پر لکھتا ہے۔

''برصغیر میں شیعہ سید موسوی النسل وشاہان اودھ نے ایک عظیم تہذیب کی بنیاد رکھی۔ جو اتحاد بین الاقوامی کی علمبردار تھی۔اور اب تک مسلمانوں کی روا داری واحترام باہی کا درس دیتی ہے۔اس نفیس ولطیف تہذیب کے بانی نواب شجاع الدولۃ۔نواب آصف الدولۃ ،نواب امجد علی شاہ اورنواب واجد علی شاہ تھے جن کی سعی سے لکھنؤ میں جامعہ سلطان المدارس۔مدرستہ الواعظین امام بارگاہ آصفیہ،امام بارگاہ حسین آباد، درگاہ حضرت امام حسین و درگاہ حضرت عباس علمبردار تعمیر ہوئی شہر لکھنؤ کے شاہراہوں پر ماتمی جلوسوں کی اور تعزیہ وعلم مبارک کے جلوس انہی بادشاہوں کے عہد میں برآمد ہوتے تھے اور یہ مجلس و ماتم کی روایت تب ہی سے آج تک ہندوستان میں جاری ہے الخ۔بادشاہ بیگم اودھ ص۱۲۳ مترجم محمود عباسی میں ہے کہ شمالی ہند میں تعزیہ سازی اور محرم کے جلوسوں میں ان کے گشت کرانے کی ابتداء بھی آصف الدولۃ کے زمانہ سے لکھنؤ سے شروع ہوئی''۔

رضا علی خان

احمد رضا خان کی مذکورہ بالا پشتوں تک رافضیت نمایاں ہے اور انگریز دوستی واضح ہے۔اب جس طرح احمد رضا کے قریب کے دادا ہیں۔ ان کے متعلق بریلوی کا کہنا ہے کہ رضا علی خان ۔۔۔المتوفی ۱۲۸۲ھ اس خاندان میں انہی کے زمانے میں حکمرانی کا دور ختم ہوکر فقر ودرویشی کا رنگ غالب آیا۔(المیزان نمبر ص ۳۳۱)

تاکہ پرانے گناہ دھلنا ظاہر کیا جاسکے اور یہ بتایا جاسکے اب یہ خاندان شیعہ نوازی سے یکسو ہوکر درویشی میں قدم رکھ چکا ہے لیکن افسوس کے حقائق اور تاریخ چھپانے سے نہیں چھپتی اور حیات اعلیٰ حضرت کے مصنف نے اس کا بھانڈ پھوڑ دیا اور بتایا کہ:

فتنہ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز کا تسلط ہوا اور انہوں نے شدید مظالم کیئے تو لوگ ڈر کے مارے پریشان پھرتے تھے بڑے لوگ اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر گاؤں وغیرہ چلے گئے لیکن حضرت مولانا رضا علی خان صاحب محلّہ ذخیرہ اپنے مکان میں برابر تشریف رکھتے تھے۔ (حیات اعلیٰ حضرت ص ۸۷ ج اول)

لیکن حضرت تو آبائی انگریز کے غلام تھے خوف کی کیا ضرورت تھی۔

نقی علی:

رضا علی خان کے صاحبزادے نقی علی خان کو بریلوی حضرات بڑا عالم اور عابد ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان کی دین داری کا یہ عالم تھا کہ ۴۸ سال کی عمر تک بیعت نہیں کی تھی اور ۴۸ سال کی عمر میں یعنی وفات سے تین سال پہلے ۲۲ سالہ بیٹے احمد رضا کے ساتھ جا کر بیعت کی۔ اور مالدار و رئیس ہونے کے باوجود ۴۹ سال کی عمر میں حج کیا۔ سات گاؤں کے جاگیردار تھے۔ ۱۲۹۷ھ میں پیچس اسہال سے انتقال ہوا۔

(یہ تمام تحقیق متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب مدظلہ العالی کی لاجواب و تحقیق کتاب ''فتنہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ سے ماخوذ ہے)

آباؤ اجداد کے کرتوت

خان آف افغانی کے داد کے چند واقعات ملاحظہ ہوں:

> ''حضرت کا گزر ایک روز کوچہ سیتا رام کی طرف سے ہوا ہنود کے تیوہار ہولی کا زمانہ تھا ایک ہندونی بازاری طوائف نے اپنے بالا خانے سے اپنے حضرت پر رنگ چھوڑ دیا۔۔

(حیات اعلی حضرت ج ا ص ۵۸)

ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو:

> ''دوسرا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت کے اعزہ میں ایک صاحب مسمیٰ بہ وارث علی خان محلّہ سوداگراں میں رہتے تھے ایک مرتبہ حاضر خدمت ہو کر کچھ رقم بطور قرض حاصل کی ان کے شباب کا زمانہ تھا اور مزاج آزاد واقعہ ہوا تھا اسی لئے حضور نے فرمایا تھا کہ اس رقم کو بے جا صرف نہ کیا

جائے اقرار کیا اور چلے گئے جب زینہ پر پہنچے دیکھتے ہیں کہ حضرت کا عصا اور چھڑی رکھی ہے الٹے پاؤں واپسی ہوئی۔۔

(حیات اعلیٰ حضرت ج ا ص ۸۶)

دادا سے لیکر سارا خاندان طوائفوں کے چکر میں پھنسا ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ خان آف افغان کی پہلی کرامت کا اظہار بھی طوائفوں کی جھرمٹ میں ہوا۔ پورے خاندان کی طوائفوں میں اتنی دلچسپی تھی کہ قرض کا مطالبہ کرتے ہی دادا صاحب پہچان گئے کہ کس مقصد کیلئے لئے جا رہا ہے۔

خان صاحب کے والد کا شغل بٹیر بازی

خان آف بریلی کے والد نقی علی خان کے بارے میں مولوی عبدالصمد مقتدری کی سنئے:

''ضلع بدایوں میں ان کی بڑی جائیداد تھی بسلسلہ انتظام جائداد بدایوں میں مسلسل آمد و رفت رہتی تھی مولانا انوار الحق صاحب عثانی بدایونی سے مخلصانہ برادرانہ تعلقات تھے رؤسا بدایوں وکھیڑہ بزرگ کے خصوصی مشاغل مرغ باز اور بٹیر بازی وغیرہ سے دلچسپی لیتے تھے''۔

(رسالہ نذرانہ عرس۔ ص ۷ بحوالہ مطالعہ بریلویت ج ا ص ۱۹۷)

خان صاحب کی بچپن کی شرارتیں

''ابھی تقریبا ساڑھے تین برس کی عمر ہے ایک نیچا کرتا پہنے باہر سے دولت خانہ کی طرف چلے جا رہے تھے کہ سامنے سے کچھ بازاری عورتوں (طوائف) کا گزر ہوا ان پر نظر پڑتے ہی ساڑھے تین برس کے امام نے اپنا لمبا کرتا اٹھایا اور دامن سے آنکھیں چھپالیں یہ غیورانہ انداز دیکھ کر ان عورتوں نے تضحیکانہ طور پر کہا:

واہ میاں صاحب زادے! نظر ڈھک لی اور ستر کھول دیا اس پر اعلیٰ حضرت نے برجستہ جواب فرمایا پہلے نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو سر بہکتا ہے اب تو ان سب عورتوں پر سکتہ طاری ہو گیا اور پھر کچھ بولنے کی جرات نہ ہو سکی۔

ساڑھے تین برس کی عمر میں فکر و شعور اور عفت و پرہیز گاری کی اس قدر

بلندی کم تعجب خیز نہیں آپ نے اس جواب کے اندر شریعت وطریقت کے
ایسے نپہاں نکتے منکشف فرمادئے جن کا ادراک آج بوڑھے ہونے کے
بعد بھی مشکل سے ہوتا ہے''۔

(المیزان کا امام احمد رضا نمبر۔ص:۲۳۲)

آج ایک معمولی شریف انسان بھی اپنے محلے میں طوائفوں کا رہنا پسند نہیں کرتا مگر یہ عجیب خاندان ہے جنہیں اپنے محلے میں بحث ومباحثہ، مڈبھیڑ اور کرامات کیلئے رنڈیوں کے علاوہ اور کوئی ملتا ہی نہیں۔

اس پر بھی غور کریں خان صاحب گھر کی طرف جارہے تھے اور طوائفیں بھی اسی طرف سے آرہی تھیں نہ معلوم دولت خانے پر کیا کرنے گئی تھیں؟۔ پھر بچپن میں بچہ بہت کچھ کرتا ہے عموماً اس کی طرف دھیان نہیں جاتا مگر ان طوائفوں کا وہاں رک جانا اور بحث شروع کردینا اس بات پر دال ہے کہ طوائفیں بھی خان صاحب کی مزاج شناس تھیں اور سمجھ گئیں کہ خان نے ہمیں چھیڑنے کیلئے ہی یہ حرکت کی ہے۔اور''واہ میاں صاجزادے''اس پر دال ہے کہ وہ طوائفیں جانتی تھیں کہ خان صاحب ''صاجزادے'' ہیں۔نیز یہ بھی بتایا جائے کہ خان صاحب نے ستر کھول کر اور آنکھیں ڈھک کر اپنے ستر کو بھکنے سے تو بچالیا لیکن خان کا ستر دیکھ کر ان''طوائفوں کی جو نظر بہکی ہوگی جس سے دل اور دل سے ستر بہکا ہوا ہوگا اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟

نیز اس کا بھی جواب دیا جائے کہ طوائفوں کے سامنے اگر ستر کھولنا''غیورانہ حرکت'' ہے تو یہی حرکت آج کے سارے رضاخانی کیوں نہیں کرتے؟ کیا وہ بے غیرت ہو چکے ہیں یا یہ غیرت کا پیمانہ صرف خان کیلئے تھا؟

نیز یہ بھی بتا کر ہمارے علم میں اضافہ کیا جائے کہ آخر ستر کھولنے میں وہ کونسے''نکتے'' تھے جو آج بڈھا ہونے کا باجود بھی رضاخانی اس کا ادراک نہیں کر پارہے ہیں؟ کیونکہ خان صاحب نے تو وہاں ستر کھولا تھا نہ کہ کوئی نکتہ کہیں کہیں ستر منکشف ہونے پر جس چیز کا انکشاف ہوا تھا اسے ہی تو''نکتہ''نہیں کہا جارہا!!!؟

اس کا بھی جواب دو کہ شریعت اسلامی میں ''ستر کھولنا'' کمال زہد وتقویٰ ہے یا ستر کو ڈھانپنا؟ یاد رہے کہ ہمارا یہ تبصرہ کسی بچے کے واقعہ پر نہیں بلکہ ساڑھے تین برس کے ''امام'' پر ہے۔

با قاعدہ پلاننگ کر کے طوائفوں کو روک کر ستر دکھایا گیا تھا

مولوی بدرالدین احمد رضا خانی لکھتا ہے کہ:

> ''آپ کے اس مبارک عمل اور حیرت انگریز جواب کے پیش نظر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ ننھی سی عمر میں اس قدر فکر وشعور رکھتے تھے تو پھر دامن کے بجائے اپنے ہاتھوں سے کیوں نہ آنکھیں چھپالیں کہ اس صورت میں ستر بے پردہ نہ ہوتا اور مقصد بھی حاصل رہتا لیکن تھوڑی سی توجہ کے بعد یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ اگر آپ ہاتھوں ہی سے آنکھیں چھپا لیتے تو اس طوائف کا مسخرہ آمیز سوال نہ ہوتا اور نہ اس کو وہ نصیحت آموز جواب ملتا جو آپ نے دیا اور نہ گزرنے والے دوسرے سامعین کو وہ سبق ملتا جو بصیرت افروز ہے''۔

(سوانح امام احمد رضا۔ص ۱۲۳ اکبر بک سیلز لاہور)

معلوم ہوا کہ یہ کوئی اضطراری حرکت نہیں تھی بلکہ خان صاحب نے با قاعدہ مجمع بلا کر ان طوائفوں کا رستہ روک کر ان کے سامنے ''جھنڈا'' لہرایا۔ یہاں کچھ سوالات مزید پیدا ہوتے ہیں جب رضا خانیوں کے ہاں طوائفیں نظر آنے پر فکر وشعور یہی ہے کہ آنکھیں ہاتھوں سے چھپالی جائیں مگر یہ حرکت مبارک نہیں ہے مبارک عمل یہی ہے کہ ستر کھول کر وہاں طوائفوں کا رستہ روک کر ان سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفت وشنید شروع کردی جائے تو آخر رضا خانیوں نے آج ''طوائفوں'' کو اس ''مبارک عمل'' کی ''برکات'' سے کیوں روکا ہوا ہے؟ آخر آج کی طوائفیں ان برکتوں سے کیوں محروم؟ نیز آج کے سامعین اس ''بصیرت آفروز نصیحت'' سے کیوں محروم ہیں؟ پھر عقل کا دیوالیہ پن اور اندھی محبت دیکھئے کہ ان عورتوں نے طوائف ہونے کے باوجود ایک معقول بات کی ''بھئی!!! پردہ کرنا تھا تو آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیتے، راستہ بدل دیتے، منہ پھیر لیتے خود قرآن نظریں نیچی کرنے کی تعلیم دیتا ہے

الٹا تم نے صاجبزادگی دکھاتے ہوئے ستر ہی کھول دیا اب ستر کھولنے پر کسی کو ٹوکنا ان رضا خانیوں کے ہاں ''مسخرہ پن'' کہلاتا ہے مگر ''ستر کھولنا'' ان کے ہاں مبارک عمل

این چہ بوالعجبی است

بچپن ہی سے یہ عادت تھی

یہاں یہ بھی یادر ہے کہ یہ کوئی ایک دفعہ کا ''مبارک عمل'' نہیں تھا بلکہ رضا خان بریلوی المختار کے بھتیجے کے بقول خان کی یہ بچپن ہی سے عادت تھی اور بریلوی کی طوائفیں بچپن سے لیکر پچپن تک اس ''مبارک عمل'' سے مستفید ہوتی رہیں اور پورے بریلی میں ان نصیحت آموز واقعات کی دھوم مچی ہوئی تھی۔

''رب العزت نے ایسے گھر میں پیدا کیا جہاں قال اللہ وقال الرسول روز مرہ تھا اور آپ کو اس صحبت کا شوق بھی تھا آپ اپنے والد ماجد کی صحبت میں زیادہ بیٹھتے اور مسائل بغور سنتے اور انہیں اپنے دماغ میں محفوظ رکھتے اور وقت پر بڑی جرات سے بتادیتے کہ یہ مسئلہ یوں ہے آپ کی بچپن سے یہ عادت رہی کہ اجنبی عورتیں اگر نظر آجاتیں تو کرتے کے دامن سے اپنا منھ چھپالیتے دیکھئے یہ تھا الحیاء شعبة من الایمان اور فطری تقوی کا مظاہرہ جس سے ان کا مستقبل صاف چمکتا تھا''۔

(سیرت اعلی حضرت۔ص ۴۷ برکاتی پبلی شرز کراچی ۱۹۸۹)

معلوم ہوا کہ خان آف بنی اسرائیل کو یہ تعلیمات ابا حضور سے ملی تھیں کہ جہاں عورتیں نظر آئیں اس ''مبارک عمل'' کو جرات سے سرانجام دے دو اور ابا جی کہ کسی اور مسئلہ پر خان نے عمل کیا ہو یا نہیں مگر یہ ایسا مسئلہ تھا کہ بچپن ہی سے ایسی عادت پڑ گئی کہ بس وہاں عورتیں نظر آئیں اور یہاں خان نے اپنا کرتہ اٹھا کر ''اپنا مستقبل چمکانا'' شروع کر دیا۔

اور خود رضا خان کے فتوے میں ہے کہ

''بچپن کی عادت کم چھوٹتی ہے''

(تلخیص فتاوی رضویہ ص ۴۳۲ زکبر بک سیلز)

نیز رضا خانی اس ''پرچم کشائی'' کو الحیاء شعبۃ من الایمان کہہ رہا ہے تو کیا ہے کہ کسی رضا خانی میں یہ جرأت کہ وہ پاکستان کی شاہراہوں پر کھڑے ہو کر یا داتا دربار (بقول رضا خانیوں کے) کے دروازے پر کھڑے ہو کر آنے جانے والی اجنبی عورتوں کے سامنے اس ''ایمانی شعبے'' کا اظہار کر کے اپنا ''مستقبل چمکاتا'' رہے۔ کہیں اس فطری تقوے کا اظہار آج نہ کرنے کی وجہ یہ تو نہیں کہ تمہاری فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے؟۔

ستر دکھانے پر خان کی ماں بھی نہال ہو جاتی

جناب پیر ارتضی کرمانی رضا خانی لکھتا ہے کہ:

''جب آپ کم سن تھے تبھی سے آپ کی یہ عادت شریفہ رہی تھی کہ آپ غیر محرم خواتین سے پردہ کر لیا کرتے تھے اگر گھر میں آپ کبھی اچانک داخل ہوتے اور وہاں غیر محرم خواتین کو بیٹھا دیکھتے تو فوراً اپنے کرتے سے چہرہ چھپا کر ایک طرف نکل جاتے یہ طرز عمل دیکھ کر آپ کی والدہ محترمہ نہال ہو جاتیں اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتیں''۔

(سیرت پاک اعلیٰ حضرت۔ص:۴۰)

اندازہ لگائیں اس خاندان کی شرافت کا جہاں رشتے دار طوائفوں کے پاس جانے کیلئے قرضہ لیتے ہیں، جس خاندان کے بڑوں کی پگڑیاں چکلہ خانوں کے دروازوں سے ملتی ہیں، جن پر طوائفیں ہولی کے رنگ بھکیرتی ہیں اور جہاں کی تعلیم یہ ہو کہ عورتوں کو دیکھ کر ستر کھولنے کو مبارک عمل اور حیاء قرار دیا جائے اور جس ماں کی حیاء کا یہ حال ہو کہ وہ ستر کھولے ہوئے بیٹے پر نہال ہو جائے۔ اندازہ خود لگالیں کہ شرم وحیاء عفت و پرہیزگاری کے کس مقام پر یہ خاندان فائز تھا؟ رضا خان بریلوی شیعہ خاندان کا تھا اور کٹر تقیہ باز شیعہ تھا کہیں یہ سب ''متعہ'' کیلئے راہ ہموار کرنے کیلئے تو نہیں کیا جا رہا؟

بچپن کی عادت پچپن میں بھی نہ گئی

احمد رضا خان بریلوی افغانی بنی اسرائیلی المختار قارونی اپنا واقعہ لکھتا ہے کہ:

''میں نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی

ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی بچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی''۔

(ملفوظات حصہ سوم ص ۱۳۱۱ اکبر بک سیلز لاہور)

جس وقت آنکھیں کھول بھی لیتے تو کوئی پکڑ نہ ہوتی اس وقت آنکھیں ڈھکنے کیلئے تو ستر کھول دیا اور جس عمر میں آنکھیں ڈھکنے کا حکم تھا اس عمر میں ۲۰ سال کی لڑکیوں اور اس کی ماں کی چھاتی کے نظارے کئے جا رہے ہیں!!! ہائے رے ہائے رضا خانی تیری کونسی کل سیدھی تعجب نہ کریں یہ خان صاحب کے خاندان اور ماں کی تربیت کا نتیجہ تھا اگر والدہ بچپن کی غلط حرکتوں پر نہال ہونے کے بجائے سختی سے ادب سکھاتی تو آج اس کا بیٹا دوسروں کے گھروں میں تانک جھانک نہ کرتا۔

پردے میں بھی عورت کو دیکھتے ہیں پہچان لیتے

''حاجی کفایت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضر قدس سرہ اپنے ایک مرید حاجی خدا بخش کے یہاں تشریف لے گئے جب اعلحضرت ان کے مکان میں تشریف فرما ہوئے تو ان کے لڑکے نے مٹھائی لاکر رکھ دی کہ گیارہویں شریف کی فاتحہ کر دیجئے حضرت نے اس پر فاتحہ دی اور سر جھکا کر خاموش بیٹھے رہے اس کے بعد اس لڑکے کی بیوی بھی سامنے سر سے پاؤں تک اپنے آپ کو چھپائے ہوئے آ کر کھڑی ہوگئی کہ اعلیحضرت سر کو اٹھائیں تو میں سلام کرلوں حضرت نے سر اٹھایا تو اس نے سلام کیا حضرت نے اس کا نام لیکر فرمایا تم یہاں بیاہی ہو وہ عورت سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز سے بیعت تھی''۔ (سیرت اعلیٰ حضرت۔ص:۱۶۴)

لو جی! بچپن میں طوائفوں کے سامنے کئے گئے مبارک اعمال اور بچپن میں جوان لڑکیوں کو دودھ پیتے دیکھنے کا تجربہ یہاں بھی کام کر گیا اور عورت کی آواز سنتے ہیں پہچان گئے کہ کون ہے؟ غالباً اس لڑکی نے اپنے شوہر کو اعلیٰ حضرت کے مبارک اعمال کی کچھ کارگزاریاں سنائی

ہوں گی جس پر وہ لڑکا یقین کرنے کو تیار نہ ہوگا تو اس کی بیوی نے کہا ہوگا کہ ٹھیک ہے مٹھائی مٹھائی کی شرط رکھتے ہیں تم کمرے میں جاؤ میں پیچھے آ رہی ہوں اور ابھی تمہارے سامنے اس ''کرامت'' کا اظہار کروائے دیتی ہوں۔

طالب علم کو حبس بے جا میں رکھنے کا مقدمہ

خان آف بریلی کے بھتیجے لکھتے ہیں:

''بریلی کے وہابیوں نے اعلحضرت قبلہ کے خلاف ایک وہابی طالب علم کو حبس بے جا میں رکھنے کا دعوی دائر کرا دیا''۔

(سیرت اعلی حضرت۔ص:۱۰۳)

عورتوں کو دیکھ کر مستقبل چمکانے والے پر ایسے ہی تو کسی نے طالب علم کو حبس بے میں رکھنے کا دعوی دائر نہیں کیا ہوگا جبکہ وہ ہو بھی خیر سے۔۔۔!!!

خان صاحب کے انسان ہونے میں بھی تردد تھا

''اعلی حضرت خود فرماتے ہیں کہ میرے استاد جن سے میں نے ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے تھے، ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن؟''۔

(حیات اعلی حضرت ج ا ص ۱۱۲)

خان صاحب کسی مدرسے کے فاضل نہ تھے

آپ نے حصول تعلیم کیلئے کسی مدرسے میں داخلہ نہیں لیا''۔

(خیابان رضا۔ص:۱۸)

نیم ملا خطرہ ایمان نے کوئی کتاب پوری نہ پڑھی

''اعلی حضرت قبلہ کا دورِ تعلیم بھی عجیب وغریب واقعات کا مجموعہ ہے اول

تو آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی درسی کتاب پوری نہ پڑھائی''۔(سیرت اعلیٰ حضرت۔ص:۴۹)

ہمارے ہاں یہ بات عجیب وغریب واقعہ نہیں کہلاتا بلکہ اس قسم کے واقعات کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ بچہ انتہائی حد تک نالائق ہے اور اس کی نالائقی دور کرنے کیلئے اول تو اس کی چھترول کی جاتی ہے اگر بات نہ بنے تو والدین کو بلا کر پیار سے سمجھا دیا جاتا ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرنے کے قابل نہیں اسے کسی دنیاوی کام میں لگا دو ورنہ یہ نیم ملا آگے جا کر لوگوں کے ایمان کیلئے خطرہ بن جائے گا۔

جس سے قرآن پڑھا اسکو خود قرآن پڑھنا نہ آتا

''سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ کاشانہ اقدس پر ایک مولوی صاحب چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے حضور بھی ان سے کلام اللہ شریف پڑھا کرتے تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیت کریمہ میں بار بار ایک لفظ حضور کو بتاتے تھے مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا وہ زیر بتاتے تھے اور آپ زبر پڑھتے تھے یہ کیفیت حضور کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خان صاحب نے دیکھ کر حضور کو اپنے پاس بلا لیا کلام اللہ پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہو گئی تھی''۔

(حیات اعلیٰ حضرت ج ا ص ۱۱۲)

مولوی صاحب اس غلطی پکڑے جانے سے پہلے جو سارے گھرانے کو غلط قرآن پڑھا چکے اس کا مداوا کیا گیا یا نہیں اس کی تفصیل نہیں ملی نیز معلوم ہوا کہ پورے گھر میں کسی کو بھی قرآن پڑھنا نہیں آتا خدا جانے کتنے عرصے سے بریلی کا یہ خاندان اسی غلط قرآن سے قرآن پڑھتا رہا ہوگا نیز یہ تو ایک غلطی تھی جو بقول رضا خانیوں کے پکڑ میں آ گئی خدا جانے باقی غلطیاں کس نے درست کی ہوں گی قرآن غلط پڑھانا اور پڑھنا اس قدر اس خاندان میں راسخ ہو چکا تھا کہ مجدد بننے کے بعد بھی خان بریلوی قرآن غلط پڑھتا تھا تفصیل آپ نورسنت کے قسط وار مضمون ''ملفوظات اعلیٰ حضرت کا جائزہ'' میں پڑھ چکے ہیں ورنہ ''فاضل بریلوی کا

حافظہ' ملاحظہ فرمائیں۔

بریلی شہر میں خان قارونی کے خاندان کی دینی خدمات

''اعلیٰ حضرت نے کتب درسیہ سے فراغت کے بعد تدریس، افتاء اور تصنیف کی طرف توجہ فرمائی لیکن ابتداء میں تدریس کی جانب زیادہ میلان تھا کیونکہ بریلی شریف میں سنیوں کا کوئی مدرسہ نہ تھا''۔

(سوانح امام احمد رضا۔ص ۳۱۴)

خان صاحب کے والد نقی علی خان صاحب کو بٹیر بازی کے شغل سے فرصت ملے گی تو بریلی میں کوئی مدرسہ کھول کر درس و تدریس کریں گے مگر دوسری طرف مولانا احسن نانوتوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ پورے بریلی کے تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کررہا تھا اور پورے بریلی شہر میں آپ کے علم وشہرت کا سکہ چلتا تھا یہی وجہ ہے کہ بریلی شہر کے سب سے بڑے اجتماع نماز عید پڑھانے کیلئے بھی بریلی شہر کے مسلمانوں نے آپ ہی کو اپنی عیدگاہ کا امام منتخب کیا ہوا تھا پورا بریلی شہر آپ کی اقتداء میں نماز عید ادا کرتا یہی وہ مرکزی حیثیت تھی جو بدعتیوں کے اس سرخیل نقی علی خان کو ایک آنکھ نہ بھارہی تھی اور علمائے دیوبند کو بدنام کرنے کیلئے اس نے وہ مکروہ ریشہ دوانیاں کی جو ہندوستان کی تاریخ کے اوراق کا ایک سیاہ ترین باب ہے۔

بیٹا بھی باپ کے رستے پر چل پڑا

چونکہ پڑھنا پڑھانا اور درس وتدریس اس خاندان کے بس کا روگ نہ تھا اور نہ ہی اس خاندان کو اس سے کوئی دلچسپی تھی اس لئے بقول ظفر الدین بہاری کہ:

''اعلیٰ حضرت نے چونکہ باضابطہ کسی مدرسہ میں مدرس بن کر نہیں پڑھایا''۔(حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۱۲)

یعنی بیٹا بھی باپ کے رستے پر چل پڑا اور کسی مدرسے میں مدرس کے طور پر دینی خدمات سرانجام دینے سے قاصر رہا۔

بنی اسرائیلی خان کو خود بھی مدرسہ چلانے سے کوئی شغف نہ تھا

اعلیٰ حضرت اپنی وفات سے ٦ برس پہلے یعنی ۱۹۳۴ میں لکھے گئے ایک خط میں بریلویوں کے علوم دین سے شغف کا یوں رونا روتے ہیں:

''حاجی صاحب کو اللہ تعالیٰ برکات دے، تنہا اپنی ذات سے وہ کیا کیا کریں؟ سنیوں کی عام حالت یہی ہو رہی ہے کہ جن کے پاس مال ہے انہیں دین کا کم خیال ہے اور جنہیں دین سے غرض ہے، افلاس کا مرض ہے ورنہ کلکتہ میں حمایت دین کیلئے دو ہزار روپے ماہوار بھی کوئی چیز تھے ادھر یہ مدرسہ شمس الھدیٰ جس کی نسبت میں نے سنا ہے کہ سولہ ہزار روپے سالانہ کی جائیداد اس کیلئے وقف ہے اس کا بھی ہاتھ میں رکھنا ضرور ہے مبادا کوئی دیوبندی قابض ہو جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ افسوس کہ ادھر نہ مدرس نہ واعظ نہ ہمت والے مالدار، ایک ظفر الدین کدھر کدھر جائیں اور ایک لعل خان کیا کیا بنائیں؟''۔

(حیات اعلیحضرت ج ۳ ص ۳۹۱)

اپنے قائم کردہ مدرسے کا حال یوں بیان کرتے ہیں:

''ہماری طرف مدرسین و واعظین کم بلکہ معدوم ہیں منظر اسلام میں خود مدرس کی کمی ہے''۔ (حیات اعلیحضرت ج ۳ ص ۴۴۷)

اندازہ لگائیں کہ سب سے مرکزی مدرسہ منظر اسلام جو دنیا کی عظیم یونیورسٹی ایشیاء کی جامع ازہر دارالعلوم دیوبند کا مقابلہ کرنے کیلئے قائم کیا گیا تھا اس میں کوئی مدرس پڑھانے کیلئے تیار نہ تھا اور ان کو کوئی مدرس پڑھانے کیلئے مل نہیں رہا تھا جو مدرسے تھے وہ بھی عدم دلچسپی کی وجہ سے دیوبندیوں کے ہاتھ لگ رہے تھے اور دیوبندی علوم دینیہ کے ان اجاڑ مراکز کو قال اللہ و قال الرسول ﷺ کی صداؤں سے آباد کر رہے تھے اور خان صاحب کو اس کی فکر کھائے جا رہی تھی مگر یہ فکر کسی دینی جذبے کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اس وجہ سے یہ خوف طاری تھا کہ اس مدرسے کی سالانہ آمدنی سولہ ہزار روپے تھی۔ حالانکہ احمد رضا خان قارونی المختار امن میاں

بنی اسرائیلی افغانی اگر چاہتے تو خود بھی ان مدارس کو چلا سکتے تھے۔ کذابِ زمانہ مولوی غلام مہر علی آف چشتیاں لکھتا ہے کہ اعلیحضرت کے:

''آباؤاجداد۔۔۔قدیم نواب چلے آرہے تھے''۔

(دیوبندی مذہب۔ص:۷۷)

اور خود بنی اسرائیلی خان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''اعلیحضرت بریلوی جدی رئیس تھے خدا نے انہیں دیا تھا''۔ (دیوبندی مذہب ص۳۵۰)

لیکن بات وہی کہ خان صاحب کو ان کاموں سے کوئی دلچسپی تھی نہ شغف

خاندان واولاد کی جائیداد سے محبت

''وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظّمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا ہے۔ اپنی خواہش یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو اور وہ قادر ہے۔ بہرحال اپنا خیال ہے۔ مگر جائیداد کی جدائی یہ لوگ کسی طرح نہ کرنے دیں گے۔ خریدار کو مجھ تک پہنچنے بھی نہ دیں گے۔ کوئی معقول شئے نہیں کہ بازار بھیج کر نیلام کر دی جائے اور خالی ہاتھ بھیک پر گزرنے کیلئے جانا نہ شرعاً جائز نہ دل گوارا۔ دعا کیجئے کہ ہر بات کا انجام بخیر ہو۔ والسلام''۔

(حیات اعلیٰ حضرت: ج ا ص ۴۶۱)

اندازہ لگائیں کہ نام نہاد مجدد مائتہ حاضرہ نے اپنی اولاد کی تربیت کس طرح کی کہ آخر وقت میں مدینہ رہنے کو دل چاہ رہا ہے جسکے لئے کچھ جائیداد بیچنے کی تمنا ہے مگر اولاد، مال وجائیداد کی ہوس میں خریدار کو قریب پھٹکنے نہیں دے رہی۔

شیطان اور منافق کون؟

قارئین کرام! احمد رضا خان کی اسی آرزو کے متعلق بطور فائدہ یہاں ایک اور بات بھی جان لیں۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ جب حج کرنے مکہ مکرمہ گئے تو احمد رضا خان بھی ان دنوں وہاں انگریزی سازش کو عملی جامہ پہنانے کیلئے آپہنچا اور اپنی بدنام زمانہ کتاب

''حسام الحرمین'' کو ترتیب دیا اس کتاب میں ایک جگہ ایک عرب عالم کی طرف منسوب تقریظ میں ہے کہ:

''ان (شیطان ومنافقین) سے ہمارے یہاں مدینہ طیبہ میں چند گنتی کے ہیں۔ تقیہ کی آڑ میں چھپے ہوئے اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو عنقریب مدینہ طیبہ ان کو اپنی مجاورت سے نکال دے گا کہ اس کی یہ خاصیت حدیث صحیح سے ثابت ہے''۔

(تمہید ایمان مع حسام الحرمین (ملخصا) ص ۱۲۱، مکتبۃ المدینہ)

اب آئے قارئین کرام حدیث سے ثابت شدہ اور بریلویوں کے اس مسلمہ معیار حقانیت پر رکھ کر دیکھتے ہیں کہ خلیل احمد صاحبؒ اور احمد رضا خان صاحب میں سے کس کو مدینہ منورہ نے اپنی ''مجاورت سے'' نکال باہر پھینکا اور کون مدینہ منورہ کے مبارک قبرستان ''جنت البقیع'' میں آسودہ آغوش لحد ہے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بروز بدھ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ کو بعد نماز عصر باواز بلند اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی اور آپ کی نماز جنازہ آستانہ نبوی کے قریب باب جبریل کے باہر ادا کی گئی جو مدینہ طیبہ کے مدرسہ شرعیہ کے صدر مدرس مولانا شیخ طیبؒ نے پڑھائی اور باوجود جلدی کرنے کے (جیسا کہ سنت ہے) ازدہام اتنا بڑھ چکا تھا کہ کاندھا دینا مشکل ہو رہا تھا۔ علماء بھی تھے اور طلباء بھی تھے المختصر عشاء سے پہلے پہلے ''جنت البقیع'' میں اہل بیت نبوی ﷺ کے مزارات کے قریب آپ کی آغوش لحد میں اتار دیا گیا انا اللہ و انا الیہ راجعون.

پہنچی وہیں خاک جہاں کا خمیر تھا

(بحوالہ تذکرۃ الخلیل: ص ۴۲۶)

اس کے برعکس مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظّمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا ہے۔ اپنی خواہش یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو اور وہ قادر ہے۔ بہر حال اپنے خیال ہے۔ مگر جائیداد کی جدائی یہ لوگ کسی

طرح نہ کرنے دیں گے۔خریدار کو مجھ تک پہنچنے بھی نہ دیں گے۔کوئی معقول شے نہیں کہ بازار بھیج کر نیلام کردی جائے اور خالی ہاتھ بھیک پر گزرنے کیلئے جانا نہ شرعا جائز نہ دل گواراہ۔دعا کیجئے کہ ہر بات کا انجام بخیر ہو۔والسلام۔

(حیات اعلی حضرت: ج۱ص۴۶۱)

اللہ تعالی کی ذات پر اعتماد وتوکل اور احمد رضا خان صاحب کی اس قدر بے مائیگی صبر وقناعت کے باب میں موصوف کی اس تہی دامنی کو ملاحظہ کیجئے اور ساتھ ہی حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تمام اندیشہ ہائے دور دراز کو خیر باد کہتے ہوئے اور استقامت کے اعلی ترین درجہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوچہ محبوب کی طرف روانگی پر بھی ایک نظر ڈالیجئے۔
الحمدللہ حدیث سے ثابت شدہ معیار کے تحت یہ ثابت ہوگیا کہ احمد رضا خان ہی وہ منافق اور شیطان تھا جو تقیہ کی آڑ میں مدینے آیا ہوا تھا اور مدینے نے اس کو اپنی مجاورت سے ایسا باہر نکالا کہ احمد رضا خان تو احمد رضا خان اس کے ترجمہ قرآن کو مدینے کی گلیوں میں جلا دینے کا حکم آیا ۸۰ کی دہائی میں احمد رضا خان کا نام لینے والے بریلوی علماء کو گرفتار کر کے دھکارتے ہوئے نبی کے مقدس شہر سے باہر کر دیا گیا فاعتبروا یا الی الابصار.

مرنے سے چار سال پہلے تک جن کتابوں کی شکل بھی نہ دیکھی

"مجھے دربار خضاب ان چند کتابوں کی پوری عبارات درکار ہیں آپ کے پاس ہوں فبہا ورنہ ایک دن کیلئے پٹنہ جاکر لائیں: تاتارخانیہ، زاد المعاد، عقد الفرید، نزھۃ المجالس، ان کتب کے سوا اگر اور کتب سے کہ میرے پاس نہیں عبارات مستوعیہ ہوں تو احسن صراح، قاموس، تاج العروس، مغرب، مطرزی، مصباح المنیر، مختار الصحاح، نہایہ ابن اثیر، مجمع البحار، تحفہ ومخزن الادویہ، تذکرہ انطاقی، انوار الاسرار، مرقات، اشعہ، فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری، شرح مسلم، شرح شمائل ترمذی، شرح شرعۃ الاسلام، سراج المنیر"۔

(ملخصا حیات اعلحضرت ص۴۰۹،۴۱۰)

دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر کتابوں کے متعلق رضا خانیوں نے خان صاحب

کے مرنے کے بعد دعوی کر دیا کہ ان پر خان نے حواشی لکھے تھے۔

خان بریلی کا دوسروں سے علمی استفادہ

رضا خانی مجدد بدعات کے چند ذاتی خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف اوقات میں اپنے خلفاء سے علمی استفادہ کرتے اوران کی تحقیقات کو اپنے نام سے شائع کرتے جس سے مجدد صاحب کی تحقیقی ذوق کا بھانڈا بیچ چوراہے پھوٹ پڑتا ہے۔ ملاحظہ ہو

''اور کتابوں سے کچھ ملے تو اور عنایت ہو پہلے آپ نے بہت کتابوں کی عبارتیں اس بارے میں کہ اذان جمعہ زمانہ اقدس میں دروازہ پر ہوتی تھی ان تفاسیر سے کہ میرے پاس نہیں نقل کر کے بھیجی تھیں وہ پرچہ باحتیاط رکھ دیا تھا اب تلاش کیا نہ ملا''۔ (حیات اعلحضرت ج ۳ ص ۴۱۰)

''عبارات تفاسیر آئیں، باقی بھی درکار ہیں۔۔روح المعانی کیا ہے یہ آلوسی بغدادی کون ہے؟ بظاہر کوئی نیا شخص ہے آزادی زمانہ کی ہوا کھائے ہوئے ہے مصنف کا ترجمہ یا کتاب کا سال تصنیف لکھا ہو تو اطلاع دیجئے مدارک کا کوئی حاشیہ ہو تو اس کی عبارت کی زیادہ ضرورت ہے''۔

(حیات اعلحضرت ج ۳ ص ۳۶۵)

''آپ نے پہلے ایک خط میں کچھ عبارات، تفاسیر جس میں نسخ کریمہ مذکور تھا بھیجی تھیں وہ خط ہر چند تلاش کیا نہ ملا یہ عبارات بھی بھیج دیجئے''۔

(حیات اعلیحضرت ج ۳ ص ۳۸۳)

''مجھے کافی شرح وافی اور غایۃ البیان اتقانی اور مبسوط شرح شمس الآئمہ سرخسی سے بحث ماء مطلق و ماء مقید تمام و کمال کی ضرورت ہے بعجلت تام ان کی تعریفیں اور ضوابط و جزئیات اور مطبوخ و مخلوط کے احکام بالتفصیل درکار ہیں''۔ (حیات اعلیحضرت ج ۳ ص ۳۸۵)

''کل کے کارڈ میں اتنا لکھنا رہ گیا تھا کہ نبیذ تمر سے وضو کے بارے میں جتنی بحث مبسوط سرخسی و غایۃ البیان میں ہو وہ بھی بتمامہ درکار ہے''۔

(حیات اعلیحضرت ج ۳ ص ۳۸۶)

خان صاحب کی طرف سے مرد کی شرمگاہ پر نادر ریسرچ

''فتاوی رضویہ جلد سوم مرد کی شرمگاہ کے اعضاء کو ۹ ثابت کرنا آپ کی فقہ دانی پر ایسی شہادت ہے جو آفتاب نیم روز سے زیادہ درخشاں اور تابندہ ہے''۔(المیزان کا امام احمد رضا نمبر ص۲۱۲)

یہ رضا خانی بریلوی بھی عجیب شے تھی بچپن میں عورتوں کو وعظ و نصیحت کیلئے بھی شرمگاہ ہی ملی تھی اور ساری زندگی کی تحقیق کا نچوڑ اور فقہ دانی کی واحد اعلی ترین شہادت بھی مرد کی شرمگاہ کے گرد ہی گھومتی ہے اگر یوں کہا جائے کہ رضا خان بریلوی کی زندگی کی ابتداء طوائف سے اور اختتام شرمگاہ پر یہی خان کی زندگی کا خلاصہ ہے تو بیجا نہ ہوگا۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ جس چیز کے ڈر سے طوائفوں کے سامنے ستر کھول دیا گیا تھا اب اسی کو لیکر اس پر تحقیق کرنے سے کیا نظر نہیں بہکی اور اس نظر سے دل اور پھر دل سے ستر نہیں بہکا؟

خان صاحب کا حرکتی نفس

''ایک بار عصر کی نماز پڑھ کر آپ مکان تشریف لے گئے کچھ دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ آپ مسجد آ کر نماز پڑھ رہے ہیں ایک صاحب جو خود حضرت کے پیچھے نماز پڑھ چکے تھے بہت متحیر ہوئے کہ بعد عصر نوافل نہیں اور اگر کسی وجہ سے نماز نہیں ہوئی تھی تو حضرت کا حافظہ ایسا نہیں تھا کہ مجھے بھول جاتے اور مطلع نہ فرماتے جب حضرت نے سلام پھیرا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ نماز کیسی؟ فرمایا قعدہ اخیر میں بعد تشہد ''نفس کی حرکت سے''میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا''۔

(انوار رضا۔ص:۲۵۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

خدا جانے کہ کیسا ''نفس'' تھا جو حرکت میں آتا تو اس کی پے در پے ضربات سے تہہ بند کا ازار بند بھی ٹوٹ جاتا اسی شرارتی نفس کی حرکتوں ہی کی وجہ سے تو وہابی طالب علم کو جبس بے جا میں رکھنے پر مقدمہ ہو گیا تھا۔

خان صاحب کی عجیب وغریب نماز

''نماز میں احتلام ہوا اور منی باہر نہ آئی کہ نماز تمام کر لی اس کے بعد اتری تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہوگئی''۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ا ص ۱۳۱)

نفس حرکت میں آئے تو تمام بندھ توڑ دے اور جاری ہونے پر آئے تو اس کے جاری ہونے سے پہلے خان صاحب نماز مکمل کر لیتے ہیں خدا جانے خان صاحب کے پاس کونسا آلہ تھا جس سے یہ ''نکلنے'' کی رفتار معلوم کر لیتے تھے کہ نکلنے سے پہلے چونکہ نماز مکمل کر لی اس لئے ہوگئی۔ خدا جانے کس قسم کے خیالات نماز میں لا کر یہ آدمی نماز پڑھتا کبھی نفس حرکت میں آجاتا تو کبھی احتلام کی نوبت آجاتی بچپن کی وہ طوائفیں نماز میں بھی پیچھا نہ چھوڑتیں۔

مجدد یک چشم گل

''ساڑھے پانچ مہینے سے زائد ہوگئے کہ میری آنکھ پر آشوب آیا ہوا ہے پانچ مہینے تک لکھنا پڑھنا موقوف رہا مسائل سن کر زبانی جواب لکھواتا رہا اسی طرح بعض رسائل لکھوائے آنکھ پر اب تک بہت ضعف ہے''۔

(کلیات مکاتیب رضا ج ا ص ۳۸۴ مکتبہ نبویہ لاہور)

جو آنکھ خراب تھیں کانے دجال کو اس آنکھ کے سامنے پڑی ہوئی روٹیاں نظر نہ آئیں:

''دستر خوان بچھا کر قورمہ کا پیالہ رکھ دیا اور چپاتیاں دستر خوان کے ایک گوشے میں لپیٹ دیں کہ ٹھنڈی نہ ہوجائیں کچھ دیر بعد وہ دیکھنے تشریف لائیں کہ حضرت کھانا تناول فرما چکے کہ نہیں تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئیں کہ سالن آپ نے نوش فرمالیا ہے لیکن چپاتیاں دستر خوان میں اسی طرح لپٹی رکھی ہوئی ہیں پوچھنے پر آپ نے فرمایا چپاتیاں تو میں نے دیکھی نہیں''۔ (المیزان کا امام احمد رضا نمبر۔ ص: ۳۳۵)

حیرت زدہ شائد اس لئے ہوگئی کہ اس آدمی کا پیٹ ہے یا کوئی تندور؟ جو اس عمر میں بھی قورمے جیسی مرغن غذا بغیر روٹیوں کے ہضم کر لیتا ہے۔

سخت طبعیت والا خان

بریلوی شیخ المحد ثین محمد دیدار الوری کا تاثر خان آف بریلی کے متعلق یہ تھا:

''پٹھان خاندان سے ہیں طبیعت سخت اور غصہ زیادہ ہے''۔(تجلیات امام احمد رضا۔ص:۵٦ برکاتی پبلی شرز کراچی)

خان کی شیطان کے ساتھ یاری اور مے نوشی

''اگر کھانے کی ابتداء میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آ جائے تو فورا بسم اللہ علی اولہ وآخرہ پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے اور بفضلہ میں بھوکا ہی مارتا ہوں یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور چھالیہ منہ میں ڈالی بسم اللہ شریف ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا''۔

(ملفوظات ص۲۲۱)

حقہ پیتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا تا کہ شیطان حقہ نوشی میں ساتھ رہے اور رضا خانی مناظر اعظم نظام الدین ملتانی کا حقہ کے متعلق ایک شعر بھی ملاحظہ ہو:

یہ حقہ بڑ بڑ کرتا ہے یہ شیطون کا خایہ ہے
یہ لمبا کانا ایسا جیسا شیطون ذکر چھپایا ہے

(انوار شریعت ج ا ص ۳۲۹)

خایہ فارسی میں شرمگاہ کے ایک حصہ کو کہتے ہیں مطلب خود سمجھ جائیں۔۔۔

خان صاحب کا وعظ وتقریر سے احتراز

''اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ وعظ وتقریر سے بہت احتراز فرماتے''۔

(سیرت اعلی حضرت۔ص:۱٦۱)

تا کہ کہیں علم کا بھانڈا نہ پھوٹ جائے کیونکہ دوران وعظ دوسروں کو خطوط لکھ کر استفادہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

کبھی سیاست میں حصہ نہیں لیا

''آپ نے عملی طور پر تو کبھی سیاست میں حصہ نہیں لیا''

(المیزان امام احمد رضا نمبر ۳۶۸)

خاندانی رئیس ونواب ہونے کے باوجود زکوۃ نہیں دیتے تھے

''فرمایا کہ کبھی میں نے ایک پیسہ زکوۃ کا نہیں دیا''۔(سیرت امام احمد رضا۔ص:۳۵)

نواب آف بریلی کی عمومی غذا

''اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عام غذا روٹی چکی کے پسے ہوئے آٹے کی اور بکری کا قورمہ تھا''۔(حیات اعلیٰ حضرت ج اص ۱۷۰)

ایک بار ککڑی کا پورا تھال اکیلے کھا گئے تھے (فیضان سنت تیسرا ایڈیشن ص ۲۸۲)

مرتے وقت مندرجہ ذیل کھانوں کی فرمائش کی:

(۱) دودھ کر برف خانہ ساز (۲) مرغ کی بریانی (۳) مرغ پلاؤ (۴) خواہ بکری کا (۵) شامی کباب (۶) پراٹھے (۷) اور بالائی (۸) فیرینی (۹) اُرد کی پھریری دال (۱۰) مع ادرک (۱۱) ولوازمات (تڑکا سلادو غیرہ از ناقل) (۱۲) گوشت بھری کچوریاں (۱۳) سیب کا پانی (۱۴) انار کا پانی (۱۵) سوڈے کی بوتل (وصایا شریف)

اگر اتنے کھانے بھینس کے آگے بھی ڈال دئے جائیں وہ بھی منہ موڑ لے مگر خان صاحب اعلیٰ حضرت جو ہوئے انہی کھانوں کے حصول کیلئے تو انگریز کے قدموں میں اپنا دین بیچا۔

بنی اسرائیل کا فسادی خان

حسن علی رضوی رضا خانی لکھتا ہے کہ:

ایوان دیوبند ہو یا قصر نجدیت
سب تہس نہس ہے وہ دھما کہ رضا کا ہے
(رضائے مصطفیٰ۔ص ۷ ادسمبر ۲۰۱۲)

حالانکہ خود حسن علی رضوی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ:

''دھماکہ نام ہے ایک مغربی ایجاد کا چونکہ ان کی رگیں سرکار انگریز سے ملتی
ہیں ان سے انکا ذہنی فکری روحانی قلبی رشتہ ہے لہذا ان کو وہی نام پسند ہوگا
جس میں ان کے آقا انگریز سے کوئی تعلق ونسبت ہو دھماکہ تو ویسے بھی
تخریب وشرارت کی علامت ہے''۔

(قہر خداوندی۔ص ۱۱۔۱۲ مکتبہ قاسمیہ رضویہ کراچی)

معلوم ہوا کہ رضا خان انگریز کا ایجنٹ تھا انگریز سے رضا خان کا قلبی روحانی ذہنی فکری رشتہ تھا اور احمد رضا خان بریلوی تخریب کار وشرارتی بھی تھا اسی لئے علمائے دیوبند وعلمائے نجد کے گھروں میں دھماکے کر کے تہس نہس کرنے کی کوشش کرتا مگر منہ اپنا ہی کالا ہوتا۔فسادی خان اپنے فسادی ہونے کو خود یوں بیان کرتا ہے:

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ اعداء کے سینے میں خار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے
(حدائق ج ۲ ص ۴۴)

خان آف بریلی مکفر المسلمین

''عام طور پر امام احمد رضا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین تھے''۔
(المیزان کا امام احمد رضا نمبر۔ص:۲۹)

یہ بات صرف مشہور ہی نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت ہے چنانچہ اسی المیزان میں ہے:

''شمس العلماء حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ''۔
(المیزان۔ص:۳۹۶)

اور یہی شمس العلماء احمد رضا خان کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''اعلیٰ حضرت نے ایک دنیا کو وہابی کر ڈالا ایسا بدنصیب وہ کون ہے جس پر
آپ کو خنجر وہابیت نہ چلا ہو وہ اعلیٰ حضرت جو بات بات میں وہابی بنانے
کے عادی ہوں وہ اعلیٰ حضرت جن کی تصانیف کی عصمت غائیہ وہابیت
جنہوں نے اکثر علماء اہلسنت کو وہابی بنا کر عوام کالانعام کو ان سے بدظن

کرادیا جن کے اتباع کی پہچان یہ ہے کہ وہ وعظ میں اہل حق سنیوں کو وہابی کہہ کر گالیوں کا مینہ برساتے ہیں"۔ (تجلیات انوار المعین ۔ص:۴۲)

"دنیا میں شائد کسی نے اس قدر کافروں کو مسلمان نہیں کیا ہوگا جس قدر اعلیٰ حضرت نے مسلمانوں کو کافر بنایا"۔ (تجلیات انوار المعین ۔ص:۴۲)

علماء ربانیین کی تکفیر وتوہین ان کا شعار اور ان کی تضلیل وتفسیق ان کا دثار ہے"۔ (تجلیات ص:۶)

خان آف بریلی کا نام مذہبی گالی

"امام احمد رضا کی عبقری ذات کو نہ تو جانتے ہیں نہ ہی پہچانتے ہیں ان کا اسم گرامی ایک مذہبی گالی سمجھا جاتا ہے"۔

(المیزان کا امام احمد رضا نمبر ۔ص:۳۸)

ساری زندگی علماء دیو بند کو گالیاں دینے والے شخص کے اپنے نام کو رب کریم نے اسی دنیا میں گالی بنا دیا اللہ اکبر اور آخرت کی ذلت الگ۔

خان آف بنی اسرائیل جاہلوں کا پیشوا

ماہر رضویات پروفیسر مسعود لکھتا ہے کہ:

"فاضل بریلوی ۔۔اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے مگر علمی حلقوں میں اب تک صحیح تعارف نہ کرایا جاسکا جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو بڑی حد تک بالکل نابلد ہے چنانچہ ایک مجلس میں جہاں یہ راقم بھی موجود تھا ایک فاضل نے فرمایا مولٰینا احمد رضا خان کے پیروتو زیادہ تر جاہل ہیں گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے"۔

(فاضل بریلوی اور ترک موالات ۔ص:۱۵ ادارہ مسعودیہ کراچی ۲۰۰۴)

رضا خان المختار ہذیان گو تھا

خلیفہ خاص خان بریلی امجد علی اعظمی گھوسوی رضا خان بریلوی امن میاں المختار افغانی قارونی بڑ ہیچ کے بدنام زمانہ رسلیہ سجان السبوح کے متعلق لکھتے ہیں:

"سبحن السبوح کی صرف ابتدائی چند ورقوں میں ہذیان ہے"۔

(سوانح صدر الشریعہ۔ص:۸۶ مکتبہ رضویہ کراچی)

خان آف افغنہ کی آدھی سے زائد کتب اس کے خلفاء کو پسند نہ تھیں

''اسی طرح ایک مقدمے کے دوران میں اعلی حضرت نے دو کتابیں تحریر فرمائیں، ابھی ان کا مسودہ طبع نہ ہوا تھا جب یہ مسودے حضرت قدس سرہ (نعیم الدین مراد آبادی از ناقل) کو پڑھائیے تو آپ نے دو تہائی سے زیادہ مضمون کو قلمزد کر دیا اعلی حضرت نے فرمایا آپ نے کتاب کی تمام شدتیں ختم کر دیں اگر میں اپنی ہر ایک تصنیف جو مخالفین کے رد میں لکھیں ہیں آپ کو دکھاتا تو آج ان کا یہ رنگ نہ ہوتا جو اس وقت ہے''۔

(حیات صدر الا فاضل۔ص:۴۹ فرید بک سٹال لاہور نومبر ۲۰۰۰)

اندازہ لگائیں کہ احمد رضا خان کی تحاریر و کتب کس قدر غلیظ و فحش ہوتیں کہ اپنے خاص لوگوں خلفاء تک کو پسند نہ ہوتیں اور ان کی بدبو اپنے لوگوں کی برداشت سے بھی باہر ہوتی اور وہ اسے قلمزد کر دیتے معلوم ہوا کہ احمد رضا خان کی آج جتنی بھی کتب ہیں وہ آدھی سے زائد مغلظات و بکواسات پر مشتمل ہیں مگر یہ خان اس قدر ڈھیٹ اور ضدی تھا کہ اپنے خاص لوگوں کے مشوروں کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔

نوٹ: رضا خان بریلوی اور اس کے ماننے والوں کی مغلظات پر بندہ ایک مستقل کتاب ''مغلظات رضا'' کے نام سے لکھنے کا ارادہ رکھتا ہے دعا فرمائیں۔

اعلی نسلی کتے

''سجادہ نشین صاحب نے ایک مرتبہ اعلی حضرت سے رکھوالی کیلئے دو کتوں کی فرمائش کی تو اعلی حضرت نے اعلی نسل کے دو کتے خانقاہ عالیہ کی خدمت کیلئے بذات خود دے آئے اور فرمایا کہ حضرت ان کتوں کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے یہ سارا کام کاج بھی کریں گے اور رات کے وقت رکھوالی بھی جانتے ہیں آپ یہ دو کتے کون تھے؟ آپ کے دونوں صاحبزادگان''۔(المیزان۔ص:۲۱۹)

آوارہ کتا

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں
(حدائق بخشش ج۱ص۴۴)

استاد کو خان کے جن وانسان ہونے میں تردد خان کو اپنے کتے ہونے کا اقرار اولاد کے کتے ہونے کا یقین جس آدمی کو انسان ثابت نہیں کیا جا سکتا یہ رضا خانی اسے امام اہلسنت بنانے پر تلے ہوئے ہیں نیز جب رضا خان نے خود کہا کہ میرے جیسے کتے آوارہ اور بھی پھر رہے ہیں تو اس کی اولاد اعلی نسل کے کتے کیسے ہو گئے؟ اس عقدے کو بھی حل کریں۔

۵۰ سال کی محنت

''مولانا احمد رضا خان ۵۰ سال مسلسل اسی جدوجہد میں منہمک رہے یہاں تک کہ مستقل دو مکتبہ فکر قائم ہوگئے بریلوی دیوبندی یا وہابی''۔(سوانح حیات اعلی حضرت۔ص:۸)

چلبلی طبعیت والا خان

مفتی مظہر اللہ بریلوی لکھتا ہے کہ:

''ہوسکتا ہے کہ فاضل موصوف (رضا خان از ناقل) کی چلبلی طبیعت سے ان عورتوں کے حق میں یہ کلام صادر ہوا ہو''۔(فتاوی مظہریہ ص۳۹۲ادارہ مسعودیہ کراچی)

قرآن کا ترجمہ کرنے کیلئے وقت نہ تھا

''صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے امام احمد رضا سے ترجمہ کردینے کی گزارش کی آپ نے وعدہ فرمالیا لیکن دوسرے مشاغل دیرینہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو امام احمد رضا نے فرمایا چونکہ ترجمہ کیلئے میرے پاس مستقل

وقت نہیں اس لئے آپ رات میرے سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ
کے وقت آجایا کریں''۔ (المیزان کا امام احمد رضا نمبر ص: ۱۱۵)

تین سال کی عمر میں مجمع لگا کر کرتہ اٹھانے کیلئے ٹائم تھا طوائفوں کو نصیحتیں اور مبہوت کرنے کیلئے وقت تھا ۲۰ سال کی نوعمر لڑکیوں کو ماں کی چھاتیاں دیکھنے کا وقت تھا ذکر پر تحقیق کر کے اس کے نو جوڑ ثابت کرنے کیلئے وقت تھا ساری دنیا کو کافر بنانے کیلئے ۵۰ سال تک محنت کرنے کا وقت تھا مولانا گنگوہیؒ کے رد میں ۲۵ مولانا نانوتویؒ کے رد میں ۱۱ مولانا تھانویؒ کے رد میں ۹ مولانا شاہ اسمعیل شہیدؒ کے رد میں ۱۰ (المجمل المعد دلتالیف المجدد ص ۳۴) غیر مقلدین کے رد میں ۲۰۰ سے زائد (سوانح امام احمد رضا ص ۵۰) کتابیں لکھنے کا وقت تھا اگر وقت نہیں تھا تو رب کریم کے قرآن کی خدمت کرنے کیلئے نہ تھا اور پھر آخر وہ کونسے مشاغل کثیرہ دیرینہ تھے سیاست احمد رضا نہیں کرتا، درس و تدریس کا اسے خیال نہ تھا واعظ و بیان سے اس کا کوئی واسطہ نہ تھا مناظرے سے اس پر کپکپی طاری ہو جاتی تو آخر کرتا کیا تھا جو وقت نہیں تھا؟

قارئین کرام! ہم نے آپ کے سامنے انتہائی اختصار کے ساتھ احمد رضا خان بریلوی کے حالات زندگی پیش کیے تفصیل انشاء اللہ آپ میری کتاب ''احمد رضا خان بریلوی کی اصلی سوانح حیات و خدمات'' میں ملاحظہ فرمائیں گے انشاء اللہ۔ البتہ فی الحال کیلئے مزید تفصیل کیلئے آپ کتاب لاجواب ''ہدیہ بریلویت مطبوعہ دار النعیم اردو بازار لاہور صفحہ ۱۰۶ تا ۱۶۱ کا مطالعہ فرمائیں۔ جزاکم اللہ دعا کا طالب۔ (ختم شد)

میلادیوں سے معصوم سوال

میلادی مولویوں جب آپ سے کوئی پوچھے کہ عیدین (عید الفطر والاضحیٰ) کے فضائل و مسائل فقہ حنفی کی کتب سے بیان کریں تاکہ ہم اس پر عمل کریں تو آپ خوشی سے بیان کرنا شروع کر دیتے ہو مارکیٹ میں اس موضوع سے متعلق آپ کی کتب بھی مل جاتی ہیں لیکن اگر آپ سے کوئی کہے کہ فقہ حنفی کی کتب سے جشن میلاد منانے کے فضائل و مسائل بیان کریں تاکہ ہم اس پر عمل کریں تو آپ فوراً غصہ ہو کر لال پیلے کیوں ہو جاتے ہیں اور گالیاں دینے کیوں شروع کر دیتے ہو کہ نکل جا تو وہابی ہے گستاخ ہے؟

علمائے اہلسنت اور تکفیر احمد رضا خان

محقق اہلسنت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب

احمد رضا خان نے علمائے اہلسنت کی تکفیر اسی لئے کی تھی تا کہ اپنے گناہ اور عیبوں اور ر گستاخیوں پر پردہ ڈالا جاسکے اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کے گناہوں کے ظاہر ہونے کے بعد اس کی اصل حقیقت سے دنیا واقف ہوجائے گی اسی لئے اسے یہ سب کچھ کرنا پڑا کہ تکفیر کی تیشہ زنی اور ارتداد کی بمباری کے ذریعہ مخالفین کو دفاع میں لگانے کی کوشش شروع کردی لیکن دیکھنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں رضاخانی مکتبہ فکر کے ذمہ دار علماء دنیا کو دھوکہ دینے کیلئے یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ اگر احمد رضا خان کی عبارات وعقائد میں کوئی سقم ہوتا تو علمائے دیوبند ضرور حکم شرعی لگاتے۔

مولوی حسن علی رضوی میلسی لکھتا ہے کہ:

''کہ آج کل دیوبندی وہابی منصفین جس قسم کی الزام تراشی و بہتان طرازی کررہے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اکابر کے مسلک و موقف سے واقف ہی نہیں کیونکہ آج کل اپنے کتب ورسائل میں یہ لوگ جس قسم کی خرافات لغویات بے ہودہ گوئی کا مظاہرہ کررہے ہیں اور جو الٹے سیدھے الزامات لگارہے ہیں وہ سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت الامام احمد رضا۔۔۔کے معاصر علماء دیوبند کی کتب میں ملتے ہیں نہیں اعلی حضرت فاضل بریلوی ۔۔۔میں مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مولوی خلیل انبیٹھوی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی انور شاہ کشمیری وغیرہم کی کتابیں رسائل کوئی شخص اٹھا کر دیکھ سکتا ہے نہ ان میں سیدنا امام اہلسنت ۔۔۔ کے خلاف یہ الزامات لگائے جو دیوبندی طائفہ آج لگارہا ہے نہ یہ زبان استعمال کی گئی جو آج مولویانہ دیوبند کا شعار ہے''۔(محاسبہ دیوبندیت ج ا ص ۲۲)

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ ثابت ہوا کہ خود رضا خانی حضرات کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ اکابر اہلسنت علمائے دیوبند نے احمد رضا کے خلاف بے ہودہ گوئی ،خرافات ولغویات کا مظاہرہ نہیں کیا باوجودیکہ احمد رضا خان کی طرف سے اکابر اہلسنت کو گلی سڑی اور بے ہودہ گالیاں دی گئیں لیکن ہماری طرف سے یہ انداز استعمال نہ کرنا کیا اس بات کی واضح دلیل نہیں کہ ہم نے گالیاں سن کر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا احمد رضا خان کی طرف سے حاملہ کتیا جیسی سینکڑوں ننگی گالیاں لکھی گئیں اس کے باوجود اکابر اہلسنت خاموش رہے اور گالی کا جواب گالی سے دینا پسند نہیں کیا ۔لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ احمد رضا خان پاک دامن اور صاف تھا۔

حضور اکرم ﷺ کا مشرکین اور یہود ونصاری کی بدگوئی کا جواب نہ دینا اس بات کی تو دلیل بن سکتی ہے کہ حق والے بدگوئی کے قائل نہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں بنتا کہ گالیاں دینے والے مشرکین وکفار حق بجانب تھے اور نہ یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہ گالیاں دینے کے باوجود اہلحق تھے اور ان کی کفریہ وشرکیہ حرکات عین اسلام بن چکی تھی ۔ احمد رضا خان کی طرف سے بدگوئی کرنا اس کے حق وسچ ہونے کی دلیل اگر بن سکتا ہے تو پھر کفار بھی حق والے شمار ہونگے ؟ نعوذ باللہ۔

اور جہاں تک بات ہے تکفیر کی کہ علمائے دیوبند نے احمد رضا خان کی تکفیر کی یا نہیں؟ تو ہم آنے والے صفحات میں انشاء اللہ اس پر بھی روشنی ڈالیں گے۔اور اگر احمد رضا خان کی کتابوں سے بعینہ بلفظہ اصل عبارات لکھ کر ''رضا خانی عقائد'' واضح کرنا الزامات کہلاتا ہے تو اس کا سب سے بڑا مجرم احمد رضا خان تھا جو کہ بلفظہ عبارات کیا نقل کرتا ایک غیر ثابت عقیدے کو اپنے مخالفین کے سر تھوپ دیا کرتا تھا۔آگے مولوی حسن علی رضوی لکھتا ہے کہ:

> ''مطالعہ بریلویت کا بس ان دو لفظوں میں جواب ہو جاتا ہے کہ اگر فی الواقع امام اہلسنت سیدنا اعلی حضرت فاضل بریلوی۔۔۔کے عقائد و افکار ایسے ہی تھی کہ جیسے مطالعہ بریلویت اور عصر حاضر کی دوسری دیوبندی کتب میں بیان کئے جارہے ہیں تو اکابر دیوبند نے ان کے خلاف حکم

شرعی کیوں نہ لگایا''۔؟ (محاسبہ دیوبندیت ج ا ص ۳۲)

اس کا جواب خود بریلوی حضرات کے قلم سے حاضر ہے۔ مولوی کوکب نورانی بریلوی لکھتا ہے کہ:

''اگر کوئی عالم دین کسی کفریہ قول وفعل پر شرعی حکم نہ بھی کرے (تو کیا کسی عالم دین کے شرعی حکم نہ کرنے سے) کفر کیا عین اسلام ہو جائے گا؟ کفر تو ہر حال میں کفر ہے''۔ (سفید وسیاہ ص:۵۴)

امید ہے کہ حسن رضا خانی کو اپنے مسلک کے مولوی کی بات سمجھ میں آ گئی ہوگی اور اب اپنی اصلاح کوکب صاحب کے اس قول کی روشنی میں کر لیں گے۔ یہی کوکب نورانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''کسی کافر کو آپ عمر بھر کافر نہ کہیں مگر جب اس کا کفر سامنے آجائے تو اس کفر کی بنیاد پر اسے کافر ماننا اور کافر کہنا ضروری ہوگا''۔

(دیوبند سے بریلی۔ص:۴۴)

اگر مولوی حسن علی رضوی کا اطمینان ابھی بھی نہیں ہوا تو لیجئے آپ کے مسلک کے دوسرے صاحب آپ کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ اس طرح تو مرزائیوں کے بارے میں بھی کافی علماء ومشائخ کے تحریری فتوے نہیں ہیں تو پھر کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ ان علماء ومشائخ کے نزدیک نبوت کا دعوی کرنے والا کافر نہیں ہے۔لہٰذا تحریری تکفیر ضروری نہیں ہوتی زبانی شرعی حکم لگا دینا بھی کافی ہے ورنہ مولوی سرفراز صاحب بتائیں کہ مرزا قادیانی کے بارے میں تمام علماء ومشائخ کے تکفیری فتوے آپ کے پاس موجود ہیں پھر اگر یہی استدلال مرزائی پیش کریں تو جو جواب آپ قادیانیوں کو دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیا جائے''۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج ۲ ص ۴۱۳)

مولوی حسن علی رضوی صاحب اگر بریلوی علماء کی بات نہیں مانتے اور ان کو کذاب وغیرہ

تسلیم کرتے ہیں تو ہم ان کی خدمت میں انہی کی عبارت پیش کر دیتے ہیں مولوی حسن علی رضوی رضا خانی آف میلسی لکھتا ہے کہ:

''سیدنا امام اہلسنت اور دیگر اکابر اہلسنت نے کبھی بھی اور کہیں بھی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی گستاخانہ عبارات کو ایمان و اسلام قرار نہیں دیا اور نہ ان کتب کے مصنف کو مسلمان قرار دیا تکفیر سے سکوت اور کف لسان کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کو مسلمان مان لیا اور اس کی گستاخانہ عبارات عین ایمان و عین اسلام بن گئیں''۔ (محاسبہ دیوبندیت ج۱ص۲۸۱)

اسی طرح مولوی حسن علی رضوی کے ہم مسلک لکھتے ہیں کہ:

''بعض سنی علماء سے اگر تحریری تکفیر منقول نہیں ہوئی اس کی وجہ بھی یہی ہوسکتی ہے کہ ان علماء کو نہ دیوبندیوں کے رسائل دیکھنے کی ضرورت تھی نہ فرصت تھی نہ ان کا کوئی مسئلہ ان رسائل پر موقوف تھا لہٰذا انہوں نے تکفیر نہیں کی تو وہ معذور ہیں''۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج۲ص۴۱۴)

یہاں تک ہم نے خود بریلوی حضرات کے قلم سے دکھا دیا کہ اکابر علماء دیوبند نے احمد رضا خان کی تکفیر کیوں نہیں کی۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ احمد رضا خان اپنے وقت کے کوئی مشہور شخصیت نہ تھی کہ جو اس کے عقائد علماء وعوام کو معلوم ہوں اور اس کے رسائل بھی کم یاب اور مخالفین کیلئے تو بالکل نایاب کہ وہ رسائل علماء تک پہنچ پاتے تا کہ وہ اس کو پڑھ کر اس شخص کے عقائد کفریہ وشرکیہ سے واقف ہوتے اور اس پر تکفیر کا فتوی لگاتے۔ جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

مسلک اہلسنت و جماعت کے مشہور مناظر فاتح رضا خانیت جنہوں نے احمد رضا خان کا دور پایا اور ان کے ہم زمانہ تھے اور کئی بات احمد رضا خان کو خطوط کے ذریعہ اور بریلی جا کر مناظرے کی دعوت دی لیکن احمد رضا خان پر مناظرے کا نام سنتے ہی کپکپی طاری ہو جاتی اس لئے بار بار کی دعوتوں کے باوجود بریلوی کے حجرے میں دبکے بیٹھے رہے اور مناظرے کیلئے

میدان میں آنے پر تیار نہ ہوئے میری مراد شیر اہلسنت ابن شیر خدا مولانا مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ (ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند) ہیں جنہوں نے رد رضاخانیت پر کم و بیش دو درجن سے زاید رسائل تصنیف کئے مگر احمد رضا خان کے ہمعصر ہونے کے باجود ان کی کئی کتب تک حضرت چاند پوری صاحبؒ کی رسائی نہ ہوسکی۔ بلکہ خود احمد رضا خان کو لکھے گئے ایک خط میں اس بات کا شکوہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''آپ جو اپنی تصنیفات میں اکثر جگہ اپنے فتاوی کا حوالہ دیتے ہیں میں ان جلدوں کا بہت مشتاق ہوں اور بہت کوشش کی مگر دستیاب نہ ہوئیں اگر یہ فرضی کتابیں نہیں تو عنایت کر کے اس مجموعہ فتاوی کی تمام جلدیں اور علم غیب میں جو آپ کا رسالہ ہے ضروری وی پی کر دیجئے''۔

(رسائل چاند پوری ج۱ص۲۷۵)

اس عبارت سے صاف واضح ہوا کہ بریلوی اپنی تصانیف کو عوام تک اور علمائے اہلسنت کی دسترس میں پہنچانے سے کتراتے تھے۔ بالآخر مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ کو احمد رضا خان اور اس کے بیٹے مصطفیٰ رضا خان کو خط لکھ کر توجہ دلانی پڑی:

''اطلاع: خان صاحب آپ کے یہاں اشتہار، رسائل مخالفین سے چھپائے جاتے ہیں یہ بڑی بے جا حرکت ہے مخالفین کے پاس رسائل ،اشتہار نہ گئے تو طبع ہی کرنے کی کیا ضروت ہےء؟ بڑا نا خلف ہے وہ شخص جو باپ کے کفر کا جواب نہ دے اور فضول لوگوں کے خطوط چھاپے مولوی حامد رضا خان اس کی طرف توجہ فرمائیں''۔

(رسائل چاند پوری ج۲ص۸۰۴)

اور مولنا عبدالروف صاحب جگن پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''رضاخانی مذہب وملت کی کتابیں سوائے حسنی پریس بریلی کے اور کہیں نہیں ملتی ہیں اور جب کسی کو ان کی کتابوں کی عبارتوں میں شک وشبہ واقع ہوتا ہے تو رضاخانی لوگ اس کے نیست ونابود کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں اور حسنی پریس بریلی سے جب کوئی کتاب طلب کی جاتی ہے تو اس کو

یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ کتاب ختم ہو چکی ہے اور نایاب ہے حالانکہ بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ کتابیں موجود ہیں اگر کچھ دال میں کالا نہیں تو حیلہ و حوالہ سے کیوں ٹالا جاتا ہے؟ لاف علمائے دیوبند کے ان کی تصنیف کردہ کتابیں دہلی، لاہور، کانپور، لکھنو کلکتہ، بمبئی، رنگون بلکہ ہر جگہ کے کتب فروشوں کے یہاں سے مل سکتی ہیں جہاں سے چاہو طلب کرو علماء دیوبند کا عین مقصود ہے کہ ہماری کتابیں دیکھی جائیں اور لوگوں کو ہدایت ہو"۔

(براۃ الابرار۔ص:۵۰۷)

ان عبارات سے یہ واضح ہو گیا کہ اکابر علماء اہلسنت تک رضا خانیوں نے اپنی کتب نہیں پہنچے دیں تاکہ کہیں ان کے عقائد سے واقف ہو کر بیچ چوراہے بھانڈا پھوٹ جائے۔ بلکہ علمائے دیوبند تو ایک طرف رہے رضا خانیوں نے خود اپنے رضا خانی علماء تک اپنی کتب نہ پہنچنے دیں کہ کہیں ہماری کتب میں غلط عقائد پڑھ کر کہیں خود ہمارے لوگ ہی ہماری تکفیر پر کمر بستہ نہ ہو جائیں دیکھئے محمود احمد برکاتی جسے یہ اپنا بڑا عالم مانتے ہیں وہ اپنے داد حکیم برکات احمد کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ:

"آج تک میں نے مولانا احمد رضا خان صاحب کی تصانیف نہیں دیکھی البتہ یہ سنتا ہوں کہ یہ اس عقیدے میں مشہور ہیں تفصیل ان کے عقیدے کی آج تک مجھ کو معلوم نہیں اور نہ معلوم کرنا چاہتا ہوں"۔

(مولانا حکیم سید برکات احمد سیرت اور علوم۔ص ۱۸۵)

ان تمام عبارات سے معلوم ہوا کہ بریلویوں نے ہمیشہ اپنی کتابیں چھپائی ہیں اور ہمارے اکابر تک اپنی کتب نہیں پہنچنے دیں تو پھر جب یہ حضرات احمد رضا خان کی کتابوں سے بھی بے خبر تھے تو اس کے عقائد سے واقف ہو کر کس طرح تکفیر کرتے۔ اور اس سلسلے میں خود مولوی حسن علی رضوی نے ایک اصول پیش کیا ہے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ پیش کر دیا جائے تاکہ اسی کے اصول پر اس کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔

مولوی حسن علی رضوی لکھتا ہے کہ:

"انہوں نے تکفیر نہیں فرمائی۔۔۔۔اس مطالبے پر اتنا عرض کریں گے کہ

مختلف فرقوں کی کتابوں میں موجود و مرقوم گستاخانہ عبارات اور کفریہ عقائد حفظ نہیں اور حضرت ممدوح کی یہ ڈیوٹی نہیں تھی کہ جن جن مولویوں فرقوں کے گستاخانہ عقائد ہیں وہ ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر ایک ایک گھر پر یہ کہتے چلے جائیں کہ بھائی تمہارے فلاں کتاب کی فلان عبارت گستاخانہ ہے اور تم اس وجہ سے کافر و مرتد ہو۔ یہ سوال خود دیوبندیوں پر پڑتا ہے کہ کیا انہوں نے تحذیر الناس براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیں؟ اگر معاذ اللہ یہ عبارات و گستاخانہ کتب ایسے ہی وحی آسمانی تھیں تو پھر پیر صاحب گولڑوی سے علمائے دیوبند نے ان عبارات کے عین ایمان و عین اسلام ہونے پر تصدیق کیوں نہ حاصل کر لیں؟ یہ سوال تو ہم پوچھتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ نے کہاں لکھا ہے کہ اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی۔۔۔ کا فتوی حسام الحرمین ور حکم تکفیر غلط ہے یہ ثبوت تو خود دیوبندی حضرات کو پیش کرنا چاہئے۔ عین ممکن ہے اور ہوسکتا ہے کہ حضرت ممدوح تک گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات نہ پہنچی ہوں اس کو حسام الحرمین اور حکم تکفیر کے غلط ہونے کی دلیل بنانا محض خوش فہمی ہے ''۔ (محاسبہ دیوبندیت ج اص ۲۴۴)

احمد رضا خان کی تکفیر علمائے دیوبند نے کیوں نہیں کی؟ اس کا ایک جواب تو آپ نے خود مولوی حسن علی رضوی کی زبانی سن لیا اگر ان کا ہم سے یہ مطالبہ صحیح تھا تو پھر اس مطالبے کو ہم ان سے کریں تو انہیں برا نہیں ماننا چاہئے۔ الغرض یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ احمد رضا خان کے عقائد کفریہ تھے لیکن اہلسنت تک کتابیں نہ پہنچنے کی وجہ سے حکم شرعی واضح نہ ہوسکا مگر جن لوگوں پر احمد رضا خان کے عقائد پیش ہوئے انہوں نے حکم شرعی لگانے میں پس و پیش نہیں کیا دیکھئے فقیہ الاسلام مولانا رشید احمد گنگوہی محدث رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا تو آپ نے کیا جواب دیا۔

اکابر علمائے دیوبند کے فتاوی جات

فتوی نمبر ا

سوال: حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص علم غیب کا قائل ہو وہ کافر ہے حضرت جی آج کل تو بہت آدمی ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں وظائف بکثرت پڑھتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کا میلاد میں حاضر رہنا و حضرت علی کا ہر جگہ موجود ہونا دور کی آواز کا سننا مثل مولوی احمد رضا بریلوی کے جنہوں نے رسالہ علم غیب لکھا ہے کہ نمازی اور عالم بھی ہیں کیا ایسے شخص کافر ہیں ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنی اور محبت و دوستی رکھنی کیسی ہے؟

جواب: جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بیشک کافر ہے اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت و مودت سب حرام ہے فقط واللہ تعالی اعلم۔"

(فتاوی رشیدیہ۔ص:۴۷)

اس جگہ حضرت گنگوہیؒ نے واضح فتوی دیا ہے کہ ایسا شخص کافر ہے اور ظاہر ہے اور احمد رضا کی کئی کتب سے علم غیب کا عقیدہ ثابت ہے تو مندرجہ بالا فتوے میں واضح طور پر ایسے آدمی کی تکفیر کی گئی ہے اور استفتاء میں خاص طور پر احمد رضا خان کا حوالہ بھی دیا گیا ہے مگر حضرت گنگوہیؒ نے کسی قسم کی رعایت نہیں کی اور حکم شرعی واضح کیا۔

فتوی نمبر ۲

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احمد رضا خان بریلوی کے اس شعر

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

کہ محبّ و محبوب میں نہیں میرا تیرا

(حدائق بخشش ج ا ص ا)

کے بارے میں سوال پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ:

۔۔شعر میں لفظ مالک خدا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس صورت میں شعر کا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہوا کہ حضرت شیخ محبوب الٰہی ہیں اور محبوب و محبّ میں کوئی فرق نہیں ہوتا لہٰذا حضرت شیخ بھی عیاذاباللہ خدا ہوئے اور میں تو خواہ کچھ ہی ہوں خدا کہوں گا اس اصرار علی الشرک کی وجہ سے بھی اسی فتوے کے مستوجب ہیں جو شعر اول کے متعلق دیا جا چکا ہے اور کسی تاویل سے یہ حکم بدل نہیں سکتا اس لئے کہ الفاظ بالکل صاف ہیں کوئی ان کی تاویل کرنا بھی چاہے تو کیا کر سکتا ہے''۔

(فتاوی امدادیہ جلد ششم ص ۷۶۔۷۷)

اور شعر اول کے متعلق حضرت حکیم الامتؒ نے یہ فتوی دیا کہ:

''اس شعر کا بنانے والا مشرک اور خارج از اسلام سمجھے جانے کے قابل ہے''۔

(فتاوی امدادیہ جلد ششم ص ۷۶)

فتوی نمبر ۳

امام اہلسنت فاتح رافضیت و رضاخانیت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ فرماتے ہیں:

''آج کل عام طور پر دردمندان اسلام کو یہ بات محسوس ہو رہی ہے کہ فرقہ رضاخانی اسلام کا سب سے زیادہ دشمن اور اس کا وجود مسلمانان عالم کیلئے سب سے زیادہ مضرت رساں ہے نئی نئی باتیں نکال کر مسلمانوں کو گمراہ کرنا دین کو بگاڑنا باہم مسلمانوں کو لڑانا ان میں تفرقہ ڈال کر ایک کو دوسرے کا دشمن بنانا اس فرقے کا کام ہے دین فروشی اس کا ذریعہ معاش ہے۔۔۔علمائے اسلام نے کبھی اس فرقے کی طرف زیادہ توجہ نہ کی اور ان کی بے توجہی سے اس کی ترقی ہوتی گئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس فرقہ نے بڑی دلیری کے ساتھ اعلانیہ ہر کام میں مسلمانوں کی مخالفت شروع کی اور کھلم کھلا علمائے اسلام کی توہین اور دین اسلام کی بیخ کنی کرنے لگا''۔(تحفہ لاثانی برائے فرقہ رضاخانی۔ص:۲)

اسی طرح دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ

''نہایت رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کیلئے سب سے زیادہ خطرناک فرقہ رضاخانی ہے تجربہ شاہد ہے کہ مسلمانوں پر عیسائیوں یا آریوں کا مکروخداع اس قدر کارگرنہیں ہوتا جس قدر کہ اس فرقہ رضاخانی کے دجل وان کی تلبیس کا اثر ہوتا ہے''۔ (نصر آسمانی۔ص:۳)

فتوی نمبر ۴

اسی طرح مولانا مرتضی حسن چاندپوریؒ کے تمام رسائل ہی احمد رضا خان بریلوی کی اصلیت واضح کرتے ہیں لیکن یہاں میں ان کا ایک جملہ پیش کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ:

''نقل کفر کفر نہ باشد خان صاحب کے عقائد کفریہ لازمہ کا نمونہ۔ ایسے عقائد دنیا میں کسی کافر اصلی کے بھی نہ ہوں گے''۔ (رسائل چاندپوری ج۲ص۵۴۰)

اس کے بعد حضرت چاندپوریؒ نے احمد رضا کے کفریہ عقاید احمد رضا خان کی کتب سے واضح کیئے اور پھر فرمایا کہ:

''خان صاحب کے عقائد کفریہ ملعونہ لازمہ خدائی قدوس جل مجدہ اور سرور عالم ﷺ کے متعلق ایسے ناپاک اور گندہ ہیں کہ جن کا ذکر کرنا بھی دشوار ہے'' (رسائل چاندپوری ج۲ص۵۴۳)

اور دوسری جگہ مولنا چاندپوری صاحب رضاخانی اصولوں اور مسلمات کی رو سے فرماتے ہیں

''فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب بریلوی معلم اول فرقہ رضاخانیہ کا کفر وارتداد اور خارج از اسلام ہونا اور جس قدر بھی مرتد کے احکام ہیں ان کا ان پر اور ان کی اولاد پر جاری ہونا اور یہی نہیں بلکہ ان کے عقائد باطلہ پاکر ان کو کافر مرتد جہنمی خارج از اسلام نہ کہنے والا ان کے کفر وارتداد اور جہنمی ہونے میں شک تردد واحتیاط کرنے والا بھی کافر و مرتد ہے''۔

آگے فرماتے ہیں کہ:

''تو حاصل یہی ہوا کہ خان صاحب اب خود ہی اپنے اقرار سے کافر و مرتد

ہو گئے خان صاحب کے نزدیک توہین سرور عالم ﷺ کہ قطعی ویقینی جن پر
قسمیں کھاتے ہیں اب توہین کرنے والے کو کافر و مرتد کہنا ضروری تھا مگر
ان کو مسلمان کہا اس وجہ سے خود اپنے فتوے سے کافر و مرتد ہوئے۔۔الخ
''(خنجر ایمانی بر حلقوم رضا خانی۔ص:۲۳۔۲۵)

فتوی نمبر ۵

ویسے تو مولانا منظور نعمانی صاحبؒ نے اپنی کتاب سیف یمانی میں جگہ جگہ احمد رضا خان کے عقائد باطلہ کا ذکر کیا ہے لیکن ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

''اب خان صاحب کی پہلی عبارت کو ان تینوں عبارتوں کے ساتھ ملایئے نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب خود اپنے اقرار سے کافر ہیں ان کے کفر پر ساری امت محمدیہ کا اجماع ہے اب جو ان کے کافر یا معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی انہی کے فتوے سے ایسا ہی کافر ہے وھلم جرا''۔(سیف یمانی ص:۱۲۴۔۱۲۵)

اس کتاب پر مندرجہ ذیل علماء کی تقاریظ ہیں:

(۱)حکیم الامت حضرت مولانا الشاہ اشرف علی تھانوی صاحب محدث رحمۃ اللہ
(۲) شیخ الاسلام بانی پاکستان مفسر قرآن حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(۳)رئیس المناظرین امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
(۴)سلطان المناظرین فاتح مرکز بریلویت حضرت مولنا مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ
(۵) تاج الادباء بانی مشرقی پاکستان مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(۶)استاذ لعلماء حضرت مولانا سید نعمت اللہ صاحب مانکپوری
(۷)مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(۸)مبلغ اسلام مجاہد ہند حضرت مولانا حبیب الرحمان اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(۹)مناظر اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور مرزاپوری رحمۃ اللہ علیہ

(بحوالہ سیف یمانی)

فتوی نمبر ٦

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ احمد رضا خان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''اس عبارت سے صاف طور پر واضح ہوگیا کہ مجدد بریلوی کے عقائد و کلمات جھوٹ اور افتراء اور گمراہی اور طغیان ہیں اور وہ اصحاب اضلال میں سے ہے'' (الشہاب الثاقب۔ص:١٥٦)

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اس سے ظاہر ہوگیا کہ مجدد بریلوی کی تحریرات وعقائد از قبیل گمان ہیں وہ بھی بالکل غلط اور مع اس کے یہ شخص کتاب اللہ یعنی قرآن کی تفسیر پر جری ہے بلا دلیل تفسیر کرنے کو تیار ہو جاتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ من فسر بالقرآن برایہ فقد کفر یعنی جس نے قرآن کی تکفیر اپنی رائے سے کی تو وہ کافر ہوگیا'' (الشہاب الثاقب۔ص:١٤٥)

فتوی نمبر ٧

حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتوی دیتے ہیں کہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس شخص کے متعلق جو کہتا ہے کہ آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کو عالم ما کان و ما یکون کا اور حاضر ناظر سمجھتا ہے، نذر نیاز غیر اللہ کا بھی قائل ہے باوجود سمجھانے کے بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتا اور اپنے عقیدے پر مضبوط رہتا ہے اور ساتھ ہی کلمہ شریف پڑھتا ہے کیا یہ شخص یا ایسا عقیدہ رکھنے والے اشخاص مشرک ہیں یا نہیں؟ اگر مشرک ہیں تو پھر مرتدین کی صف میں شمار ہوں گے اور ان کا ذبیحہ حرام ہوگا یا باوجود مشرک ہونے کے اہل کتاب کا حکم رکھتے ہیں ۔بینوا بالدلائل جزاکم اللہ۔

جواب: جواب تو یہ ہے کہ آیات وحدیث واقوال فقہاء کثرت سے اس پہ

دال ہیں کہ علم غیب کلی ذات باری تعالی کا خاصہ ہے دوسرے کیلئے اس صفت کا ثابت کرنا شرک فی الصفات ہے۔ نیز نذر کا عبادت ہونا متفق علیہ ہے اور عباداتکا ذات باری تعای جدمجدہ کیلئے مخصوص ہونا توحید ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا کہ نذر لغیر اللہ جائز اور علم غیب غیر اللہ کیلئے بھی ثابت ہے مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا ذبیحہ حرام ہے الخ''۔

(فتاوی مفتی محمود ج اص ۱۸۵-۱۸۶ جمعیت پبلی شرز لاہور)

(جاری ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ کنز الایمان کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ

برادران اہل السنّت والجماعت! احمد رضا فاضل بریلوی نے ایک ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' لکھا جس میں غلطیوں کی بھر مار ہے اور یہ ترجمہ تحریف کا شاہکار ہے۔ احمد رضا نے اس میں مختلف اعتبار سے ٹھوکریں کھائی ہیں۔ کبھی تو کسی لفظ کا بالکل ترجمہ ہی نہیں کرتے، کبھی کرتے ہیں تو ڈبل ڈبل ترجمہ کر دیتے ہیں، کبھی ایسا ترجمہ کر دیتے ہیں جو بالکل غلط ہوتا ہے، اور کبھی ایسے مشکل الفاظ سے ترجمہ کرتے ہیں جو اردو لغت میں بھی ڈھونڈنے سے نہیں ملتے، اور کبھی ایسا ترجمہ کرتے ہیں جو فصاحت و بلاغت اور قرآن کریم کے شایان شان بالکل بھی نہیں ہوتا۔

اور بھی کئی وجوہات ہیں جس کی وجہ سے ''کنز الایمان'' کو عرب وعجم میں مسترد کر دیا گیا ہے اور کہیں پابندی لگا دی گئی ہے اور کہیں اسے جلا دینے کا فتوی دیا گیا ہے۔ جیسا کہ انوار رضا، جمال کرم، ضیاء حرم کے اعلی حضرت نمبر وغیرہ میں یہ بات درج ہے۔ بہر حال کنز الایمان کو مسترد کرنے کی کئی وجوہات ہیں ان میں منجملہ یہ بھی ہے کہ اعلی حضرت نے ترجمہ کرتے ہوئے نہ سابقہ تراجم کو پیش نظر رکھا اور نہ سابقہ مفسرین کی آراء کو دیکھا بلکہ برجستہ اور بغیر سوچے سمجھے ترجمہ لکھوا دیتے اور یہ لکھوانا بھی قیلولہ اور آرام کے وقت ہوتا۔ جیسا کہ انوار رضا اور براہین صادق وغیرہا میں مذکور ہے۔ اب آپ سوچیں کہ جب پہلوں کے ترجمہ اور ان کی تفاسیر کو دیکھ کر ترجمہ بھی نہیں کرنا اور پھر کرنا بھی آرام کے وقت جب آدمی تھک کر چور چور ہو جاتا ہے تو ظاہر ہے پھر ایسے ہی گل کھلیں گے جیسا کہ کنز الایمان میں کھلے۔ شائد بریلوی حضرات کہیں کہ چلو دنیا نے اگر اس ترجمہ کو مسترد کر دیا تو کیا ہوا ہم نے تو مسترد نہیں کیا تو عرض ہے کہ بریلوی حضرات میں سے بھی کتنوں نے اسے رد کیا اور اس کی اغلاط نکالی ہیں۔ ہمارے مضمون کا اصل موضوع یہی واضح کرنا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ بریلوی فتووں کی زد میں

(۱) مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنے ترجمہ میں سورہ فتح کی دوسری آیت میں یعنی مغفرت ذنب میں آیات کا مخاطب پہلوں اور پچھلوں کو بنایا ہے اس پر ان کے اپنے لوگوں نے شدید رد کیا ہے:

سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی صاحب لکھتے ہیں:

> (اعلیٰ حضرت نے) اس آیت فتح کے ترجمہ میں کنز الایمان میں ''ذنبک'' سے مراد ''ذنب المومنین'' لیا ہے یہ توجیہ یہی نہیں کہ ظاہر نظم قرآنی سے ہٹ کر ہے بلکہ آیت کریمہ کی شان نزول سے بھی کوئی مطابقت نہیں رکھتی، نیز اس آیت کو سن کر صحابہ کرام نے جو سمجھا اور پھر رسول کریم علیہ التحیۃ والسلام نے جس سمجھنے کی صحت کی خاموش تائید فرمائی اور پھر وحی الٰہی سے جس فہم کی صحت کی توثیق ہوگئی یہ توجیہ اس سے بھی میل نہیں کھاتی۔

(التصدیقات لدفع التلبیسات: ۵۹)

(۲) ڈاکٹر محمد زبیر حیدر آبادی نے بھی اس ترجمہ کو رد کیا چنانچہ ان کے حوالے سے ایک بریلوی رضا خانی لکھتا ہے کہ:

> (ابو الخیر نے) سورہ فتح کی آیت پر تقریر میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو غلط قرار دے کر گناہ کی نسبت حضرت اکرم ﷺ کی طرف کی''۔

(خلاف اولی کے رد میں: ص ۳۰)

(۳) مولوی غلام رسول سعیدی اس جگہ کے ترجمہ پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۲۴۸۴ کی تشریح کرتے ہوئے مجھ پر یہ منکشف ہوگیا کہ یہ ترجمہ اس حدیث کے خلاف ہے''۔

(شرح مسلم: ج ۱: ص ۳۲۵)

مزید لکھتے ہیں کہ:

یہ تفسیر احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اور عقلا بھی مخدوش ہے''۔

(شرح صحیح مسلم: ج۳: ص۹۸)

(۴) پیر کرم شاہ بھیروی کے منظور نظر لکھتے ہیں:

''بعض صالح فکر مترجمین نے تقدس نبوت اور عصمت رسالت ﷺ کے اجماعی عقیدے کے پیش نظر اس آیت طیبہ کے اندر مذکور لفظ ذنب کی نسبت ذات پاک محمد ﷺ کی بجائے امت کی طرف کردی ہے۔۔۔لیکن کلام کے سیاق وسابق کو پیش نظر رکھا جائے تو ان میں سے کوئی مفہوم بھی چسپاں نہیں ہوتا''۔

(جمال کرم: ج۲ص۲۴)

(۵) پیر کرم شاہ بھیروی فرماتے ہیں:

''اس لغوی مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے اب لفظ رب کا ترجمہ کریں تا پالنے والا یا مالک نہیں بلکہ ترجمہ ہوگا مرتبہ کمال تک پہنچانے والا''۔

(جمال کرم: ج۲: ص۲۳)

واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت نے سورہ فاتحہ میں ''رب'' کا ترجمہ ''مالک'' کیا ہے۔

(۶) مفتی اقتدار خان نعیمی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''یہ ترجمہ ہر اعتبار سے نامناسب ہے نہ تو قرآن مجید میں اس کی گنجائش ہے نہ یہ کسی لفظ کا ترجمہ ہوسکتا ہے''۔

(تنقیدات علی المطبوعات: ص۲۹)

(۷) بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی صاحب ایک جگہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''یہ قول ضعیف ہے'' (تفسیر نعیمی: ج۱: ص۴۷۳)

قارئین کرام اتنے لوگوں نے اتنی جگہوں پر کنز الایمان کے ترجمہ کو رد کرتے ہوئے بتادیا ہے کہ اس ترجمہ پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ جب خود بریلوی مسلک کے سات جید آدمی اس ترجمہ پر رد اور اعتراض کررہے ہیں تو پھر امت مسلمہ کو بالکل بھی اس غلط ترجمے

کے پاس نہیں جانا چاہئے اور حقیقت بھی یہی ہے اس وقت کی ضرورت یہ ترجمہ بالکل بھی نہیں ہے جیسا کہ خود بریلویوں نے لکھا کہ:

(۱) پیر کرم شام کے بیٹے حفیظ البرکات صاحب لکھتے ہیں:

''اس کے کچھ الفاظ موجودہ دور میں عام مروج نہیں ہیں عوام کو ان کے سمجھنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے''۔

(کنز الایمان: ص۱۱۴۲: ضیاء القرآن پبلیشرز)

(۲) مفتی عزیز احمد قادری بدایونی لکھتے ہیں کہ:

''چونکہ اعلی حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کے ترجمے میں کچھ الفاظ فارسی عربی اور ایرانی اردو ترکیب پر مشتمل تھے جو پاکستان کے عام مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آتے اس وجہ سے لوگ پوری طرح ترجمہ سمجھ نہیں پاتے''۔

(مقدمہ ترجمہ قادری)

خلاصۃ الکلام: کنز الایمان کئی جگہ (۱) ظاہر نظم قرآنی سے ہٹ کر ہیں (۲) شان نزول سے مطابقت نہیں رکھتا (۳) فہم رسول ﷺ کے خلاف ہے (۴) وحی الٰہی کے خلاف ہے (۵) فہم صحابہؓ کے خلاف ہے (۶) غلط ترجمہ ہے (۷) احادیث صحیحہ کے خلاف ہے (۸) عقلا مخدوس ہے (۹) صحیح نہیں (۱۰) ہر اعتبار سے نامناسب ہے (۱۱) قرآن مجید میں اس کی کوئی گنجائش نہیں (۱۲) ضعیف ہے (۱۳) سیاق وسباق کے خلاف ہے (۱۴) ترجمہ دشوار ہے (۱۵) پاکستانی عوام کو سمجھ نہیں آتا (۱۶) پرانی اردو پر مشتمل ہے۔

قارئین کرام ہم آپ کو کچھ نمونہ دکھا دیتے ہیں کہ واقعۃ اس ترجمے میں مشکل الفاظ کی بھرمار ہے جو کبھی تو لغت کی مدد سے بھی حل نہیں ہوتے حالانکہ اللہ تعالی نے قرآن کو آسان بنا کر نازل کیا جبکہ رضوی کوشش یہی ہے کہ جتنا ہو سکے قرآن مشکل رہے تا کہ قرآن سمجھ میں کسی کو نہ آئے اور نہ ہی جہالت جو بریلویت کا دوسرا نام ہے وہ چھوٹے۔ ملاحظہ فرمائیں مشکل الفاظ کے چند نمونے۔

کنز الایمان کے مسترد کئے جانے کی پہلی وجہ

کنز الایمان میں مشکل الفاظ

(۱) مجمع کیدہ تمراتی (طہٰ: آیت۶۰) کے ترجمہ میں اعلیٰ حضرت نے ''کید'' کا ترجمہ ''داؤں'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''داؤ'' کیا ہے اور حضرت تھانویؒ نے ''مکر'' (جادو) کیا ہے۔

(۲) وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جذوع العجل کے ترجمہ میں ''جذوع'' کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے ''ڈھنڈ'' کیا ہے جبکہ شیخ الہندؒ نے ''تنہ'' کیا اور حضرت تھانویؒ نے ''درختوں'' کیا ہے۔

(۳) فیذرھا قَاعاً صَفْصَفاً (طہٰ آیت۱۰۶) میں قاعا صفصفا کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے ''کوپٹ پر ہموار'' کیا ہے جبکہ شیخ الہندؒ نے ''صاف میدان'' اور حضرت تھانویؒ نے ''میدان ہموار'' کیا ہے۔

(۴) لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا (الانبیاء آیت۱۰۲) میں حسیسھا کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے ''اسکی بھنک'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے اور حضرت تھانویؒ نے ''اس کی آہٹ'' ترجمہ کیا ہے۔

(۵) اَقَامُوْا الصَّلٰوةَ (الحج:۴۱) میں اقاموا کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے ''برپا'' رکھیں کیا ہے جبکہ شیخ الہندؒ نے ''وہ قائم رکھیں'' اور حضرت تھانویؒ نے ''یہ لوگ پابندی رکھیں'' کا ترجمہ کیا ہے۔

(۶) وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ (الحج ۵۳) میں ''شقاق بعید'' کا ترجمہ خانصاحب نے ''دھر کے جھگڑالوں'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''مخالفت میں دور جا پڑے'' اور حضرت تھانویؒ نے ''بڑی مخالفت'' کیا ہے۔

(۷) اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ (سورہ نور:۴۱) کا ترجمہ فاضل بریلوی نے ''کسی کنڈے'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے اور حضرت تھانویؒ نے ''گہرے'' کیا ہے۔

(۸) قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (بنی اسرائیل:۸۴) میں ''شاکلة

'' کا ترجمہ خان صاحب نے ''اپنے کینڈے'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''اپنے ڈھنگ''اور حضرت تھانویؒ نے اپنے طریقے کیا ہے۔

(۹) لَلَجُّوْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ (مومنون:۷۵) خان صاحب نے اس آیت میں للجو کا ترجمہ ''تو ضرور بھٹ لنا کریں گے'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہند نے ''تو برابر لگے رہیں گے''اور حضرت تھانویؒ نے ''وہ لوگ اصرار کرتے ہیں'' کیا ہے۔

(۱۰) وَاشْتَعَلَ الرَّأسُ شَیْباً (مریم:۳) خان صاحب نے اس کا ترجمہ ''بھبھوکا پھوٹا'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''شعلہ نکلا'' حضرت تھانویؒ نے ''سفیدی پھیل گئی'' ترجمہ کیا ہے۔

(۱۱) وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرۃ:۷۴) میں ''تعملون'' کا ترجمہ خان صاحب نے ''تمہارے کوتکوں'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''تمہارے کاموں'']اور حضرت تھانویؒ نے ''تمہارے اعمال'' کیا ہے۔

(۱۲) کَمَثَلِ جِذْعَةٍ بِرَبْوَةٍ (البقرۃ:۲۶۵) میں ''ربوۃ'' کا ترجمہ فاضل بریلوی نے ''بھور'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''بلند زمین''اور حضرت تھانویؒ نے ''ٹیلے'' کیا ہے۔

(۱۳) اِنَّ کَیْدَ کُنَّ عَظِیْم'' (یوسف:۲۸) کا ترجمہ خان صاحب نے کیـــــد کا ترجمہ ''چرتر'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے فریب اور حضرت تھانویؒ نے ''چالاکیاں'' کیا ہے

(۱۴) لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (البقرۃ۲۶۲) میں خان صاحب نے اجر کا معنی ''نیگ'' کیا ہے جبکہ شیخ الہندؒ اور حضرت تھانویؒ نے ''ثواب'' کیا ہے۔

(۱۵) قُلْ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ اِلَیْهِ (العمران۱۲) میں ''سین'' کا ترجمہ ''کوئی دم جاتا ہے'' کیا ہے اور حضرت تھانویؒ نے ''عنقریب'' جبکہ شیخ الہندؒ نے ''اب'' کیا ہے۔

(۱۶) اُولٰـئِکَ لَهُمْ نَصِیْب'' مِّمَّا کَسَبُوْا اِلَیْهِ (البقرۃ:۲۰۲) میں خان صاحب نے ''نصیب'' کا معنی ''بھاگ'' کیا ہے جبکہ ہمارے شیوخؒ نے ''حصہ'' کیا ہے۔

(۱۷) اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ (البقرۃ:۲۲۹) میں فاضل بریلوی نے احسان کا ترجمہ ''نکوئی'' کیا ہے جبکہ شیخ الہندؒ نے ''بھلی'' طرح کیا ہے اور حضرت تھانویؒ نے ''خوش عنوانی'' کیا ہے۔

(۱۸) اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذَالِکَ وَاَصْلَحُوْا (العمران:۸۹) میں خان صاحب نے ''اصلحوا'' کا ترجمہ ''آیا سنبھالا'' کیا ہے جبکہ شیخ الہندؒ نے ''نیک کام کئے'' کیا ہے اور حضرت تھانویؒ نے ''اپنے کو سنوار لیں'' کیا ہے۔

(۱۹) یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ (العمران:۱۰۶) میں فاضل بریلوی نے ''تبیض'' کا ترجمہ ''اونجالے ہونگے'' کیا ہے اور حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت تھانویؒ نے ''سفید ہونگے'' کیا ہے۔

(۲۰) لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (العمران:۱۹۶) میں خان صاحب نے ''تقلب'' کا ترجمہ ''اہلے گہلے پھرنا'' کیا ہے جبکہ ہمارے شیوخ رحمھما اللہ نے ''چلنا پھرنا'' کیا ہے۔

(۲۱) اَشَدُّ تَنْکِیْلاً (النساء:۸۴) میں خان صاحب نے ''اشد'' کا ترجمہ ''کرا'' کیا ہے اور ہمارے شیوخ نے ''عذاب'' کیا ہے۔

(۲۲) طَوَّعَتْ لَہٗ نَفْسُہٗ قَتْلَ اَخِیْہِ (المائدہ:۳۰) میں ''طوعت'' کا ترجمہ خان صاحب نے ''چاو دلایا'' ترجمہ کیا ہے حضرت شیخ الہندؒ نے ترجمہ ''اسکو راضی کیا اس کے نفس نے'' اور حضرت تھانویؒ ''آمادہ کر دیا'' ترجمہ کیا ہے۔

(۲۳) مَا جَعَلَ اللّٰہُ بَحِیْرَۃً وَلَا سَآئِبَۃً (المائدہ:۱۰۳) میں ''سائبۃ'' کا ترجمہ فاضل بریلوی نے ''بجار'' ترجمہ کیا ہے جبکہ ہمارے شیوخؒ نے سائبہ کا ترجمہ سائبہ ہی کیا۔

(۲۴) فِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَقْراً (انعام:۲۵) میں ''وقرا'' کا ترجمہ خان صاحب نے ''ٹینٹ'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''بوجھ کیا'' ہے۔

(۲۵) فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ (اعراف:۱۱۳) میں ''القمل'' کا معنی فاضل بریلوی نے ''گھن یا کلنی یا جوئیں'' کیا ہے جبکہ شیخ الہندؒ نے ''ٹڈی'' اور حضرت تھانویؒ نے ''ٹڈیاں'' کیا ہے۔

(۲۶) یٰـاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ آ اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (انفال:۱۴۱)میں ''کـــفـــروا'' کاترجمہ خان صاحب نے''کافروں کےلام'' کیاہےاور شیخ الہندؒ نے ''کافروں سے''اور حضرت تھانویؒ نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

(۲۷) فَـاَمَّـا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً (الرعد:۱۷)میں فیذھب جفاء کا ترجمہ خان صاحب نے''تو پھک کردور ہوجاتا ہے'' کیا ہےاور حضرت شیخ الہندؒ نے''جاتا رہتاہےسوکھ کر'' کیااور حضرت تھانویؒ نے''وہ تو پھینک دیا جاتا ہے''ترجمہ کیا۔

(۲۸) جِـئْـنَـابِکُمْ لَفِیْفاً (بنی اسرائیل:۱۰۴) کاترجمہ فاضل بریلوی نے ''ہم تم سب کوگھال میں لےآئیں گے'' کیا جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے''ہم تم سب کوسمیٹ کرلےآئیں گے'' شستہ ترجمہ کیاہےاور حضرت تھانویؒ نے''ہم سب کوجمع کرکر حاضرلا کرینگے'' کیا۔

(۲۹) وَ اِنَّـا لَـجَـاعِـلُـوْنَ مَـا عَلَیْهَا صَعِیْداً جُزُراً (کہف:۸)میں ''صعیدا جزرا '' کامعنی فاضل بریلوی نے''پٹ کرمیدان کرچھوڑیں گے'' کیاہےجبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے''میدان چھانٹ کر'' کیا ہےاور حضرت تھانویؒ نے''ایک صاف میدان کردینگے''ترجمہ کیاہے۔

(۳۰) رَجْـمـاً بِالْغَیْبِ (کہف:۲۲) کاترجمہ فاضل بریلوی نے''الاؤتکا بات'' کیاہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے''بدون نشانہ دیکھے پتھر چلانا'' جبکہ حضرت تھانویؒ نے''بےتحقیق بات کوہانک رہے ہیں''ترجمہ کیاہے۔

(۳۱) وعـرضـوا عـلـی ربـک صفا (کہف ۴۸)فاضل بریلوی نے ''اورسب تمہارے رب کے حضور میرا باندھے پیش ہونگے''ترجمہ کیاہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے''اورسامنےآئیں تیرے رب کےصف باندھ کر''ترجمہ کیاہےجبکہ حضرت تھانویؒ نے''اورسب کےسب آپ کےرب کےروبرو برابر کھڑے کرکے پیش کئے جاوینگے'' کا ترجمہا کیاہے۔

(۳۲) اَشِحَّة'' عَلَیْکُمْ (الاحزاب۱۹)میں اشحۃ کاترجمہ خان صاحب نے''گئی کرتے ہیں'' کیا جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے''دریغ رکھتے ہیں''اور حضرت تھانویؒ نے''بخیلی لئے ہوئے ہیں''ترجمہ کیاہے۔

(۳۳) فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ (السباء:۱۶) میں ''سیل'' کا ترجمہ خان صاحب نے ''اہلا'' کیا جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''نالا'' اور حضرت تھانویؒ نے ''سیلاب'' ترجمہ کیا ہے۔

(۳۴) وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ (السبا:۲۶) میں ''فتاح'' کا ترجمہ فاضل بریلوی نے ''بڑا نپاؤ چکانیوالا'' کیا ہے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''قصہ چکانے والا'' اور حضرت تھانویؒ نے ''بڑا فیصلہ کرنے والا'' ترجمہ کیا ہے۔

(۳۵) وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَانَ (الزخرف:۳۶) میں ''یعش'' کا ترجمہ فاضل بریلوی نے ''رتوند'' آئے کیا جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''جو کوئی آنکھیں چرائے'' اور حضرت تھانویؒ نے ''اندھا بن جاوے'' کا ترجمہ کیا ہے۔

(۳۶) وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا (الفتح آیت۲۱)

اس کا ترجمہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے کیا

''جو تمہارے بل کی نہ تھی''

حضرت شیخ الہندؒ نے کیا

''جو تمہارے بس میں نہیں آئی''

حضرت تھانویؒ نے کیا

''جو تمہارے قابو میں نہیں آئی''

(۳۷) سَيَعْلَمُوْنَ غَداً مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ (القمر: آیت۲۶) اس میں ''اشر'' کا ترجمہ خان صاحب نے ''اترونا'' کیا اور حضرت شیخ الہندؒ نے ''بڑائی مارنیوالا'' اور حضرت تھانویؒ نے ''شیخی بازی'' کیا ہے۔

(۳۸) لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعاً اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةً اَوْ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جُدُرٍ (الحشر: آیت۱۶) میں ''وراء جدر'' کا معنی خان صاحب نے

''دُھسوں کے پیچھے''

جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے

''دیواروں کی اوٹ''

اور حضرت تھانویؒ نے ''دیوار (قلعہ وشہر کی پناہ) کی آڑ میں'' کیا ہے۔

(۳۹) فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا (الجن: آیت۹) میں ''شہابا'' کا ترجمہ ''آگ کالوکا پائے'' کیا اور حضرت شیخ الہندؒ نے ''انگارہ'' اور حضرت تھانویؒ ''شعلہ'' کیا۔

(۴۰) فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ (مدثر: آیت۹) میں یوم عسیر کا ترجمہ خان صاحب نے ''کرّادن'' کیا جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''مشکل دن'' حضرت تھانویؒ نے ''سخت دن'' کیا۔

(۴۱) كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ (مدثر: آیت۵۰) میں ''مستنفرہ'' کا ترجمہ خان صاحب نے ''بھڑکے ہوئے'' کیا جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''بدکنے والے'' اور حضرت تھانویؒ نے ''وحشی'' کیا ہے۔

(۴۲) وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى (عبس: آیت۸) میں ''یسعیٰ'' کا ترجمہ فاضل بریلوی نے ''ملکتا'' کیا جبکہ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت تھانویؒ نے ''دوڑتا'' کیا ہے۔

(۴۳) اَبًّا کا ترجمہ فاضل بریلوی نے ''دوب'' حضرت شیخ الہندؒ نے ''گھاس'' اور حضرت تھانویؒ نے ''چارہ'' کیا ہے۔

(۴۴) فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ (الفیل: آیت۵) میں ''عصف'' کا ترجمہ فاضل بریلوی نے ''کھیتی کی پتی'' کیا جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''بھس'' اور حضرت تھانویؒ نے ''بھوسہ'' کیا ہے۔

(۴۵) كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (یٰس: آیت۳۳) میں ''یسبحون'' کا ترجمہ فاضل بریلوی نے ''پیر رہا ہے'' کیا جبکہ حضرت شیخ الہندؒ نے ''پھرتے ہیں'' اور حضرت تھانویؒ نے ''تیر رہے ہیں'' کیا ہے۔

شائد یہی وجہ تھی کہ پروفیسر مسعود صاحب کو اپنے ہم مسلک ساتھیوں کے ساتھ شکوہ کناں ہونا پڑا وہ لکھتے ہیں:

> ''ساٹھ سال ہوئے ہیں کہ فاضل بریلوی نے قرآن کریم کا جیسا جاگتا اردو ترجمہ پیش کیا ضرورت تھی کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جاتی مگر نہ معلوم کیوں یہ اتنی سست رفتاری سے چلا کہ بعد والے آگے بڑھ گئے۔ تعمیر پاکستان کے بعد تو ایسے جواہر پارے برق رفتاری کے ساتھ

آگے بڑھے ہیں مگر حقوق طباعت کی ہوس نے ہمارے بہت سے شہہ پاروں کو دفن کردیا، ممکن ہے اس کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہو خدا خدا کرکے چند سال ہوئے ہیں یہ پوری طرح منظر عام پر آیا ایک عزیز نے اس کا مطالعہ کیا تو فرمایا ایک نیا ترجمہ شائع ہوا ہے مترجم کوئی مولوی احمد رضاخان صاحب ہیں راقم نے عرض کیا یہ ترجمہ (۱۳۳۰ھ، ۱۹۱۱ء) میں شائع ہو چکا تھا۔ مولانا محمود حسن کا ترجمہ (۱۳۳۸ھ، ۱۹۱۹ء) میں مکمل ہوا اور (۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۳ء) میں منظر عام پر آیا مولانا ابوالکلام آزاد، مودودی اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے تراجم (مع تفسیر قرآن) تو بہت بعد کی چیزیں ہیں۔لیکن یہ تراجم اس شان سے شائع کئے گئے کہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ سابقین اولین پر شہرت میں سبقت لے گئے''

(فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں: ص۲۱)

کنزالایمان کو مسترد کئے جانے کی دوسری وجہ

برادران اہل السنۃ والجماعۃ ! آپ نے پیچھے ملاحظہ فرمالیا کہ اعلی حضرت فاضل بریلوی کا ترجمہ موجودہ دور کے اندر مسترد اور مطعون ہوا ہے اس کی ایک وجہ ہم نے عرض کردی تھی اب دوسری وجہ ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں اسلاف سے ہٹ کر غلط ترجمے کئے گئے ہیں۔

کنزالایمان میں غلط ترجموں کی نشاندہی بریلوی علماء کی زبانی

(۱) لِيَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (الفتح: آیت۲)

(تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ کنزالایمان)

کا جو ترجمہ اعلی حضرت نے کیا ہے مولوی غلام رسول سعیدی بریلوی نے لکھا ہے کہ یہ ترجمہ کرنا صحیح نہیں ہے (شرح مسلم: ج۷: ص ۳۲۵)۔ پروفیسر محمد ابوالخیر زبیر حیدرآبادی نے بھی اس کو غلط ٹھرایا ہے۔ (خلاف اولی کے رد میں: ص۳۱۱)۔ اور سید محمد مدنی اشرفی جیلانی صاحب نے تو اعلی حضرت کے اس ترجمہ کو شان نزول وحی الٰہی، فہم رسالت مآب ﷺ، فہم

صحابہؓ کے خلاف قرار دیا ہے، ملاحظہ فرمائیں (التصدیقات لدفع التلبیسات:ص۵۹)

(۲) اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا (البقرۃ: آیت۶۱) کے ترجمہ میں خان صاحب نے ''مصرا'' سے مراد خاص مصر کا قول لکھا ہے جس کو مفتی احمد یار نعیمی صاحب نے رد کرتے ہوئے ضعیف قول لکھا ہے بلکہ آیت کریمہ اُدۡخُلُوۡا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ الَّتِیۡ کَتَبَ اللّٰهُ عَلَیۡکُمۡ وَلَا تَرۡتَدُّوۡا عَلٰۤی اَدۡبَارِکُمۡ فَتَنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِیۡنَ کے خلاف قرار دیا ہے۔
(تفسیر نعیمی: ج۱:ص۳۷۴)

(۳) اعلیٰ حضرت نے ''رب العالمین'' کا ترجمہ
''مالک سارے جہاں والوں کا''

کیا ہے، جبکہ پیر کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں:

''جب میں نے ترجمہ شروع کیا تو بعض مقامات پر دوسرے مترجمین سے میرا اختلاف ہوگیا اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں ارشاد فرمایا رب العالمین اس کا ترجمہ اکثر حضرت نے پالنے والا اور مالک وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ کیا ہے لیکن درحقیقت لفظ ''رب'' مصدر ہے اس کا معنی تربیت اور تربیت عربی میں کہتے ہیں کسی چیز کو اسازلی استعداد اور فطری صلاحیت کے مطابق آہستہ آہستہ مرتبہ کمال تک پہنچانا اس لغوی مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے اب لفظ رب کا ترجمہ کریں تو پالنے والے یا مالک کے نہیں بلکہ ترجمہ ہوگا مرتبہ کمال تک پہنچانے والا''۔

(جمال کرم: ج۲:ص۲۳)

غور فرمائیں پیر صاحب نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو ناقص قرار دیا۔

(۴) قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ هٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ (قصص: آیت۲۷)

ترجمہ: کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو (کنز الایمان)۔

اس ترجمہ کے متعلق مفتی اقتدار خان نعیمی لکھتے ہیں کہ:

''یہ ترجمہ ہر اعتبار سے نامناسب ہے نہ تو قرآن مجید میں اس کی گنجائش

ہے نہ کسی لفظ کا ترجمہ ہوسکتا ہے۔مہر زوجہ کے جو اصول وضوابط ہیں یا شرائط ہیں یہ ترجمہ ان کے بھی خلاف ہے۔علاوہ ازیں فقہ حنفی کے بھی خلاف ہے''۔(تنقیدات علی مطبوعات:ص۲۹)

آگے لکھتے ہیں:

''بلکہ اس طرح کا مہر تو باقی آئمہ ثلاثہ کے بھی خلاف ہے''۔

(تنقیدات علی مطبوعاتص:۳۰)

اور اقتدار خان صاحب کے والد مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''موسیٰ علیہ السلام کا شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانا مہر نہ تھا بلکہ شرط نکاح تھی شرط نکاح کچھ اور ہے مہر کچھ اور ہے اس لئے انہوں فرمایا تھا۔علی شرط کیلئے آتا ہے نہ کہ معاوضہ کیلئے نیز مہر مال ہوتا ہے نہ کہ خدمت بہر حال وہ شرط نکاح تھی''۔

(تفسیر نعیمی:ج۴:ص۵۵۶،العمران آیت ۱۹)

باپ بیٹے نے اپنے اعلیٰ حضرت خان صاحب بریلوی کی جو خبر لی ہے اس پر ہمیں کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔

(۵) وَانْظُرْ اِلَی حِمَارِکَ (البقرہ:آیت ۲۵۹)

ترجمہ:''اور اپنے گدھے کو دیکھ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں۔(کنز الایمان)

جبکہ:

(۱) پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''اور اس کی ہڈیاں بکھری پڑی ہیں''۔(ضیاء القرآن:ج۱:ص۱۸۲)

(۲) ڈاکٹر غلام سرور قادری لکھتے ہیں:'

'اس میں ہڈیوں کے سوا کچھ باقی نہ رہا''۔(عمدۃ البیان:ص۱۶۶)

جبکہ صحیح بات بھی یہی ہے کہ ہڈیاں سلامت تھیں لیکن بکھری پڑی تھیں جیسا کہ اس آیت میں آگے آتا ہے کہ دیکھو ان ہڈیوں کی طرف کہ کیسے ہم ان کو جوڑتے ہیں۔پیر کرم شاہ اس آیت **وانظر الی العظام کیف ننشزھا** کا ترجمہ کرتے ہیں:''اور دیکھ ان ہڈیوں کو کہ ہم کیسے جوڑتے ہیں''۔(ضیاء القرآن:ج۱:ص۱۸۲) معلوم ہوا کہ سلامت تو

تھیں لیکن بکھری ہوئی تھیں۔اب دیکھئے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ کہنا کہ ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں یہ بات غلط ہوئی یا نہیں؟۔

(۶) وَمَابِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرَّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ

(نحل: آیت ۵۳)

ترجمہ: اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی طرف پناہ لے جاتے ہو"۔(کنز الایمان)

قارئین کرام "تجئرون" کی لغوی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

(۱) پیر کرم شاہ لکھتے ہیں:

"تجئرون ،جائر جؤار ای صاح یعنی چیخنا چلانا،جئر الرجل الی اللہ ای تضرع بالدعاء تجئرون کا معنی رونا گڑ گڑنا"۔

(ضیاء القرآن: ج۲:ص۵۷۶)

(۲)علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"اس آیت میں فریاد کیلئے لفظ ہے تجئرون اس کا معنی ہے چلا کر فریاد کرنا"۔(تبیان القرآن:۶:ص۴۶۴)

(۳) ابوالحسنات قادری صاحب لکھتے ہیں کہ:

"تجئرون جؤار سے ہے اور جؤار اصل میں صباح الوحش یعنی جنگلی جانور کی چیخ کو کہتے ہیں اس کا استعمال محاورہ عرب میں رفع صوت بالدعا میں ہوگیا جس کا حاصل معنی تضرع وزاری کے ہوگئے"۔

(تفسیر الحسنات: ج۳:۵۱۶)

قارئین کرام!ان تحقیقات سے معلوم ہوا کہ کنز الایمان والا ترجمہ "پناہ لیتے ہو" کسی طرح بھی درست نہیں اصل میں خان صاحب کو ایک دھوکا لگا ہے اور وہ یہ کہ وہ سمجھے کہ شائد اس لفظ کا معنی بھی وہی ہے جو "اجار، یجیر" کا ہے اس لئے پناہ لینے کا معنی کر دیا جو کہ ہر طرح سے غلط ہے کنز الایمان کے گن گانے والوں کو باہوش ملاحظہ فرمانا چاہئے کہ ان کے اپنے ہی علماء خان صاحب کی تحقیق کو رد کر رہے ہیں۔

(۷) وَ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

(النساء: آیت ۱۵۷)

ترجمہ: اوران کے اس کہنے پر ہم نے مسیح عیسی بن مریم اللہ کے رسول کوشہید کیا (کنزالایمان)

قارئین ذی وقار! آپ اس بات کوسوچئے کہ قرآن پاک نے تو یہودیوں کا قول نقل کیا ہے اور دشمن کبھی بھی اپنے مقابل کیلئے اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کرتا بھلا دشمن بھی کبھی اپنے مقابل کوشہید کہتا ہے یہ خان صاحب کی کم فہمی ہے وہ بے تکی عقیدت میں فہم قرآن سے خود بھی محروم ہیں اور دوسروں کو بھی محروم کرنے کی پوری کوشش کنزالایمان میں کرر ہے ہیں (اعاذنا اللہ منہ) اس آیت کے متعلق مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۸) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا اِنَّ کَثِیۡراً مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّھۡبَانِ (توبہ آیت: ۳۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک بہت پادری اور جوگی (کنزالایمان)

یہاں فاضل بریلوی نے ''رھبان'' کا معنیٰ ''جوگی'' کیا ہے جو عقلا ونقلا درست نہیں ہے۔ نقلا تو اس وجہ سے کہ:

(۱) آپ کے علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ:

''رہبان کا لفظ ان علماء نصاری کے ساتھ خاص ہے جو گرجوں میں رہتے ہیں''۔ (تبیان القرآن: ج۵: ص۱۲۲)

(۲) مفتی احمد یار گجراتی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''رہبان عیسائیوں کے راہب تارک الدینا گوشہ نشین''۔

(تفسیر نعیمی: ج۱۰: ص۲۷۸)

(۳) پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ:

''صحیح قول یہ ہے کہ اس میں اہل کتاب اور مسلمان سب داخل ہیں''۔

(ضیاء القرآن: ج۲: ص۲۰۰)

بہرکیف ان تمام اقوال کی روشنی میں ''جوگی'' جو کہ ہندو فقیر کو کہتے ہیں وہ اس آیت کا مصداق کیسے ہوئے؟ اور عقلا اس وجہ سے یہ ترجمہ غلط ہے کہ بقول بریلوی حضرات کے صحیح یہی ہے کہ اس لفظ میں اہل کتاب اور مسلمان سب شامل ہیں تو گویا خان صاحب جوگیوں کو یا تو اہل کتاب سمجھتے ہیں یا مسلمان سمجھتے ہیں اور یہ دونوں صورتیں غلط ہیں۔

(۹) فَاِنۡ یَّشَآءِ اللّٰہُ یَخۡتِمۡ عَلٰی قَلۡبِکَ (الشوری: آیت ۲۴)

ترجمہ: اور اگر چاہے تو تمہارے اوپر اپنی رحمت وحفاظت کی مہر فرما دے۔(کنز الایمان)

قارئین کرام! خان صاحب بریلوی نے مہر سے مراد ''رحمت وحفاظت'' کی مہر مراد لی ہے جو کہ عقلا ونقلا مردود ہے۔ نقلا تو اس وجہ سے کہ پہلے کے مفسرین نے اس قسم کی کوئی بات نہیں لکھی بلکہ خان صاحب کی اس جدید تحقیق کو تو بریلویوں نے بھی ٹھکرا دیا چنانچہ:

(۱) پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''کفار عموما ہرزہ سرائی کرتے کہ حضور علیہ السلام کا یہ کہنا کہ یہ اللہ تعالی کا کلام ہے محض غلط و بہتان ہے۔ اللہ تعالی ان کی اس بے باکی پر اظہار حیرت کرتے ہیں اور اس کی تردید فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو ہر آن اپنے رب سے ڈر رہا ہے جس کا دل اس کے خوف سے ہر وقت لبریز رہتا ہو کیا ایسی ہستی سے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے خداوند ذوالجلال کی طرف غلط بات منسوب کریگا ہاں اگر آپ کا دل اے محبوب اللہ تعالی کے خوف سے معمور نہ ہوتا بلکہ اللہ تعالی نے اس پر مہر لگا دی ہوتی تو پھر ایسا ممکن تھا''۔

(ضیاء القرآن: ج۴: ص۳۷۹)

(۲) بریلوی شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''کفار کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے جو نبوت کا دعوی کیا ہے اور قرآن مجید کی آیات تلاوت کر کے یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا کلام ہے سو آپ کا یہ کہنا جھوٹ ہے اور اللہ تعالی پر افتراء ہے اللہ تعالی نے ان کے اس قول کو رد کرتے ہوئے فرمایا پس اگر اللہ چاہے تو وہ آپ کے دل پر مہر لگا دے گا یعنی اگر اللہ چاہتا تو آپ کے دل پر ایسی مہر لگا دیتا کہ آپ کسی چیز کا ادراک نہ کر سکتے نہ کسی حرف یا لفظ کا تلفظ کر سکتے حتی کہ آپ کوئی بات نہ کر سکتے۔۔الخ''۔

(تبیان القرآن: ج۱۰: ص۵۹۰)

معلوم ہو گیا کہ یہ مہر حفاظت ورحمت کی نہیں تھی کیونکہ وہ تو ہر دم آپ پر تھی یہ مہر تو اور ہے خان صاحب کا اس مہر کو رحمت وحفاظت کی مہر سمجھنا قرآن فہمی سے بے خبری کی دلیل ہے۔ بریلوی حضرات کے دو ذمہ دار حضرات خان صاحب کی بات کا رد کر رہے ہیں، اور عقلا یہ

ترجمہ اس وجہ سے غلط ہے کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ پڑھنے سے یہ سمجھ آتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے قلب اطہر پر رحمت وحفاظت کی مہر نہیں لگائی گئی تھی جبکہ یہ بات انتہائی غلط ہے اس پر شائد کسی پڑھے لکھے کو اشکال ہو کہ یہ تو مفہوم مخالف ہے اور مفہوم مخالف کا اعتبار کرنا ناجائز ہے تو جواباً عرض ہے کہ یہ ترجمہ صرف اہل علم ہی نہیں پڑھتے بلکہ عوام الناس بھی پڑھتے ہیں اور وہ اس سے یہی کچھ مراد لیتے ہیں جو ہم نے عرض کیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مفہوم مخالف خان صاحب بریلوی کے ہاں معتبر ہے ملاحظہ ہو:

''مفہوم مخالف حنفیہ کے نزدیک عبارت شارع غیر متعلقہ بعقوبات میں معتبر نہیں کلام صحابہ ومن بعدھم میں معتبر ہے''۔

(فہارس فتاوی رضویہ: ص۱۰۵)

بہرحال یہ ترجمہ عقلاً ونقلاً دونوں طرح سے سلف صالحین مفسرین کرام کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

(۱۰) قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ (مریم: آیت۴)

ترجمہ: عرض کی اے میرے رب میری ہڈی کمزور ہوگئی۔ (کنزالایمان)

یہاں خان صاحب نے **العظم** کا ترجمہ ''ہڈی'' کیا ہے جبکہ انہی کے گھر کے ذمہ دار حضرات کچھ اور کہتے ہیں۔ چنانچہ:

(۱) پیر ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں کہ:

''العظم'' ہڈیاں۔ (تفسیر الحسنات: ج۴: ص۳۸)

(۲) مفتی اقتدار خان نعیمی لکھتے ہیں:

''واحد جنسی ہے ترجمہ ہے تمام ہڈیاں''۔ (تفسیر نعیمی: ج۱۶: ص۱۱۸)

خان صاحب چونکہ مستقل کسی سے پڑھے نہیں اس لئے الف لام جنسی کو پہچانا نہیں۔

(۱۱) مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی (الضحیٰ: آیت۳)

ترجمہ: تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔ (کنزالایمان)

''مکروہ'' کا لفظ اگرچہ خان صاحب نے نفی کے ساتھ لکھا ہے لیکن نفی کے ساتھ بھی اس قسم کے الفاظ آپ ﷺ کے شایان شان نہیں۔ اس قسم کے الفاظ میں آپ علیہ السلام کیلئے حوصلہ افزائی تصور نہیں ہوسکتی کم از کم عشق ومحبت کے بابانگ دہل دعوے کرنے والوں کو یہ زیبا

نہیں۔حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے کیسا عمدہ ترجمہ کیا:

''نہ وہ ناخوش ہوا''۔

کنزالایمان میں نبی ﷺ کو''تو'' کہہ کر مخاطب کرنا

(۱۳) جناب ابن پیر کرم شاہ حفیظ البرکات شاہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالی نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کو صیغہ واحد حاضر میں مخاطب فرمایا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ترجمہ کرتے وقت اردو میں وہی لفظ استعمال کیے جائیں اردو زبان میں''تو'' کہہ کر اپنے بڑے کو مخاطب کرنا گستاخی ہے''۔

(کنزالایمان:ص۱۱۰۰:ضیاءالقرآن پبلیشرز)

(۲) مفتی اقتدار خان نعیمی لکھتے ہیں:

''حضور اقدس ﷺ کو صرف نام لے کر یا تو تا کر کے یا بشر،انسان،بھائی ،بیٹا،چچا،تایا کہہ کر ہی پکارنا ہے تو تجھ میں اور ابوجہل اور ابولہب دیگر کفار و خبثاء میں کیا فرق رہیگا؟۔

(فتاوی نعیمیہ:ج۵:ص۱۵۸)

(۳) حفیظ البرکات شاہ لکھتے ہیں:

''اردو زبان میں تو کہہ کر اپنے بڑے کو مخاطب کرنا گستاخی ہے۔ہاں اللہ کیلئے تو تو استعمال کیا جاسکتا ہے کہ وہ مالک اور خالق اور بندے کا راز دار ہے لیکن حضور ﷺ فداہ امی وابی کیلئے تو استعمال کرنا اردو ادب و زبان کے خلاف ہوگا''۔

(کنزالایمان:ص۱۱۰۰:ضیاءالقرآن پبلیشرز)

(۴) فاضل بریلوی کے والد مولوی نقی علی خان لکھتے ہیں:

''ان (برصغیر پاک وہند) دیار میں کسی معظم کو''تو'' کہنا گناہ اور ہمسر کو بھی اس طرح خطاب کرنا بے جا ہے''۔

(اصول الرشاد:ص۱۶۸،۱۶۹)

(۵) ایک جگہ لکھتے ہیں:

''عرب میں باپ اور بادشاہ سے کاف کے ساتھ (جس کا ترجمہ تو ہے) خطاب کرتے ہیں اور اس ملک میں یہ لفظ کسی معظم بلکہ ہمسر سے بھی کہنا گستاخی اور بے ہودگی سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ہندی اپنے باپ یا بادشاہ خواہ کسی واجب التعظیم کو ''تو'' کہے گا شرعا بھی گستاخ و بے ادب اور تعزیر و تنبیہ کا مستوجب ٹھرے گا''۔

(اصول الرشاد: ص۲۲۸)

(۶) مولوی محمد حنیف خان رضوی بریلوی نے اس کتاب کے مقدمے میں تلخص کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''ہمارے دیار میں کسی معظم و بزرگ بلکہ ساتھی اور ہمسر کو بھی ''تو'' کہنا خلاف ادب اور گستاخی قرار پائے گا''۔

(اصول الرشاد: ص   )

اب ذرا دیدہ عبرت سے ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تمام فتوے کس طرح خان صاحب کے گلے میں فٹ ہوتے ہیں کیونکہ وہ کئی مقامات پر نبی کریم ﷺ کیلئے ''تو'' کا لفظ اپنے ترجمہ میں استعمال کررہے ہیں صرف چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱) تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ (البقرۃ: آیت ۲۷۳)

ترجمہ: تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا (کنزالایمان)

(۲) فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذاً مِّنَ الظَّالِمِيْنَ (یونس: آیت ۱۰۶)

ترجمہ: پھر اگر ایسا تو اس وقت تو ظالموں میں سے ہوگا (کنزالایمان)

(۳) وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ اِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ..الخ (آل عمران: آیت ۷۵)

ترجمہ: اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا کردیگا اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے۔ (کنزالایمان)

(۴) وَلَوْ تَرٰی اِذْفَزِعُوْا۔الخ (السبا: آیت ۵۱)

ترجمہ: کسی طرح تو دیکھے جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے (کنزالایمان)

(۵) وَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِکَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا (المائدہ: آیت ۴۱)

ترجمہ: اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا کچھ نہ بنا سکے گا (کنزالایمان)

(۶) لَوْ تَرٰۤی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓىٕكَةُ۔۔۔الخ (انفال: آیت ۵۰)

ترجمہ: کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں۔ (کنزالایمان)

(۷) اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ۔۔الخ (الروم: آیت ۴۸)

ترجمہ: اللہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان پر جیسا چاہے اور اسے پارہ پارہ کر دیتا ہے تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے۔ (کنزالایمان)

(۸) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (الزمر: آیت ۲۱)

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا۔ (کنزالایمان)

اس کے علاوہ (۹) القارعۃ: آیت ۳ (۱۰) انفطار آیت ۱۹ (۱۱) المرسلات آیت ۱۴ (۱۲) الدھر آیت ۱۹ (۱۳) المنافقون آیت ۴ (۱۴) الھمزہ آیت ۵ (۱۵) القارعۃ آیت ۱۰ میں بھی نبی کریم ﷺ کو "تو" کہہ کر مخاطب کیا۔

قارئین کرام نمونے کے طور پر چند جگہوں کے ترجمے ہم نے پیش کر دئے ہیں جن میں اعلیٰ حضرت نے نبی پاک ﷺ کیلئے "تو" کا لفظ استعمال کیا اور بقول حفیظ البرکات خان صاحب نے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اور بقول مفتی اقتدار احمد خان صاحب بریلوی ابوجہل و ابولہب میں کوئی فرق نہیں اور بقول مولوی نقی علی خان ان کے بیٹے مولوی احمد رضا خان صاحب قابل تعزیر ہیں۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس ترجمہ میں نبی کریم ﷺ کی ناموس کا مکمل تحفظ کیا گیا ہے؟۔

کنزالایمان کو مسترد کئے جانے کی تیسری وجہ

ترجمہ کنزالایمان میں ذومعنی الفاظ کا استعمال

(۱۴) قارئین کرام! بریلوی علماء نے ایک اصول لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ہر ایسے لفظ کا استعمال بارگاہ رسالت میں ممنوع ہے جس میں تنقیص اور بے ادبی کا احتمال ہو"۔ (ضیاء القرآن: ج ۱: ص ۸۳)

(۲) مفتی احمد یار صاحب نعیمی لکھتے ہیں کہ:

''اللہ تعالی اور حضور ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ بولنا حرام ہیں جن میں بے ادبی کا ادنی شائبہ بھی ہو''۔(تفسیر نعیمی: ج۱:ص ۵۳۷)

(۳) پیر ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں کہ:

''جس کلمہ میں ان کی شان میں ترک ادب کا وہم بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے''۔(تفسیر الحسنات: ج۱:ص ۲۴۵)

(۴) بریلوی صدرالا فاضل مولوی نعیم الدین مرادآبادی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے''۔

(خزائن العرفان: ص ۲۹۔مطبوعہ ضیاءالقرآن لاہور)

(۵) بریلوی شیخ الحدیث مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''جس لفظ میں توہین کا معنی نکلتا ہو اس لفظ کو نبی ﷺ کی جناب میں استعمال کرنا جائز نہیں''۔(تبیان القرآن: ج۱:ص ۴۷۴)

(۶) مولوی حسن علی رضوی میلسی لکھتا ہے کہ:

''جن الفاظ کا معنی صحیح اور ایک معنی غلط اور بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہو ایسا ذو معنی الفاظ بھی سخت ممنوع ہے۔للکفرین میں واضح اشارہ ہے۔انبیاء علیہم السلام کی شان ارفع میں ادنی بے ادبی بھی کفر قطعی ہے''۔

(محاسبہ دیوبندیت:ص)

قارئین کرام! بڑا لمبا سلسلہ ہو جائیگا اگر ہم تمام حوالے نقل کردیتے ہیں سر دست یہی کافی ہے۔اب آئے اعلی حضرت کی طرف:

(۱) اعلی حضرت نے ''سورہ الضحی'' کی آیت نمبر ۷ **ووجدک ضالا فھدی** کا ترجمہ کیا ہے:

''اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی''۔(کنزالایمان)

اور دوسری طرف اعلی حضرت ''زلیخا'' کیلئے بھی یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

اِنَّا لَنَرٰاهَا فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ (یوسف: آیت ۳۰)

ترجمہ: ہم تو اسے صریح خودرفتہ پاتے ہیں۔(کنزالایمان)

قارئین کرام! نبی پاک ﷺ کی اللہ کیلئے جو محبت اور تڑپ تھی وہ کتنی عمدہ اور اچھی تھی اس کے اچھا ہونے میں کسی کو کلام نہیں نہ اپنے اس کا انکار کرتے ہیں نہ بیگانے۔ خان صاحب نے اس محبت وتڑپ کو بھی خودرفتہ کہا اور جو تڑپ زلیخا کو سیدنا یوسف علیہ السلام کیلئے تھی وہ اچھی تو نہ تھی کیونکہ اس نے اس تڑپ ومحبت میں آکر اپنی خواہش پوری کرنے کیلئے کیا کچھ پروگرام بنایا۔ اعلی حضرت نے اس تڑپ اور اس گندی سوچ جو وہ اپنے اندر چھپائے ہوئے تھی اس کو بھی خودرفتہ کہا۔

اب بتائے کیا یہ کلمہ صرف صحیح لفظ یا صرف صحیح معنی کیلئے ہی استعمال ہوتا ہے؟

اعلی حضرت کی اپنی تصریح سے معلوم ہوا کہ یہ لفظ ''خودرفتہ'' ایک گندی تڑپ اور سوچ اور غلط قسم کے پروگرام کیلئے بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ اعلی حضرت نے بولا ہے تو کیا ایسا لفظ نبی پاک ﷺ کی عظمت وشان کے مناسب ہے؟۔ ہرگز نہیں اب وہ سارے فتوے اعلی حضرت پر لگتے ہیں یا نہیں؟ اس کا فیصلہ کرنا مشکل نہیں۔

سعیدی صاحب کے نزدیک یہ کفر ہے جبکہ حسن علی رضوی کے نزدیک تو یہ کفر قطعی ہے اور کفر کو کون احمق درست کہہ سکتا ہے؟۔

(۱۵) مولوی غلام رسول سعیدی کا نقطہ نظر کہ جس لفظ میں توہین کا معنی نکلتا ہو اس لفظ کو نبی ﷺ کی جناب میں استعمال کرنا جائز نہیں اور نبی ﷺ کی توہین کفر ہے اور احمد یار نعیمی کے الفاظ بھی ذہن میں رکھیں کہ جس لفظ کے دو معنی ہوں اچھے اور برے تو وہ بھی اللہ تعالی اور حضور ﷺ کیلئے استعمال نہ کئے جائیں تا کہ دوسروں کو بدگوئی کا موقعہ نہ ملے (نور العرفان: ص ۲۴۔ مطبوعہ گجرات) اور حسن علی رضوی کا اصول تو بالکل مت بھولئے۔ اب اس اصول پر ذرا اعلی حضرت احمد رضا خان صاحب کا ترجمہ ہم پرکھ لیتے ہیں:

(۱) وَاللّٰهُ غَنِیّ'' حَلِیم'' ۔(البقرۃ: آیت ۲۶۳)

ترجمہ: اور اللہ بے پروا حلیم والا ہے۔ (کنزالایمان)

قارئین کرام! میر محمد افضل قادری نے ''فیروز اللغات'' سے استدلال کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں معتبر ہے اس لئے آئے اس لغت کو دیکھتے ہیں کہ اس میں ''بے پرواہ'' کا کیا معنی کیا گیا ہے:

''بے پروا: گافل، بے فکر، مستغنی، دولت مند، سست، کاہلی، توجہ نہ

کرنے والا، دھیان نہ دینے والا، بے غرض، توکل''۔

(فیروزاللغات:ص۲۴۴)

کیا غافل اور سست وکاہل اللہ کی شان کے لائق ہے؟ اگر نہیں اور ہر گز نہیں تو اعلیٰ حضرت کے متعلق اور ان کے کنزالایمان کے متعلق کیا فتوی ہے؟

(۲) وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ غَنِیّ'' حَمِیْد''(البقرہ: آیت ۲۶۷)

ترجمہ: اور جان رکھو اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے (کنزالایمان)

قارئین کرام! ''سراہا گیا'' کا لفظ اعلیٰ حضرت نے استعمال کیا ہے، اب آیئے اسی فیروز اللغات کو دیکھئے اس میں لکھا ہے کہ:

''سراہنا: تعریف کرنا، قدر کرنا، داد دینا، چاپلوسی یا خوشامد کرنا''۔

(فیروزاللغات:ص۷۵۴)

کیا چاپلوسی یا خوشامد کرنا جیسے عامیانہ الفاظ ذات خدا کیلئے مناسب ہے؟ ہر گز نہیں بریلویوں کے اپنے اصول سے یہ درست نہیں۔

(۳) فَلَمَّا اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْکُفْرَ (آل عمران: آیت ۵۲)

ترجمہ: پھر عیسیٰ نے ان سے کفر پایا۔ (کنزالایمان)

یہاں اعلیٰ حضرت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ''پایا'' کا لفظ استعمال کیا ہے اور بریلوی ملاؤں کے نزدیک مشہور ومعتبر کتاب ''فیروزاللغات'' میں لکھا ہے کہ:

''پانا: کھانا نوش کرنا، وصول کرنا، ہاتھ آنا، معلوم ہونا، جاننا، بھوگنا، بھرنا، اٹھانا، برداشت کرنا، سہنا''۔

(فیروزاللغات:ص۲۶۷)

ان میں کئی معنی ایسے ہیں جن کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے اس آیت میں استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرمالیں لہٰذا بریلوی اصول میں یہ لفظ نبی عیسیٰ علیہ السلام کیلئے استعمال کرنا درست نہیں۔

(۴) لَنُغْرِیَنَّکَ بِهِمْ۔ (الاحزاب: آیت ۶۰)

ترجمہ: تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہہ دیں گے۔ (کنزالایمان)

یہاں اعلیٰ حضرت نے آپ ﷺ کیلئے ''شہہ دینگے'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ بریلویوں کے

ہاں مشہور و معروف لغت فیروز اللغات میں اس کا معنی لکھا ہے:

''شہ دینا: اکسانا، بہکانا، شطرنج کے بادشاہ کو کشت دینا وغیرہ''۔

کیا ان میں بہکانہ وغیرہ جو معنی ہیں ان کو نبی پاک ﷺ کی طرف منسوب کرنا درست ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو بریلوی اصول کے تحت ایسے ذو معنی الفاظ نبی پاک ﷺ کی شان میں خان صاحب استعمال کرنے پر قطعی کافر ہوئے یا نہیں؟

(۵) فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی۔ (عبس: آیت ۶)

ترجمہ: تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو۔ (کنز الایمان)

یہاں اعلیٰ حضرت نے نبی پاک ﷺ کیلئے پیچھے پڑتے ہو لفظ استعمال کیا ہے یہ کتنا عامیانہ لفظ ہے فیروز اللغات میں اس کا معنی لکھا ہے:

''پیچھے پڑھنا: لپٹنا، سر ہونا، ستانا، دق کرنا، دشمنی کرنا، رسوائی چاہنا''۔

(فیروز اللغات: ص ۳۲۷)

تو جناب ان میں ستانا، دق کرنا، دشمنی کرنا وغیرہم الفاظ کا استعمال نبی پاک ﷺ کیلئے بالکل جائز نہیں تو پھر بریلوی اصول میں یہ لفظ پیچھے پڑنا سرکار طیبہ ﷺ کیلئے استعمال کرنا درست نہیں۔ تو خان صاحب نے جو کیا پھر خان صاحب کے متعلق کیا فتوی ہے؟

(۶) وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ (سورہ الضحیٰ: آیت ۸)

ترجمہ: اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (کنز الایمان)

اعلحضرت نے یہاں نبی پاک ﷺ کیلئے ''خود رفتہ'' کا لفظ استعمال کیا اور بریلویوں کی محبوب لغت اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

''خود رفتہ: بے خبر، بے خود، جسے اپنے آپ کی خبر نہ ہو''۔

(فیروز اللغات: ص ۵۹۹)

اور بے خبر کا معنی اسی لغت میں:

''غافل، بے ہوش، ناسمجھ، بے وقوف، جاہل وغیرہا''۔

(فیروز اللغات: ص ۲۴۴)

لکھے ہیں۔ کیا یہ لفظ آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا درست ہے؟ ہرگز نہیں تو پھر لفظ خود رفتہ جب ایسے برے معنی کا احتمال رکھتا ہے تو تمہارے اصول کے تحت اسے نبی ﷺ کیلئے استعمال

کرنا نہ صرف گستاخی بلکہ قطعی کفر ہے لہٰذا مانئے کہ اعلیٰ حضرت نے جگہ جگہ اپنے اس ترجمے میں ٹھوکرے کھائی ہیں اور عظمت نبوی ﷺ کو بالکل پیش نظر نہ رکھا۔

(۷) قَالَ فَعَلْتُهَا اِذاً وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ۔ (الشعراء: آیت ۲۰)

ترجمہ: موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جبکہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی۔ (کنزالایمان)

یہاں خان صاحب بریلوی نے نبی اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ''راہ کی خبر نہ تھی'' کا جملہ استعمال کیا اس لفظ کا معنیٰ کیا بنتا ہے ''نمبر ۶'' میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

(۸) نَسُوْا اللّٰہَ فَنَسِیَھُمْ۔ الخ (توبہ: آیت ۶۷)

ترجمہ: وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انھیں چھوڑ دیا۔ (کنزالایمان)

یہاں خان صاحب بریلوی نے کافروں کیلئے بھی ''چھوڑ بیٹھے'' کا لفظ استعمال کیا ہے اور اللہ کیلئے بھی ''چھوڑ دیا'' کا لفظ استعمال کیا ہے اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ کافروں کا چھوڑنا برا ہے اور انتہائی قبیح فعل ہے۔ اب اسی چھوڑنے کو جو قبیح فعل کا احتمال رکھتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کرنا کیسے مناسب ہوگا؟ جبکہ تمہارے اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جیسا کہ ڈاکٹر طاہر القادری بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''جن کلمات کا استعمال مختلف معانی میں ہوتا ہو یعنی وہ ایسے ذو معنی لفظ ہو ں کہ ان میں اچھے مفہوم کے علاوہ برا مفہوم بھی ہو معلوم ہو اور متعارف ہو ان کا استعمال صریح گستاخی ہوگا''۔

(تفسیر منہاج القرآن: ج ۱: ص ۳۹۳)

کیا اعلیٰ حضرت اس گستاخی کے زمرے میں نہیں آتے؟ کیا اعلیٰ حضرت نے ذو معنی الفاظ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے محبوب نبی کریم ﷺ کیلئے استعمال نہیں کئے؟ ضرور کئے ہیں تو پھر ہم یہ کہنے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے کہ اعلیٰ حضرت گستاخ خدا اور گستاخ رسول ﷺ ہیں۔

(۹) اِنَّ اللّٰہَ لَایَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ۔ الخ۔ (البقرہ: آیت ۲۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے''۔ (کنزالایمان)

خان صاحب بریلوی نے یہاں اللہ تعالیٰ کیلئے ''حیا'' کا لفظ استعمال کیا ہے اور حیا کے معانی ملاحظہ فرمائیں:

''شرم وغیرت، جب بدنامی اور برائی کے خوف سے دل میں کسی کام سے

رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے اس رکاوٹ کا نام حیا ہے''۔

(تفسیر نعیمی: ج۱: ص۱۹۸: مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہو)

قارئین کرام! ماقبل میں ذکر کردہ بریلوی اصولوں کی روشنی میں دیکھیں کہ حیا کے یہ معنی بالخصوص تیسرا معنی خدا تعالی کیلئے استعمال ہوسکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر خان صاحب جو بریلویوں کے اعلی حضرت ہیں ان کے متعلق کم از کم گستاخ رسول ﷺ اور گستاخ خدا کا فتوی تو صادر ہونا چاہیئے یا یہ ٹکے ٹکے فتوے بریلویوں نے ہم مظلوموں کیلئے چھوڑ رکھے ہیں؟

خان صاحب نے اپنے ترجمہ قرآن کنزالایمان میں بہت سے مقامات پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ایسے الفاظ بطور ترجمہ استعمال کئے ہیں جو اگرچہ صحیح معنی بھی رکھتے ہوں مگر لغت میں ان کے دوسرے انتہائی قبیح معنی بھی موجود ہیں جو ہرگز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شایان شان نہیں اور بریلوی اصول کے تحت ایسے الفاظ استعمال کرنا صریح گستاخی ہے اور خود بریلویوں نے تسلیم کیا ہے کہ صریح گستاخی کا وبال کفر ہے لہذا ہم یہ اصول وضع کرنے والے رضا خانیوں اور ان کی جماعت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ باہمی مشورہ کرکے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناموس کا تحفظ کرتے ہوئے خان صاحب کی تکفیر کا کوئی ٹھوس فتوی شائع کیا جائے۔

ترجمہ کنزالایمان اور دوقومی نظریہ

(۱۶) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحاً اِلَى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ ۔۔الخ

(المومنون: آیت۲۳)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو۔ (کنزالایمان)

قارئین کرام! یہاں ترجمہ میں ''اے میری قوم'' سے ایک شبہ ہوتا ہے جس کو بریلوی غزالی زماں جناب احمد سعید کاظمی شاہ صاحب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''لفظ قوم سے متحدہ قومیت کے نوایجاد نظریئے کی طرف ذہن بھٹک سکتا تھا اور یہ وہم پیدا ہوسکتا تھا کہ جب کفار ومشرکین انبیاء علیہم السلام کی قوم قرار پاسکتے ہیں تو ہندو اور مسلم ایک قوم کیوں نہیں ہوسکتے؟۔۔۔۔۔ یہ حقیقت

ہے کہ متحدہ قومیت کا تصور پاکستان سے متصادم ہی نہیں بلکہ پاکستان کی اساس کو منہدم کر دینے کے مترادف ہے''۔

(مقدمہ ترجمہ البیان: ص)

قارئین کرام! اس سے ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کا ترجمہ کنز الایمان پاکستان کی اساس کو منہدم کرتا ہے لہٰذا ایسے ملک دشمن ترجمہ پر فوراً پابندی لگنی چاہیے۔ بقول کاظمی صاحب اس ایہام واشتباہ سے بچنے کیلئے لفظ قوم کا ترجمہ موقع محل کو ملحوظ رکھتے ہوئے مناسب الفاظ سے کیا جائے گا۔ اور کاظمی صاحب نے ترجمہ کیا ہے

''اے میرے (مخاطب) لوگو''۔ (البیان)

تو ثابت ہوا کہ کاظمی صاحب کے نزدیک ترجمہ اعلیٰ حضرت درست نہیں۔

کنز الایمان ترجمہ کا حق ادا نہیں کرتا

(۱۷) وَلاَ تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَات''۔ (البقرہ: آیت ۱۵۴)

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔ (کنز الایمان)

علامہ کاظمی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''لفظ خدا سے اس کا ترجمہ کرنا ترجمہ اور تعریف کا حق ادا نہیں کرتا''۔

(مقدمہ ترجمہ البیان: ص)

تو اعلیٰ حضرت کا ترجمہ نہ ہی ترجمے کا حق ادا کرتا ہے اور نہ ہی تعریف۔

قارئین کرام! ہم نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ کاظمی صاحب کی تنقید نقل کی ہے وہ اس لفظ کو لفظ اللہ کا مناسب ترجمہ خیال نہیں کرتے تو ثابت ہوا کہ ترجمہ کنز الایمان جگہ جگہ کمزوریوں سے پر ہے جس کا اقرار در پردہ خود بریلویوں کو بھی ہے۔

(۱۸) بریلوی حکیم الامت احمد یار گجراتی صاحب لکھتے ہیں:

''خدا رب کا نام نہیں بلکہ اس کی صفت یعنی مالک کا ترجمہ ہے۔ خدا کی صفت کا ترجمہ ہر زبان میں کرنا جائز ہے مگر نام کیلئے ضروری ہے کہ وہ عربی یا عبرانی زبان کا ہو''۔

(رسائل نعیمیہ: ص ۳۸۷)

قارئین کرام! خان صاحب بریلوی لفظ اللہ جو کہ نام ہے اس کا ترجمہ خدا کیا ہے تو نعیمی صاحب کے نزدیک خان صاحب بریلوی نے ٹھوکر کھائی ہے اگر لفظ اللہ کا ترجمہ کیا ہے تو بھی ٹھوکر کھائی ہے اور اگر لفظ اللہ تعالی کا نام نہیں بلکہ صفت سمجھ کر ترجمہ خدا کیا ہے تب بھی ٹھوکر کھائی ہے۔

حاظر ناظر اور کنز الایمان

(۱۹) وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِيْنَ۔ (الانبیاء: آیت ۷۸)

ترجمہ: اور ہم ان کے حکم کے وقت حاظر تھے۔ (کنز الایمان)

قارئین کرام! یہاں اعلی حضرت احمد رضا خان صاحب نے اللہ تعالی کیلئے ''حاضر'' کا لفظ استعمال کیا ہے جبکہ بریلوی اصول اور فتاوی کے مطابق اللہ تعالی کیلئے حاضر کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں بلکہ گستاخی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں چند حوالے:

(۱) مولوی ابوکلیم محمد صدیق فانی بریلوی لکھتے ہیں:

''اہل علم غور فرمائیں کہ معانی منقولہ کے اعتبار سے کیا اللہ تعالی پر لفظ حاضر کا اطلاق ممکن ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں''۔

(آئینہ اہلسنت: ص ۸۷)

(۲) مولوی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

''حاضر کا مطلب یہ ہے کہ حاضر وہ ہے جو مکان میں ہو اور ناظر وہ ہے جو آنکھ کی پتلی سے دیکھے اس معنی پر اللہ تعالی کیلئے ماننا صریح کفر ہے''۔

(ندائے یارسول اللہ: ص ۳۶،۳۵)

کیا اویسی صاحب مولوی احمد رضا خان صاحب پر صریح کفر کا فتوی لگائیں گے؟

کل میاں حجام جہاں مونڈتا تھا اوروں کے سر
آج اسی کوچہ میں خود اس کی حجامت ہوگئی

اعلی حضرت نے امت میں کسی کو معاف نہیں کیا ہر ایک کو کافر کہا اللہ نے اعلی حضرت کے گھر سے ہی ان پر کفر کا فتوی لگا دیا۔

(۳) مفتی وقار الدین صاحب لکھتے ہیں کہ:

"حاضر کے جو معنی لغت میں ہیں ان معانی کے اعتبار سے اللہ تعالی کی ذات پر ان الفاظ کا اطلاق جائز نہیں ہے۔ حاضر کے معنی عربی لغت کی معروف و معتبر کتاب المنجد، مختار الصحاح وغیرہ میں یہ لکھے ہیں نزدیکی صحن حاضر ہونے کی جگہ جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو اسے حاضر کہتے ہیں"۔

(وقار الفتاوی: ج ۱: ص ٦٦)

ان بریلوی فتاوی جات کی روشنی میں اعلی حضرت کا ترجمہ بالکل درست نہیں ہوسکتا۔

کنزالایمان ترجمے کی دیگر کمزوریاں

(۲۰) قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ۔ (المائدہ: آیت ۲۷)

ترجمہ: بولا قسم ہے میں تجھے قتل کروں گا۔ (کنزالایمان)

قارئین کرام! شریعت میں قسم کیلئے الفاظ مقرر ہیں لیکن خان صاحب کی ٹھوکر کو ملاحظہ فرمائیں کہ لام تاکید اور با نون تاکید ثقیلہ کو قسم سمجھ بیٹھے ہیں۔ کیا اگر کوئی کہے کہ ضرور بالضرور کل روزہ رکھوں گا لیکن رکھ نہ سکا تو کیا یہ قسم کہلائے گی؟ پھر اس کفارہ ادا کیا جائے گا ؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ قسم نہیں مگر خان صاحب کو دیکھئے کہ اس کو قسم بنا کر کیسے امت مسلمہ کا دامن چھوڑ رہے ہیں۔

(۲۱) مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَّ مِنْهُمْ سَآءَ مَا یَعْمَلُوْنَ۔ (المائدہ: آیت ٦٦)

ترجمہ: ان میں کوئی گروہ اگر اعتدال پر ہے اور ان میں اکثر بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔ (کنزالایمان)

کیا اس ترجمہ سے یہ نہیں واضح ہو رہا ہے کہ اگر کوئی گروہ اعتدال پر ہے تو اس میں بھی اکثر لوگ برے کام کر رہے ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ مطلب یہ ہے کہ ان میں ایک جماعت اعتدال پسند بھی ہے۔ پیر کرم شاہ اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:

"اور اکثر ان میں سے بہت برے بھی ہیں"۔ (ضیاء القرآن)

لیکن خان صاحب نے اس کا مفہوم جمہور امت سے کٹ کر مختلف کیا ہے۔ اگر خان صاحب

لفظ ''اگر'' نہ لاتے تو مفہوم درست ہوسکتا تھا لیکن خان صاحب کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔

(۲۲) مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۔(المائدہ: آیت ۶۰)

ترجمہ: وہ جس پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے کر دیئے بندر اور سور اور شیطان کے پجاری۔(کنزالایمان)

اعلیٰ حضرت نے یہاں یہ ٹھوکر کھائی کہ ''عبد'' کو اسم سمجھ کر اس کا ترجمہ اسم والا کیا اور اس کو مضاف سمجھا اور پھر اس کو معمول جعل کا بنایا جس کا مطلب صاف سمجھ آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بندر، سور اور شیطان کا پجاری بنا دیا معاذ اللہ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔

عبد الطاغوت جو جملہ ہے یہ ''جعل'' کا معمول نہیں بلکہ اس کا ''جعل'' پر ''عطف'' ہے اور مطلب یہ ہے:

''جن لوگوں کا اللہ کے ہاں بدترین درجہ ہے ان میں پہلا طبقہ وہ ہے جس پر اللہ نے لعنت کی دوسرا جس پر اللہ نے غضب کیا تیسرا جن کو بندر اور خنزیر بنا دیا اور چوتھا طبقہ وہ ہے جنہوں نے شیطان کی عبادت کی''۔

اب دیکھئے اور اعلیٰ حضرت کی اس تحریف قرآن پر ان کو داد دیجئے اور یقین جانئے کہ تحریف قرآن کے سلسلے میں خان صاحب نے اپنے سے پہلوں کو بالکل مات دے دی ہے۔

(۲۳) وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ (المائدہ: آیت ۹۵)

ترجمہ: اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے۔ (کنزالایمان)

قارئین کرام! احناف کے ہاں جزاء قیمت کے لحاظ سے ہی مقرر ہو سکتی ہے لیکن خان صاحب بریلوی کو دیکھئے جن کو بریلوی امام شامیؒ سے بلند مرتبہ ابن ہمامؒ کا استاد کہتے ہیں کیسے حنفیت کا رد کر رہے ہیں ''ویسا ہی جانور مویشی دے'' تو اب بھی کسی کو شک ہے خان صاحب کے حنفیت سے علیحدہ ہونے پر؟۔ خان صاحب حنفی ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود بھی احناف کا رد کر رہے ہیں تو یہ حنفیت کو چھوڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس آیت کے ترجمہ کی تفصیل ''اصول فقہ'' کی ابتدائی کتاب ''اصول الشاشی'' میں دیکھئے جہاں خان

صاحب کا رد ہے۔

(۲۴) قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ۔ (انعام: آیت ۶۶)

ترجمہ: تم فرماؤ میں تم پر کچھ کڑوڑا نہیں۔ (کنز الایمان)

لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۔ (غاشیہ: آیت ۲۲)

ترجمہ: تم کچھ ان پر کڑوڑا نہیں۔ (کنز الایمان)

بریلی کے اعلیٰ حضرت نے ''**وکیل**'' اور ''**مصیطر**'' دونوں کا ترجمہ ''کڑوڑا'' جیسے بھاری بھرکم الفاظ سے کیا ہے گویا ان کے نزدیک یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں جگہ علیحدہ لفظ ارشاد فرمایا معلوم ہوا کہ ضرور ان دونوں کے معنی میں کچھ فرق ہے ورنہ ایک ہی لفظ استعمال کیا جاتا۔

(۲۵) وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ ۔۔الخ (البقرہ: آیت ۱۴۳)

ترجمہ: اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے۔ (کنز الایمان)

جبکہ علامہ سعیدی بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''اس عبارت میں دیکھنے سے متبادر جاننا ہے اس لئے یہ عبارت محل اشکال ہے کیونکہ اس قسم کی عبارت میں دیکھنے کا لفظ جاننے کے معنی میں بولا جاتا ہے''۔ (تبیان القرآن: ج ۱: ص ۵۷۵)

اگر جاننے کا معنی مراد ہو تو اس پر سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ لازم آتا ہے کہ تحویل قبلہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کو یہ علم نہیں تھا کہ رسول کی پیروی کرنے والے اور دین سے پھر جانے والے کون ہیں''۔

(تبیان القرآن: ج ۱: ص ۵۷۴)

تو قارئین کرام آپ نے دیکھ لیا کہ ترجمہ رضوی کو خود رضوی ہی مطعون و مجروح ٹھرا رہے ہیں۔ جب ترجمہ کے ساتھ خود اپنوں کا یہ رویہ ہو تو دوسرے اس کے ساتھ کیا کچھ کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ترجمہ کنز الایمان ہے ہی اتنا غلط کہ پرائے تو پرائے اپنے بھی اس پر جرح و اعتراض کرنے پر مجبور ہیں۔

(۲۶) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسۡتَحۡیٖۤ ۔(البقرۃ: آیت ۲۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اس بات سے حیا نہیں فرماتا۔(کنزالایمان)

قارئین کرام! علامہ کاظمی لکھتے ہیں کہ:

''یستحی حیاء سے ماخوذ ہے حیاء کے معنی ہیں انقباض نفس کے باعث کسی کام کو ترک کردینا اللہ تعالی انقباض نفس سے پاک ہے اس لئے یہاں یستحی کے معنی ہیں لایترک (ترک نہیں فرماتا)''۔

(التبیان مع البیان: ص ۸۷)

تو کاظمی صاحب کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہاں حیاء کا ترجمہ کرنا درست نہیں جبکہ خان صاحب بریلوی نے حیاء ہی ترجمہ کیا ہے جس کو کاظمی صاحب نے جرات ودلیری سے رد کردیا۔

کنزالایمان نبی پاک ﷺ کی طہارت نسبی پر حملہ کرنے والا ترجمہ ہے

(۲۷) وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرَاهِیۡمُ لِاَبِیۡهِ آزَرَ ۔(الحج: آیت)

ترجمہ: اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا۔(کنزالایمان)

یہاں اعلی حضرت نے ''آزر'' کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہا۔جبکہ سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''چونکہ اردو محاورے میں چچا پر باپ کا اطلاق نہیں ہوتا اس لئے ان آیات میں اب کا صحیح ترجمہ چچا ہے''۔(شرح مسلم: ج ۱: ص ۳۲۸)

معلوم ہوا کہ صحیح ترجمہ بریلویوں کے ہاں ''چچا'' ہے تو پھر خان صاحب کا ترجمہ غلط ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کی یہاں کچھ تحقیق عرض کردیجائے کہ بریلوی کیا ذوق رکھتے ہیں۔سعیدی صاحب کا اصول پیش نظر رہنا چاہئے۔کہ اردو محاورے میں چچا پر باپ کا اطلاق نہیں ہوتا یعنی اردو میں چچا کو اب نہیں کہتے تو پھر احمد رضا خان کا ترجمہ جو کہ مرادی و تفسیری ترجمہ ہے لفظی نہیں (بریلویوں کے ہاں) اور اس کو بقائمی ہوش وحواس سے لکھوایا ہے وہ آزر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد ہی سمجھتے ہونگے۔

علامہ کاظمی، پروفیسر مسعود کے والد مفتی مظہر اللہ دہلوی، سید ابوالحسنات قادری ،اور مفتی محمد حسین نعیمی اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کا مصدقہ ترجمہ جو کہ حافظ نذر احمد نے لکھا

ہے سب نے ترجمہ: ''اپنے باپ آزر سے'' کیا ہے۔تو جناب سعیدی صاحب کہتے ہیں کہ اردو میں چاچے کو باپ نہیں کہتے بلکہ باپ والد کو کہا جاتا ہے تو پھر معلوم ہوا کہ ان سب کے نزدیک آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں نہ کہ چچا۔

(۳) بریلوی مسعود ملت پروفیسر مسعود کے والد صاحب مفتی مظہر اللہ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ابراہیم علیہ السلام جب سات برس کے ہوئے تو آپ نے اپنی والدہ سے دریافت کیا میرا رب یعنی پالنے والا کون ہے؟ انہوں نے کہا میں، پھر فرمایا تمہارا رب کون ہے؟ انہوں نے کہا تمہارا باپ، پھر فرمایا ان کا رب کون ہے؟ اس وقت والدہ نے کہا خاموش رہو اور اپنے شوہر یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کو یہ واقعہ سنایا''۔

(تفسیر مظہر القرآن: ج۱:ص۳۹۱)

(۴) سید ابوالحسنات قادری صاحب لکھتے ہیں:

''ما کان لنبی والذین امنوا ۔۔الخ کا شان نزول حضرت علی المرتضی سے مروی ہے کہ جب آیت نازل ہوئی لاستغفرن لک تو میں نے سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کیلئے دعا مغفرت کر رہا ہے اور اس کے والدین مشرک تھے تو میں نے اسے منع کیا اور بتایا کہ مشرکوں کے حق میں دعا مغفرت ممنوع ہے اس نے جواب دیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر کیلئے دعا فرمائی حالانکہ آزر بت تراش اور مشرک تھا میں یہ سن کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ سنایا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں جواب دیا گیا کہ دعا ابراہیم بامید اسلام تھی جسکا وعدہ آپ سے آزر کر چکا تھا اور آپ آزر سے وعدہ فرما چکے تھے سا ستغفر لک ربی تو جب آپ پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزاری کا اظہار فرما دیا''۔

(تفسیر الحسنات: ج۳:ص۵۱)

(۵) مفتی محمد خلیل خان برکاتی مترجم لکھتا ہے:

''ابراہیم خلیل اللہ آزر بت پرست سے پیدا ہوئے''۔

(سبع سنابل: ص۹۴)

اس کتاب کی تصحیح مولوی عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری نے کی ہے۔ اور سبع سنابل فارسی نسخہ کی تصدیق و تعریف عبدالحکیم شرف قادری نے بھی کی ہے بلکہ اس کو بارگاہ رسالت میں مقبول و منظور لکھا ہے۔

(۶) بریلوی مکتبہ فکر کے کتب خانہ ''مکتبہ زاویہ'' سے چھپنے والی کتاب ''قصص الانبیاء'' میں ہے:

''یہ نص قرآنی و **اذا قال لابیہ** ۔۔الخ بالکل واضح کہتے ہیں کہ آزر ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے''۔

(قصص الانبیاء: ص۵۲)

(۷) شیخ یحیٰ منیریؒ کے مکتوبات کا ترجمہ بریلویوں نے شائع کیا ہے اور بریلوی حضرات کے کتب خانہ سیرت فاونڈیشن لاہور سے چھپا ہے اس میں ہے کہ:

''کبھی تو آزر کے بت خانہ سے خلیل پیدا کرتا ہے''۔ (مکتوبات: ص)

(۸) مولوی سید اسد اللہ فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور لکھتے ہیں کہ ابن جریر فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے''۔ (دوصدی: ص۲۸۱، مکتوب: ۱۶)

ان تمام حوالوں بشمول ترجمہ کنز الایمان سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت با براہیم علیہ السلام کے والد کا نام ''آزر'' تھا، اب اس بات پر فتوی کیا لگتا ہے تو وہ بھی پنڈی کے مولوی حنیف قریشی رضا خانی کی زبانی ملاحظہ فرمالیں:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کافر و مشرک شخص آزر کا بیٹا ثابت کر کے نبی پاک ﷺ کی طہارت نسبی پر حملہ کیا گیا ہے''۔

(آزر کون تھا؟: ص۷)

دوسری جگہ یہ رضا خانی لکھتا ہے کہ:

''آزر کو نسب رسول اللہ ﷺ میں داخل کرنے سے آپ ﷺ کے نسب پاک کی طہارت برقرار نہیں رہتی''۔

(آزر کون تھا؟ ص:۱۳)

اور ذرا مولوی اشرف سیالوی کی بھی سن لیں وہ لکھتا ہے کہ:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی باپ اور والد کو کافر اور مشرک قرار دینا بہت بڑی جسارت اور بے باکی ہے اور نازیبا اور نالائق حرکت ہے''۔

(گلشن توحید ورسالت: ج ۱:ص ۱۵۴)

کہئے قریشی اور سیالوی صاحب آپ حضرات میں اتنی جرات ہے کہ اب اپنے ہی ان فتووں کا ایک طوق بنا کر اپنے ان کا ابرین کے گلوں میں ڈالیں اور نبی ﷺ کی طہارت نسبی کا دفاع کرتے ہوئے یہ اعلان کریں کہ کنز الایمان اس لائق ہے کہ اسے بھرے چوک میں نذر آتش کر دیا جائے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ آپ ایسا کبھی نہیں کریں گے کیونکہ آپ کا عشق رسالت کا یہ دعوی محض منافقت پر مبنی ہے تاکہ اس خوشنما نعرے کی آڑ میں علمائے دیوبند کو جی بھر کر گالیاں دی جاسکیں۔

ترجمہ کنز الایمان اور شیخ جیلانیؒ کی مخالفت

(۲۹) مولوی احمد رضا خان ترجمہ کرتا ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَات ۔(محمد: آیت ۱۹)

ترجمہ :اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگ۔ (کنز الایمان)

جبکہ پیران پیر روشن ضمیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ لکھتے ہیں کہ:

واستغفر لذنبک ..الخ.. لذنب وجودک''۔

(سر الاسرار: ص ۴۷: فصل الخامس العارفین)

''یعنی آپ اپنے وجود کے ذنب کی بخشش مانگئے''۔

قارئین کرام! یہاں مولوی احمد رضا خان نے حضرت پیران پیر کی مخالفت کی ہے اور خود احمد رضا خان لکھتا ہے کہ جو حضرت شیخ کی مخالفت کرے اس کی دنیا وآخرت برباد ہے ایک جگہ شیخ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کی نظر لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہے اور وہ تم سب پر حجت الٰہی ہیں''۔ (الامن والعلی: ص) اور دوسری جگہ یہ لکھتے ہیں کہ:

''میرے ارشاد کے خلاف بتانا تمہارے دین کیلئے زہر قاتل اور تمہاری دنیا وعقبی دونوں کی بربادی ہے''۔

(فتاوی رضویہ قدیم: ج ۳: ص ۵۲۳)

قارئین کرام! اعلی حضرت کے اپنے اصولوں کی روشنی میں یہ ترجمہ غلط ٹھہرا کیونکہ اس میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مخالفت ہے۔اب بریلویوں کو اختیار ہے کہ یا ترجمہ کنز الایمان کو غلط مانیں یا پھر خان صاحب کو جہنمی تسلیم کریں کیونکہ خان صاحب نے شیخ کی مخالفت کی ہے اور خود لکھا ہے کہ شیخ کی مخالفت کرنے والے کی دنیا بھی خراب اور آخرت بھی برباد۔ حقیقت یہ ہے کہ بریلوی حضرات صرف عوام سے گیارہویں کے نذرانے بٹورنے کیلئے شیخ کا نام لیتے ہیں ورنہ جتنی عدوات ان لوگوں کو شیخ سے ہے کسی کو نہ ہوگی فقیر نے ایک رسالہ لکھا ہے:

''پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے مخالفت و ناراضگی کیوں؟''

اس رسالے میں بیسیوں مسائل وعقائد ذکر کیئے گئے ہیں جس میں بریلوی شیخ کی مخالفت اوران کا انکار کرتے ہیں تو پھر آخرت میں بقول ان کے امام کے سب کے سب جہنم میں جائیں گے۔فقیر اس موقع پر مولانا اخلاق حسین قاسمی صاحبؒ کے الفاظ نقل کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

> ''اس آیت (سورہ محمد کی آیت ۱۹) اپنے خاصوں کہا گیا ہے جو مشہور اکابر کے تراجم اور تشریحات سے مختلف ہے تو پھر اس ترجمہ میں خاص عام کی تفریق بھی عجیب سی لگتی ہے اور اس سے وہ جاگیردارانہ ذہن سامنے آتا ہے جو مسلمانوں کے مزدور اور محنت کش طبقوں کے مقابلے میں اونچی ذات والی برادریوں کی طرف برتا جاتا ہے کیونکہ مولانا پٹھان تھے ایک پٹھان عالم دین ہوکر بھی امت محمدیہ کے اندر خاص اور عام کی تفریق کررہا ہے جبکہ سرور دو عالم ﷺ کو ہدایت تھی کہ آپ اپنی تمام امت کو ایک نظر سے دیکھا کیجئے۔ دیکھو سورہ انعام آیت ۵۲ الکھف ۱۲۸ انتہی کلامہ''۔

(محاسن موضح القرآن: ص ۳۸۹)

نبی ﷺ کیلئے حاضر ناظر کا لفظ اور خان صاحب کا فتوی

(۳۰) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا۔ (احزاب: آیت ۴۵)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور

خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا''۔ (کنزالایمان)

برادران اسلام! یہاں خان صاحب نے ''شاھد'' کا ترجمہ ''حاضر ناظر'' کیا ہے جو بقول مولوی احمد رضا خان صاحب کے بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے چناچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''سوال: خدا کو حاضر ناظر کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ عزوجل جگہ سے پاک ہے۔ یہ لفظ بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے اس سے احتراز لازم ہے''۔

(فتاوی رضویہ: ج۶: ص۱۳۲۔ قدیم)

قارئین کرام! جب بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے تو گویا گالی ہے تو اس کو نبی پاک ﷺ کی طرف منسوب کرنا کیسے روا ہوسکتا ہے؟ ہم نے ماقبل میں بریلوی علماء کی تصریحات پیش کر دیں کہ ایسا لفظ جس میں گستاخی کا شائبہ بھی ہو ایسا ذومعنی لفظ انبیاء کیلئے استعمال کرنا کفر قطعی ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ مولوی احمد رضا خان کیا ہوئے؟

نیز یہاں ایک اور بات بھی معلوم ہوئی کہ بریلوی مذہب میں گندے معنی کا احتمال رکھنے والا لفظ اللہ تعالی کیلئے تو بولنا جائز نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کیلئے اسی گندے معنی کا احتمال رکھنے والے لفظ کو ثابت کرنے کیلئے کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ العیاذ باللہ۔

ترجمہ کنزالایمان سے پیدا ہونے والا ایک وہم

(۳۱) اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحاً وَّ اٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔ (العمران: آیت:۳۳)

ترجمہ: بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہاں سے۔ (کنزالایمان)

دوسری جگہ ترجمہ کرتے ہیں:

قَالَ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰھاً وَّ ھُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔ (الاعراف: آیت۱۴۰)

ترجمہ: کہا کیا اللہ کے سوا تمہارا اور کوئی خدا تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں زمانے بھر پر فضیلت دی''۔ (کنزالایمان)

اعلی حضرت کے اس ترجمہ سے بریلوی حضرات کے نزدیک ایک وہم پیدا ہوتا ہے

جسے اشرف سیالوی کے شاگرد خاص مولوی عبدالرزاق بھترالوی ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

''اس طرح کے ترجمہ کو دیکھ کر قوی وہم ہوتا ہے کہ ان کو نبی پاک ﷺ کی امت پر بھی فضیلت حاصل ہے (حالانکہ یہ درست نہیں)''۔

(تسکین الجنان: ص ۴۷)

بھترالوی صاحب اٹھے تو تھے خان صاحب کے ترجمہ کو تمام تراجم پر فوقیت دینے کیلئے لیکن موصوف کو پتہ نہ چل سکا کہ:

یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں میرا گھر ہی نہ ہو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۲) اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰىٓ اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا لَّهٗ

ترجمہ: تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو کہ ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

خان صاحب نے اس ترجمہ میں ''انبیاء'' کا لفظ داخل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ شہید ہونے والے انبیاء تھے اور ملفوظات میں تو صراحتا یہ فرمادیا کہ رسول کوئی شہید نہیں ہوا (ملفوظات:) حالانکہ کاظمی التبیان مع البیان میں رسول کے شہید ہونے کا تذکرہ کرتا ہے۔ القصہ خان صاحب نے یہاں انبیاء کا لفظ بڑھا کر ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کوئی رسول شہید نہیں ہوا بلکہ انبیاء شہید ہوئے جبکہ بھترالوی صاحب نے اس موقع پر وہ کاری ضرب خان صاحب پر لگائی کہ یقیناً خان جی کی روح بھی قبر میں تڑپ گئی ہوگی بھترالوی لکھتا ہے کہ:

''من الرسل الدال علیه قوله رسول ''۔ (تسکین الجنان: ص ۵۵)

یعنی شہید ہونے والے اور جن کو رسول کہا گیا وہ رسول ہیں نہ کہ انبیاء کیونکہ اسی آیت میں لفظ رسول اس بات پر دلالت کر رہا ہے۔

انبیاء کی طرف ''قتل'' کی نسبت اور کنزالایمان

(۳۳) بھترالوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ہر قتل شہادت کو مستلزم نہیں اگرچہ انبیاء کرام کی طرف منسوب ہونیکی وجہ سے تخصیص تو ہے لیکن بات تو یہ ہے کہ ترجمہ کے الفاظ ہی سے کسی کے مقام کا پتہ چل جائے اور تفسیر کی طرف اشارہ ہوجائے یہی ترجمہ کی کمالیت پر دال ہے''۔

(تسکین الجنان: ص۵۵)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

''توجہ طلب بات یہ ہے کہ کون سا معنی نبی کریم ﷺ کے شان کے لائق ہے ادب واحترام پر دال ہے جس میں شہید ہونے کا ذکر ہے یا مارا جانا، قتل ہوجانے کا ذکر ہے تو یقیناً یہ ترجمہ بہتر ہے اہل دانش پر مخفی نہیں''۔

(تسکین الجنان: ص۱۱۴)

ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء کرام کیلئے ادب واحترام کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کیلئے استعمال ہونے والے قتل وغیرہ کے الفاظ کے معنی ''شہید'' کئے جائیں یہی ترجمے کے کمال کی دلیل ہے اور یہی ترجمہ بہتر ہوگا اور انبیاء کرام کے شان کے لائق بھی یہی ترجمہ ہوگا۔ یہ بھترالوی تحقیق ہے مگر بھترالوی صاحب بھول گئے کہ اس تحقیق کی زد میں خان صاحب کس بری طرح آتے ہیں صرف چند حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) اعلیٰ حضرت نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ''قتل'' کا معنی ''قتل'' کیا ہے۔

(النساء: آیت ۱۵۷)

(۲) سیدنا یوسف علیہ السلام کیلئے ''قتل'' کے لفظ کا ترجمہ ''مار ڈالو'' کیا ہے۔

(یوسف: آیت ۹)

(۳) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کیلئے ''قتل'' کا ترجمہ ''مار ڈالتے'' کیا ہے۔

(المومن: آیت ۲۸)

(۴) ایک اور جگہ ''قتل کروں'' کیا ہے۔ (المومن: آیت ۲۶)

(۵) ایک اور مقام پر ''قتل کیا'' کا ترجمہ کیا۔ (قصص: آیت ۲۰)

(۶) سیدنا ہارون علیہ السلام کیلئے لفظ قتل کا ترجمہ ''مجھے مار ڈالیں'' کیا ہے۔

(الاعراف: آیت ۱۵۰)

(۷) سیدنا و قائدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے یہ لفظ استعمال کئے ہیں:

''تم فرماؤ بھلا دیکھو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے''۔ (کنزالایمان: سورہ ملک: آیت ۲۸)

اب میں بھترالوی صاحب سے کہوں گا کہ آپ تو اس ترجمہ کے محاسن نکال رہے تھے مگر خدا کی مار دیکھئے کہ خود آپ کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ ترجمہ کنزالایمان میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ادب واحترام کا خیال نہیں کیا گیا اس ترجمہ میں یہ کمال نہیں نہ یہ ترجمہ بہتر ہے اور اس ترجمہ میں انبیاء علیہم السلام کی شان کا خیال بھی نہیں رکھا گیا۔

کنزالایمان میں اللہ کی محتاجی کا بیان ہے (معاذ اللہ)

(۳۴) وَ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه'. (الحشر: آیت ۸)

ترجمہ: اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

خان صاحب نے یہاں جو ترجمہ کیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ و رسول پاک ﷺ کی مدد کرتے ہیں اس سے جو شبہ پیدا ہوتا ہے اسے بھترالوی صاحب کی زبانی سنئے:

''یہ بظاہر بہت بڑی غلطی کہ عام آدمی کیلئے سبب بن جاتا ہے کیونکہ عالم لوگ صرف ترجمہ دیکھ کر خود بخود مطالب حاصل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں جو یقیناً اس سے یہ مطلب حاصل کریں گے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ بھی مدد کا محتاج ہے''۔ (تسکین الجنان: ص ۱۰۲)

بھترالوی صاحب اصل میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کنزالایمان اصل میں خبط الایمان ہے جو انسان کو ایمان سے خالی اور محروم کر دیتا ہے شاباش بھترالوی صاحب شاباش جب تک آپ جیسے محققین زندہ ہیں بریلوی جماعت کو کسی دشمن کی ضرورت نہیں۔ یاد رہے کہ بھترالوی صاحب کی یہ کتاب کوئی عام کتاب نہیں بلکہ۔۔۔۔

تشریف لائے، آوے اور آئے میں فرق

(۳۵) بھترالوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''وجہ فرق آوے، آئے، تشریف لائے، میں ثابت ہے ہر ذی شعور کے

فہم وادراک سے بعید نہیں کہ تشریف لائے جس طرح ادب واحترام پر
دال ہے اسی طرح ''آوے'' میں کیسے ادب واحترام؟''۔

(تسکین الجنان: ص ۱۰۷)

بھترالوی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے ''آئے'' یا ''آوے'' وغیرہ کے الفاظ میں ادب واحترام نہیں جیسے تشریف لائے میں ادب واحترام ہے۔ ہم کہتے ہیں بھترالوی صاحب بہت اچھا اس فتوے کو سنبھال کر رکھیں کیونکہ یہ فتوی کچھ ہی دیر میں آپ کے امام ومقتدا احمد رضا خان صاحب کے ترجمہ پر لگنے والا ہے ملاحظہ ہو:

(۱) اور بے شک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے۔

(کنزالایمان: سورہ مائدہ: آیت ۳۲)

(۲) تم فرمادو مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں اور یہ حکم لے کر آئے۔

(کنزالایمان: سورہ العمران آیت ۱۸۳)

(۳) اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر اس سے ہنسی کرتے ہیں۔

(کنزالایمان سورہ الحجر آیت ۱۱)

(۴) جب کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا انھوں نے اسے جھٹلایا۔

(کنزالایمان: سورہ مومنون: آیت ۴۴)

(۵) جب ان کے پاس کوئی رسول آتا تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں۔

(کنزالایمان سورہ یسین: آیت ۳۰)

(۶) جب رسول ان کے آگے پیچھے پھرتے ہیں۔ (کنزالایمان: حم سجدہ: آیت ۱۴)

(۷) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔

(کنزالایمان: سورہ مائدہ آیت ۱۵)

مولوی نعیم الدین مرادآبادی صاحب اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:
''سید عالم ﷺ کو نور فرمایا کیونکہ آپؐ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی''۔

اس سے چند فوائد حاصل ہوئے:

(۱) آپ ﷺ کیلئے نعیم الدین صاحب نے ''ؐ'' کی علامت لگائی جو خود بریلوی

تصریحات کے مطابق کفراور حرام ہے۔

(۲) نبی پاک ﷺ کیلئے آیا کا لفظ استعمال کیا بھترالوی صاحب وہ عزت، اکرام و احترام جس کا عوام میں کمائی کیلئے اظہار کیا جاتا ہے وہ سب آپ کے اکابر یہاں بھول گئے؟۔ القصہ لفظ آئے کے بجائے آیا استعمال کیا تو خان صاحب نے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیمات کیلئے "آیا" کا لفظ استعمال کیا ہم بھترالوی صاحب سے گزارش کریں گے کہ آپ میں اتنی اخلاقی جرات ہے کہ اپنا ہی فتوی احمد رضا خان صاحب کی قبر پر داغیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو یہ منافقت کہ ہم عاشقان رسول ﷺ ہیں چھوڑ دو اور اعلان کرو کہ ہم صرف نام کے عاشق ہیں۔

کنزالایمان سے قرآن کا حقیقی مفہوم سمجھ نہیں آتا

(۳۶) مولوی بھترالوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"یہاں (والموتی یبعثھم اللہ) میں الموتی سے مراد کفار ہیں نہ کہ مطلقا مردے کیونکہ مردہ کا اطلاق فوت شدہ پر ہوتا ہے اور وہ عام ہے مومن کافر سب کو شامل ہے اسی وجہ سے اگر ترجمہ کیا جائے مردوں کو اللہ زندہ کرے گا تو قرآن پاک کا حقیقی مفہوم سمجھ میں نہیں آتا یہی سمجھا جائے گا کہ یہاں صرف قیامت اور تمام فوت شدہ زندہ کرنے کا ذکر ہے حالانکہ یہ مقصد ہی نہیں بلکہ مقصود کفار کو اٹھانا مراد ہے جب یہ ترجمہ کیا جائے گا کہ ان مردہ دلوں کو اللہ اٹھائے گا اب مقصد واضح ہوگا کہ مردہ دل تو کفار ہی ہیں وہی مراد ہونگے۔ جبکہ قرآن پاک نے اس مقام پر کفار کے اٹھانے کا ہی ذکر کیا ہے تو وہی ترجمہ مقبول ہوگا جو مقصد کے مطابق ہو"۔

(تسکین الجنان: ص ۱۳۸)

بھترالوی صاحب نے ایک جگہ کے ترجمہ کو اٹھاتے ہوئے کنزالایمان کے کئی جگہوں کے ترجمہ کو غیر مقبول بنا دیا کیونکہ "الموتی" کا لفظ تو کئی جگہ استعمال ہوا ہے اور کئی جگہ مراد مردہ دل یعنی کفار ہیں لیکن خان صاحب نے وہاں ترجمہ "مردے" کیا ہے۔ جوکہ بھترالوی صاحب کی تحقیق کی روشنی میں چونکہ مقصود سے دور ہے اس لئے غیر مقبول ہے اور اس میں

قرآن مقدس کا حقیقی مفہوم سمجھ نہیں آتا۔ اب ملاحظہ فرمائیں کہ خان صاحب نے کہاں کہاں ''الموتی'' سے مراد تو کفار تھے مگر ترجمہ کیا ''مردے'':

(۱) بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے۔ (کنزالایمان: النمل: آیت ۸۰)

مولوی نعیم الدین مرادآبادی اس آیت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:

''مردوں سے مراد یہاں کفار ہیں''۔

(۲) اس لئے کہ تم مردوں کو نہیں سناتے۔ (کنزالایمان: الروم: آیت ۵۲)

(۳) اور برابر نہیں زندے اور مردے۔ (کنزالایمان: الفاطر: آیت ۲۲)

مرادآبادی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''یعنی مومن اور کفار یا علماء اور جاہل''۔

(۴) اور تم نہیں سناتے ہو انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں۔ (کنزالایمان: الفاطر: آیت ۷)

مرادآبادی صاحب لکھتے ہیں:

''یعنی کفار کو اس آیت میں کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے''۔

ترجمہ کنزالایمان میں ایک نحوی خرابی

(۳۷) قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَا اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ۔ (السبا: آیت ۵۰)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا۔ (کنزالایمان)

اس میں خان صاحب نے ''ماضی'' والا ترجمہ کیا ہے یعنی ''بہکا'' یہ ماضی کا صیغہ ہے حالانکہ یہ جملہ شرط و جزاء بن رہا ہے اب یہاں خرابی کیا ہے وہ بھترالوی صاحب سے سنئے:

''یہاں معنی شرط و جزاء ہے زمانہ استقبال کے لحاظ سے ہی ترجمہ صحیح ہے ایسا ترجمہ جو ماضی سے متعلق ہو اس سے وہم ہوتا ہے کہ شائد ایسا واقعہ ہوا'' (تسکین الجنان: ص ۱۶۰)

قارئین کرام! خان صاحب کا ترجمہ بقول بھترالوی اس بات کا وہم ڈال رہا ہے کہ یہ بات واقعہ بھی ہوئی ہے یعنی یہ ''بہکنا'' معاذاللہ واقعہ بھی ہوا ہے حالانکہ یہ بات سوچنا بھی حرام ہے تو ترجمہ کنز الایمان کو کنز الایمان کے بجائے بریلوی تحقیقات کی روشنی میں ''کنز الشیطان'' کہنا چاہئے۔

ترجمہ کنزالایمان نبی کریم ﷺ کی شان کے لائق نہیں

(۳۸) وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآئَھُمْ۔۔الخ (الشوریٰ: آیت ۱۵)

ترجمہ: اوران کی خواہش پر نہ چلو۔ (کنزالایمان)

خان صاحب بریلوی نے اس ترجمہ میں نبی پاک ﷺ کیلئے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں یعنی آپ کافروں کی خواہش پر نہ چلو۔ بھتر الوی صاحب باقی مترجمین پر گرفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''(ولئن اتبعت اھوائھم ۔۔البقرہ میں باقی مترجمین نے) نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی ہے نبی کریم کا کافروں کی تابعداری کرنا کیسے متصور ہے؟ جبکہ انبیاء کرام معصوم ہیں حقیقت یہی ہے کہ اس سے مراد نبی کریم ﷺ نہیں بلکہ آپ کی امت ہے۔ یا تو خطاب ہر اس شخص کو ہے جو خطاب کا اہل ہے یا خطاب تو سید الانبیاء کو ہے لیکن مراد آپکی امت ہی ہے بہرحال دونوں صورتوں میں ترجمہ اے سننے والے الفاظ کا لانا ضروری ہوا تا کہ یہ اشتباہ ہی نہ رہے کہ یہ خطاب نبی کریم ﷺ کو ہے اور آپ کی شان کے لائق نہیں جبکہ آپ کسی قسم کے گناہ کے مرتکب نہیں ہوسکتے تو کیسے ممکن ہے آپ کو کفار کی خواہشات کی تابعداری کرنا''۔

(تسکین الجنان: ص ۱۵۸)

بھتر الوی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی بات کہ نبی کافروں کی اتباع سے روکا جائے اس بات کا شک پڑتا ہے کہ شائد یہ ممکن ہے تبھی تو نبی ﷺ کو روکا جارہا ہے اس لئے اے سننے والے وغیرہا الفاظ کا اضافہ ضروری ہے تا کہ یہ اشتباہ نہ رہے۔ مگر بھتر الوی صاحب ایک جگہ کے ترجمہ کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے بھول گئے کہ خان صاحب نے کئی جگہ ان الفاظ کی رعایت نہیں رکھی اور وہ مقامات بقول بھتر الوی تحقیق کے شان مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ہے، سورہ شوریٰ آیت نمبر ۱۵ میں کوئی اے سننے والے کا اضافہ نہیں تو جب یہ الفاظ لانے ضروری تھے اور خان صاحب نہیں لائے تو خان صاحب نے بقول آپ کے ٹھوکر کھائی۔ شاباش بھتر الوی صاحب خوب ضرب لگائی خان صاحب پر۔

ترجمہ کنزالایمان میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف شرک

کی نسبت اور بریلوی تحقیق

(۳۹) وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام: آیت ۸۸)

ترجمہ: اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا آکارت جاتا۔ (کنز الایمان)

یہاں فاضل بریلوی نے انبیاء کرام کی طرف شرک کی نسبت کی ہے جبکہ بھتر الوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''مولوی مفتح محمد کے ترجمہ میں شرک کی نسبت جمیع انبیاء کی گئی ہے حالانکہ یہ بھی درست نہیں''۔ (تسکین الجنان: ص۳۱۱)

قارئین ذی وقار! کیا اعلیٰ حضرت بریلوی نے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف شرک کی نسبت نہیں کی؟ اگر مولوی فتح محمد کا ترجمہ غلط ہے تو فاضل بریلوی کے ترجمہ کے محاسن کیوں لکھے جائیں؟ یہ فرق کیوں ہے؟ اس لئے کہ فاضل بریلوی اپنے گھر کے آدمی ہیں؟ اسی لئے ان کے ترجمہ کے محاسن لکھے گئے اور باقی تراجم کے مفاسد حالانکہ دونوں ایک جیسے ہیں۔

مولوی بھتر الوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''عام ذہن رکھنے والے لوگ جو علمی مقام نہیں رکھتے تفاسیر کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے وہ اسی قسم کے تراجم کو دیکھ کر ایسی آیات کا سہارا لیکر خود بھی بھٹک جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی بھٹکاتے رہتے ہیں اور یہی اردو تراجم کو دیکھ کر جہل مرکب کے مصداق علمیت کے دعویدار علماء کرام کیلئے بھی دردسر بنے رہتے ہیں''۔

(تسکین الجنان: ص۳۱۳)

میں کہتا ہوں شاباش بھتر الوی صاحب آپ نے احمد رضا خان کی وہ خبر لی ہے کہ ان کی روح بھی قبر میں تڑپ گئی ہوگی میں یہاں اس موقع پر بریلویوں سے گزارش کروں گا کہ اب جبکہ ثابت ہو چکا ہے کہ کنز الایمان عوام کو گمراہ کرنے والا ترجمہ ہے یہ وہ ترجمہ ہے جو علماء کیلئے دردسر بنا ہوا ہے تو آخر اس گمراہ کن ترجمہ کو بھرے چوک میں نذر آتش کر کے کیوں عوام کو اس گمراہی کے پلندے سے نجات نہیں دیجاتی؟۔

(۴۰) وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ (الکھف: آیت ۲۸)

ترجمہ: اوراس کا کہانہ مانوجس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیااوروہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا (کنزالایمان)

یہاں خان صاحب نے نبی پاک ﷺ کیلئے یہ ترجمہ کیا ہے اب اس پرفتوی کیا لگے گا وہ بریلوی محقق مولوی بھترالوی صاحب کی زبانی سنئے:

''انبیاء علیہم السلام کا کافروں کی تابعداری کرنا اور دین سے بھٹک جانا ممکن ہی نہیں اس لئے ایسی آیات میں خطاب انبیاء علیہم السلام کونہیں ہونا چاہئے بلکہ عام انسانوں کوہی خطاب ہو''۔

(تسکین الجنان: ص۱۵٦)

معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی کا یہ ترجمہ بھترالوی تحقیق کے بموجب غلط ٹھرا۔ واہ بھترالوی صاحب واہ علماء اہلسنت وجماعت توکب سے کہہ رہے ہیں کہ یہ ترجمہ غلط ہے بہرحال آپ نے دانستہ یاغیر دانستہ طور پراس کوتسلیم کرہی لیا ہے۔ اوراعلی حضرت کے ترجمہ کوغلط قرار دینے میں ہماری معاونت کی اللہ پاک سے دعا ہے کہ آپ کوحق کی طرف آنے کی توفیق دے۔ آمین۔

کنزالایمان نبی کریم ﷺ کی گستاخی پرمشتمل ہے

(۴۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔۔الخ (الرحمٰن: آیت ۳)

ترجمہ: انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا (کنزالایمان)

بھترالوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اعلی حضرت کے ترجمہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں انسان سے مراد بھی نبی کریم ہیں''۔ (تسکین الجنان: ص)

قارئین اہلسنت! خان صاحب بریلوی نے یہاں آپ علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے لیکن نہ ہی ادب واحترام نہ ہی القاب وآداب اورنہ ہی ﷺ جبکہ فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''حضورتاج داررسول اللہ کا اسم گرامی سادہ الفاظ میں لینا مکروہ ہے خواہ

حرف خدا کے ساتھ ہو"۔ (شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ: ص۱۴۲)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

"سادہ لفظوں میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا اسم گرامی لینا بے ادبی و گستاخی ہے بلکہ اس سے پہلے سیدنا ومولانا کا اضافہ ضروری ہے"۔

(ایضا: ص۱۵۸) تیسری جہ لکھتے ہیں کہ:

"سادہ الفاظ میں آپ کا اسم گرامی لینا بے ادبوں اور گستاخوں کا کام ہے"۔

(ایضا: ص۱۶۱)

اویسی صاحب کے ان فتاوی جات کی زد میں ان کے اعلی حضرت بری طرح مبتلا اور پھنسے ہوئے ہیں بریلوی تحقیق میں یہ ترجمہ نہ صرف غلط ٹھرا بلکہ ان کے اعلی حضرت بے ادب و گستاخ ٹھرے اور نعیم الدین مراد آبادی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں"۔ (خزائن العرفان: ص۶۶)

دیکھئے قرآن کا غلط ترجمہ کرنے کا وبال کیسے احمد رضا خان پر خود ان کے گھر کے افراد کی طرف سے پڑا اللہ پاک ہر مسلمان کو ان گستاخوں اور بے دینوں سے محفوظ رکھے ۔آمین۔ دوسری بات یہ ہے کہ خان صاحب نے اس آیت میں نبی پاک ﷺ کو انسان یعنی بشر کہا اب بریلوی فتاوی ملاحظہ فرمائیں:

(۱) "قرآن پاک میں جابجا انبیاء کو بشر کہنے والے کو کافر فرمایا گیا"۔

(خزائن العرفان: ص۲: سورہ بقرہ آیت ۹ حاشیہ ۱۳)

(۲) مفتی احمد یار گجراتی لکھتا ہے کہ:

"اب جو نبی کو بشر کہے وہ نہ خدا ہے نہ پیغمبر تیسرے گروہ میں داخل ہے یعنی کافر"۔

(نورالعرفان: ص۶۳۶)

(۳) یہی بات مولوی عبدالرشید رضوی سمندری والے نے اپنی کتاب "رشدالایمان" صفحہ ۴۵ پر لکھی ہے۔

تو خان صاحب ان فتاوی جات کی روشنی میں کافر ٹھرتے ہیں اور انکا ترجمہ بھی غلط ٹھرا ہمیں کسی کو کافر بنانے کا شوق نہیں مگر کوئی خود ہی اپنے فتووں اور اپنے گھر کے فتووں

سے کافر بن رہا ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔خان صاحب نے اپنے ترجمہ میں دیگر بھی کئی مقامات پر نبی ﷺ کی بشریت کو تسلیم کیا ہے:

(۱) قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَر" مِّثْلُکُمْ۔(حم سجدہ: آیت ۶)

ترجمہ: تم فرماؤ آدمی ہونے میں میں تمہی جیسا ہوں (کنز الایمان)

(۲) قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَراً رَسُوْلاً۔(بنی اسرائیل: آیت ۹۳)

ترجمہ: تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کی میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا (کنز الایمان)

(۳) وَقَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَحْنُ اِلَّا بَشَر" مِّثْلُكُمْ۔(ابراہیم: آیت ۱۱)

ترجمہ: ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان۔(کنز الایمان)

انسان، بشر، آدمی ایک ہی شے ہے کوئی فرق نہیں مترادف الفاظ ہیں۔تو خان صاحب بریلوی یہاں انبیاء علیہم السلام اور نبی پاک علیہ السلام کو بشر اور آدمی کہہ رہے ہیں تو اوپر والے فتاوی کی روشنی میں یہ ترجمے غلط بھی ہوئے اور خان صاحب بھی کفر کے گھاٹ اتر گئے۔

کنز الایمان میں غیر نبی کو نبی سمجھنے کا ابہام

(۴۲) بھترالوی صاحب اعلی حضرت کے ترجمہ کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''غیر نبی کیلئے جب قرآن میں وحی کا لفظ استعمال ہو تو اس کا معنی حکم یا وحی وغیرہ نہیں کرنا چاہئے ورنہ یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہ نبی ہے جبکہ وہ نبی نہیں ہوتا۔(تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: (تسکین الجنان: ص ۲۴۵)

بھترالوی صاحب اب ذرا توجہ فرمائیں کہ آپ کی تحقیق کی زد میں خود آپ کے اعلی حضرت کس طرح آرہے ہیں:

(۱) اِذْ يُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلآئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ۔(الانفال: آیت ۱۲)

ترجمہ: جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

بدر کے موقع پر جو فرشتوں کا نزول ہوا ان کو کہا جا رہا ہے تو بھترالوی صاحب جواب دیں کہ کیا وہ فرشتے سب کے سب انبیاء تھے؟

(۲) بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔(زلزال: آیت ۵)

ترجمہ: اس لئے کہ تمہارے رب نے اسے حکم بھیجا۔ (کنز الایمان)

یہاں حکم زمین کو دیا جا رہا ہے کیا یہ زمین بھی نبی ہے؟ بھتر الوی صاحب تو آپ کی تحقیق کے مطابق کنز الایمان کے ان دو مقامات کا ترجمہ غلط ہے کیونکہ اس سے ایک بڑا قوی اشکال پیدا ہوتا ہے۔

ترجمہ کنز الایمان درست نہیں

(۴۳) بعض آیات ایسی ہیں کہ مترجمین ان کے شروع میں ''بالفرض والمحال، اے سننے والے، اے مخاطب وغیرھا الفاظ استعمال کرتے ہیں مولوی بھتر الوی کہتے ہیں کہ:

''اس قسم کی زیادتی کے بغیر ترجمہ کرنا درست ہی نہیں''۔

(تسکین الجنان: ص ۱۵۴، ۱۳۴، ۱۲۵، ۱۱۷)

لیکن شائد مولوی صاحب کو معلوم نہیں کہ خان صاحب بریلوی نے کئی جگہ یہ کام نہیں کیا فلھذا بھتر الوی تحقیق کے مطابق یہ ترجمہ غلط ٹھرا چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (یونس: آیت ۱۰۵، انعام: آیت ۱۴، عنکبوت: آیت ۸۷)

ترجمہ: اور ہرگز شرک کرنے والوں میں نہ ہونا۔ (کنز الایمان)

ان تینوں جگہ تقریباً ایک ہی معنی کیا ہے۔

(۴) فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ۔ (یونس: آیت ۱۰۶)

ترجمہ: پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو ظالموں سے ہوگا۔ (کنز الایمان)

(۵) فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ۔ (عنکبوت: آیت ۸۶)

ترجمہ: تو تم ہرگز کافروں کی پشتی نہ کرنا۔ (کنز الایمان)

(۶) وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ۔ (شوریٰ: آیت ۱۵)

ترجمہ: اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو۔ (کنز الایمان)

(۷) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ۔ (شعرآ: آیت ۲۱۳)

ترجمہ: تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج۔ (کنز الایمان)

(۸) إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ۔ (بنی اسرائیل: آیت ۷۵)

ترجمہ: اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دونی عمر اور دو چند موت کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے۔(کنز الایمان)

(۹) وَلاَ تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ۔(انفال: آیت ۲۰۵)

ترجمہ: اور غافلوں میں نہ ہونا۔(کنز الایمان)

(۱۰) وَلاَ تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا۔(کھف: آیت ۲۸)

ترجمہ: اور اس کا کہانہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا۔(کنز الایمان)

بھترالوی صاحب کی تحقیق میں چونکہ ان آیات کی نسبت آنحضرت ﷺ کی طرف ہے اس لئے ان کے شروع میں ''اے مخاطب، اے سننے والے'' وغیرھما الفاظ لانے ضروری تھے لیکن خان صاحب نہ لائے تو ان ۱۰ اعداد آیات کا ترجمہ خان صاحب کا غلط ہے۔اور یہ بھی یاد رہے اکیلے بھترالوی صاحب ہی کی یہ تحقیق نہیں بلکہ اس پر تین بریلوی اکابر کے دستخط اور تقریظیں موجود ہیں یعنی:

(۱) مولوی اشرف سیالوی (آنجہانی ہوگئے)

(۲) مولوی عبدالحکیم شرف قادری (جو آپ وفات پاچکے ہیں)

(۳) مولوی گل احمد عتیقی

مولوی گل محمد عتیقی شیخ الحدیث دارالعلوم نعمانیہ لاہور اس کتاب کے متعلق کہتے ہیں:

> ''فاضل اجل حضرت علامہ مولانا عبدالرزاق چشتی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی نے آیات کثیرہ کے تراجم کے ساتھ تفسیری مضامین کو بھی بیان فرمادیا ہے جس سے تراجم کو چار چاند لگ گئے ہیں''۔

(تسکین الجنان فی محاسن کنز الایمان: ص ۱۲۔ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

مولوی عبدالحکیم شرف قادری لکھتا ہے کہ:

> ''مولانا عبدالرزاق بھترالوی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کے مدرس ہیں اور علمی ذوق سے سرشار ہیں ان کی یہ پہلی تحریری کوشش ہے جو لائق تبرک و تحسین ہے''۔

(تسکین الجنان: ص ۱۵)

اور مولوی اشرف سیالوی لکھتا ہے کہ:

''مکتوب گرامی ملا یا آوری کا شکریہ جناب نے بہت مستحسن قدم اٹھایا ہے اور جیسے کہ چند مقامات کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے آپ نے خوب معتدل انداز اور مہذب پیرائے میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی موزونیت اور معنوی عظمت ثابت کی۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دوسرے حضرات کے متعلقین انصاف اور دیانت سے کام لیتے اور اس ترجمہ سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کے تراجم درست کر لیتے اور آپ کی ذات سراپا کمال کی علمی فوقیت و برتری کا اعتراف کرتے مگر برا ہو حسد اور تعصب کا کہ وہ کمال وحسن کو بھی نقصان اور قبح بنا دکھاتا ہے اور برا ہو ضد وعناد کا کہ وہ حق کے اعتراف وتسلیم کی طرف کبھی بھی مائل نہیں ہونے دیتا''۔

(تسکین الجنان: ص ۱۶)

سیالوی صاحب ہوش میں آئے ترجمہ کنز الایمان کو خود آپ کے علماء نے رد کر دیا ہے اب ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ضد وعناد اور تعصب کو چھوڑ کر ان غلط مقامات کو درست کریں اور حق کی طرف مائل ہو کر اعلان کریں کہ واقعی ترجمہ کنز الایمان اردو تراجم میں غلط ترین ترجمہ ہے اور ہمارے اعلیٰ حضرت نے کئی جگہ ٹھوکرے کھائی ہیں۔

بہر حال گویا ان تمام بریلویوں کے نزدیک ترجمہ فاضل بریلوی غلط ہے اور شکوک وشبہات میں ڈالنے والا ہے۔

کنز الایمان اور ازواج مطہراتؓ کی توہین

(۴۴) اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا۔ (التحریم: آیت ۴)

ترجمہ : نبی کی دونوں بیبیو اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔ (کنز الایمان)

پیر کرم شاہ صاحب بھیروی لکھتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے جب زاغت (جس کا معنی ٹیڑھا ہونا یا کج ہونا) کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ صغت کا لفظ استعمال کیا ہے تو اس کا ترجمہ تمہارے دل

کج ہو گئے ہیں یا ٹیڑھے ہو گئے ہیں یا سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں کسی طرح مناسب نہیں''۔

(تفسیر ضیاء القرآن: ج۵: ص۲۹۹)

اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کیا کہ تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں پیر صاحب کہتے ہیں کہ ایسا ترجمہ کرنا کسی بھی طرح مناسب نہیں۔ غور فرمائیں پیر صاحب نے کس بری طرح اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو رد کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خان صاحب اپنی شیعی نظریات جن پر انہوں نے تقیہ کی چادر چڑھائی ہوئی تھی سے مجبور ہو کر وقتاً فوقتاً ازواج مطہرات خصوصاً اماں عائشہؓ کی شان میں گستاخانہ جملے کہتے تھے کبھی کہتے:

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار (معاذ اللہ)

(حدائق بخشش: ج۳: ص۳۷)

اور کبھی یہ تاثر دیتے ہیں کہ اماں عائشہؓ نبی پاک ﷺ کی توہین کرتی تھی معاذ اللہ ملاحظہ ہو (ملفوظات: ص۲۸۶) اور کبھی یہ کہ انبیاء کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان سے شب باشی فرماتے ہیں۔ معاذ اللہ (ملفوظات: ص۳۱۰)۔ حالانکہ یہ عقیدہ شیعہ کا ہے۔ غالباً اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ بغض اس وجہ سے بھی خان صاحب کو تھا کہ اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صاف طور پر امت پر واضح کر دیا تھا کہ آقا کریم ﷺ بشر ہیں کوئی نوری مخلوق نہیں اور آپ ﷺ علم غیب نہیں جانتے۔ غالباً اسی وجہ سے خان صاحب نے اپنے دل کی بھڑاس اس ترجمہ کی صورت میں نکال دی جو کسی بھی طرح مناسب نہیں۔

انبیاء کیلئے راہ دکھلانے کا ترجمہ اور بھتر الوی تحقیق

(۴۵) وَ هَدَيْنَاهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (الانعام: آیت ۸۸)

ترجمہ: ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی (کنز الایمان)

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کو ہم نے چن لیا اور ان کو نبوت کا تاج پہنایا اور سیدھی راہ دکھائی۔ یہی ''سیدھی راہ دکھانا'' ترجمہ خان صاحب نے کئی جگہ کیا ہے: مثلاً:

(۱) سورہ ابراہیم: آیت ۱۲

(۲) سورہ النحل: آیت ۱۲۱

(۳) سورہ الشعرآء: آیت ۷۸

(۴) سورہ الصافات: آیت ۱۱۸

ان تمام جگہوں پر خان صاحب نے انبیاء علیہم السلام کیلئے راہ دکھانے کے الفاظ استعمال کئے ہیں، جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے یہ معنی کرنے پر بھترالوی صاحب کو بڑی تکلیف ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''صرف راہ دکھانا یا بتلانا یہ کافی نہیں یہ تو کفار کیلئے بھی ثابت ہے''۔

(تسکین الجنان: ص۳۲)

معلوم ہوا کہ بریلویوں کے نزدیک ترجمہ کنز الایمان انبیاء کی شان کو اجاگر نہیں کر رہا ہے بلکہ ان کے شان کے لائق بھی نہیں کیونکہ راہ دکھانا تو کافروں کیلئے بھی ثابت ہے۔ بیچارے مولوی عبدالرزاق بھترالوی صاحب اور ان کے مصدقین و مؤیدین تو اس کوشش میں تھے کہ کنز الایمان کے محاسن اور خوبیاں اکھٹی کی جائیں لیکن الٹا اس ترجمہ کے قبائح اور خرابیاں اکھٹی کر کے ہمیں فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ بھترالوی صاحب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں؛ الاناء یترشح بما فیه۔ اس ترجمہ میں ہے ہی قباحتیں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے اعلیٰ حضرت بریلوی کی طبعیت ہی چلبلی تھی اور اس چلبلی طبعیت سے یہ بات بعید نہیں کہ ترجمہ قرآن میں جگہ جگہ ٹھوکرے کھائیں۔

حضور ﷺ کی طرف عامی الفاظ کی نسبت

(۴۶) وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ (الحجر: آیت ۹۹)

ترجمہ: مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔ (کنز الایمان)

قارئین ذی وقار! ملاحظہ فرمائیں اس ہستی اور شخصیت کی طرف فاضل بریلوی یہ الفاظ منسوب کر رہے ہیں جن کی خاطر زمین و زماں اللہ نے بنائے، عشاق و غلام تو یہ جسارت نہیں کر سکتے کہ ایسے جملوں کا انتساب اس پاک ہستی کی طرف کی جائے لیکن یہ تو خان صاحب ہیں فاضل بریلوی ہیں ان کے عشق و محبت کا انداز ہی نرالا ہے۔ عشق و محبت کے دعوے تو بڑے بلند و بالا ہیں لیکن جہاں عشق کے اظہار کی باری آتی ہے تو صفر نکلتے ہیں۔ بہرحال انسانیت جان چکی ہے کہ عشق و محبت کا یہ کھوکھلا دعوی دھرے کا دھرا ہے۔

واحد کا ترجمہ جمع سے کر دیا

(۴۷) اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۔(الحجر: آیت ۷۷)

ترجمہ: بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کیلئے۔(کنزالایمان)

(۱) پیر کرم شاہ اس کا ترجمہ کرتے ہیں:

''یقیناً اس میں نشانی ہے اہل ایمان کیلئے''۔(ضیاء القرآن)

(۲) کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''بے شک اس میں نشانی ہے ایمان والوں کیلئے''۔(البیان)

(۳) سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

''بے شک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانی ہے''۔(تبیان)

(۴) مفتی غلام سرور قادری لکھتے ہیں:

''بے شک اس میں صرف ایمان والوں کیلئے (اللہ کی قدرت کی) نشانی ہے''۔(عمدۃ البیان)

(۵) دو بریلوی اکابر کے مصدقہ ترجمہ میں ہے

''بے شک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانی ہے''۔(آسان ترجمہ قرآن: ص ۵۸۳)

قارئین کرام! کئی بریلوی اکابر نے ''آیۃ'' کا ترجمہ ''نشانی'' کیا ہے لیکن خان صاحب نے ''نشانیاں'' کیا ہے جو کہ غلط ہے اس کی دو وجہیں ہیں:

(۱) نشانیاں جمع کا صیغہ ہے اس کیلئے لفظ بھی جمع کا ہونا چاہئے جیسے ''آیـات'' خان صاحب نے اسی سورہ حجر کی آیت ۷۵ کا ترجمہ ''نشانیاں'' کیا ہے۔

(۲) آیۃ کا لفظ مفرد ہے اس کا معنی بھی مفرد والا ہونا چاہئے جیسے خان صاحب نے خود بھی اس لفظ کا ترجمہ دوسری جگہوں پر مفرد والا کیا ہے۔ مثلاً:

''بے شک اس میں نشانی دھیان کرنے والوں کیلئے''۔(النحل: آیت ۱۱)

اس آیت میں لفظ ''آیۃ'' تھا جو کہ مفرد ہے تو معنی بھی مفرد لائے مگر سورہ حجر میں یہی لفظ تھا وہاں ترجمہ جمع کا کر دیا۔ ایسا کیوں؟ مگر مندرجہ بالا بریلوی مترجمین نے اس عقدہ کو کھول دیا ہے کہ یہ ترجمہ کرنا غلط ہے کیونکہ ان تمام بریلوی مترجمین نے ترجمہ خان صاحب کے خلاف کیا ہے۔

''ؐ، صلعم، ؑ'' کے الفاظ اور بریلوی فتاوی

(۱) مفتی اقتدار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''صلی، صلعم، علیہ یہ ایک بے کار بے معنی نشانی ہے ان کو درود پاک کی جگہ لکھنا بولنا حکم الٰہی کی خلاف ہے اور خلاف ورزی گناہ کبیرہ''۔

(فتاوی نعیمیہ: ج ۵: ص ۱۵۹)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

''لوگ ؐ، صلی، صلعم جیسے بے معنی فضول آواز و نقوش لکھ کر حکم الٰہی کا منہ چڑاتے ہیں''۔

(فتاوی نعیمیہ: ج ۵: ص ۱۶۰)

(۲) مولوی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''آج کل یہ مرض عام ہے خواہ علماء مشائخ اونچی تعلیم والے ہوں یا عام پڑھے لکھے (الا ماشاء اللہ) کہ حضور تاج دار انبیاء ﷺ کے اسم گرامی کے اوپر ؐ ؑ، صلعم لکھ دیتے ہیں فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ ایسا لکھنا محروم القسمۃ لوگوں کا کام ہے''۔

(شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ: ص ۱۸۱)

(۳) مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا کیجئے علما نے صلعم یا صرف ؐ لکھنے کو تنقیص شان رسالت اور لکھنے والے پر حکم کفر فرمایا ہے''۔

(فتاوی مصطفویہ: ص ۵۸۰)

اب آئے اعلیٰ حضرت کی طرف جنہوں نے اپنے ترجمہ میں کئی جگہ اس حرام کاری اور کفر کا ارتکاب کیا ہے:

(۱) و یآ دَمُ۔۔الخ (اعراف: آیت ۱۹)

ترجمہ: اور اے آدمؑ (کنزالایمان)

(۲) مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ ۔۔الخ (احزاب: آیت ۴۰)

ترجمہ: محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ (کنزالایمان)

(۳) وَاٰمِنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔۔الخ (محمد: آیت ۲)

ترجمہ: اور اس پر ایمان لائے جو محمدؐ پر اتارا گیا۔ (کنزالایمان)

(۴) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ الخ (الفتح: آیت ۲۹)

ترجمہ: محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ (کنزالایمان)

(۵) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی۔ (النجم: آیت ۱)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمدؐ کی قسم۔ (کنزالایمان)

قارئین اہلسنت! یہ چند ایک مقامات کے تراجم ہیں جو کہ ہم نے لکھ دئے ہیں جو کہ کنز الایمان مطبوعہ تاج کمپنی جون ۱۹۸۷ کا شائع شدہ ہے۔ ان مقامات پر خان صاحب نے نبی پاک ﷺ کے نام مبارک پر ؐ کی علامت اور سیدنا آدم علیہ السلام کے نام مبارک پر ؑ کی علامت لگا کر بریلوی علماء کے فتووں کے مطابق محروم القسمۃ، کافر، شان رسالت ﷺ میں تنقیص کرنے والا، حکم الٰہی کا منہ چڑانے والے ہیں۔ اللہ پاک خان صاحب کے اس ترجمے کے شر سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

مونث کی جگہ مذکر ترجمہ

(۴۹) وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ (تکویر: آیت ۱۲)

ترجمہ: اور جب جہنم بھڑکایا جائے۔ (کنزالایمان)

خان صاحب نے یہاں جھنم کو مونث کی جگہ مذکر بنا دیا ''بھڑکائی جائی گی'' کی جگہ ''بھڑکایا جائے گا'' کا ترجمہ کر دیا چونکہ پٹھان تھے شائد اس وجہ سے غلطی کر گئے۔ یاد رہے کہ کئی جگہ خان صاحب نے اس کو مونث بھی ذکر کیا ہے۔

(۱) یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ (ق: آیت ۲۹)

ترجمہ: جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی۔ (کنزالایمان)

(۲) وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰی (النزعات: آیت ۳۶)

ترجمہ: اور جہنم ہر دیکھنے والے پر ظاہر کر دی جائیگی۔ (کنزالایمان)

اب یا تو جہنم کو یہ مونث بنانا غلط ہے یا اس کو مذکر بنانا غلط ہے فیصلہ ملت بریلویہ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ کس کو صحیح کس کو غلط قرار دیتی ہے۔

غلط ترجمے کی ایک اور مثال

(۵۰) قُلْ اِنْ سَأَلْتُکَ عَنْ شَیْءٍ بَعْدَھَا فَلَا تُصَاحِبْنِیْ ۔۔الخ (کہف: آیت ۷۶)

ترجمہ: کہا اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا۔ (کنز الایمان)

(۱۔۴) جبکہ تقریباً سب بریلوی مترجمین نے اس کورد کرتے ہوئے ترجمہ یوں کیا:

کاظمی، غلام سرور قادری، مفتی محمد حسین نعیمی، ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے ترجمہ کیا:

''تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا''۔ (البیان، عمدۃ البیان، آسان ترجمہ قرآن)

(۵۔۸) عزیز احمد قادری، عبد المقتدر بدایونی، سعیدی، پیر کرم شاہ نے ترجمہ یوں کیا:

''تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں''۔

(ترجمہ قادری، حاشیہ ترجمہ قادری، تبیان القرآن، ضیاء القرآن)

(۹) مفتی مظہر اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

''پھر مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا''۔ (مظہر القرآن: ج۱: ص۸۹۱)

(۱۰) مفتی اقتدار خان لکھتے ہیں:

''تو تم مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا''۔ (تفسیر نعیمی: ج۱۶: ص۳)

غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو نہایت سختی اور تاکید کے ساتھ تنبیہ کی''

پھر آگے لکھتے ہیں کہ:

''اور استاذ کا بہت زیادہ ادب و احترام کرنے والے تھے''۔

(تبیان القرآن: ج۷: ص۱۸۱)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام استاد ہیں، انہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر سختی کی۔ اب آپ سوچئے کہ بھلا شاگرد یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ میرے ساتھ نہ رہنا بلکہ شاگرد تو ادب و احترام سے وہ کہہ سکتا ہے جو ۱۰ عدد بریلویوں نے لکھا۔ تو اعلیٰ حضرت کا ترجمہ عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ نقل کے اس لئے کہ یہ کوئی ثلاثی مجرد نہیں کہ اس کا معنی یہ کیا جائے جو خان صاحب نے کیا پھر یہ جمہور امت سے ہٹ کر ترجمہ ہے اس لئے بھی قابل رد ہے۔ اعلیٰ حضرت کے ماننے والے یہاں ایک تاویل بھی کرتے ہیں کہ ایک قرأت میں فلا تصاحبنی بھی ہے تو پھر اس صورت میں معنی درست ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو قرأت لکھی ہے ترجمہ بھی اس کے مطابق ہونا چاہئے جیسا کہ کئی دیگر مقامات پر

دوسری قرأتیں بھی ہیں لیکن وہاں توان قرأتوں کا خیال نہیں کیا گیا تو یہاں کیوں؟۔اور اگر کرنا ہی تھا تو پھراس قرأت کا ترجمہ کرتے جولکھی پھر دوسری کا بھی کر دیتے فقیر کا وجدان یہ ہے کہ خان صاحب کواس قرأت کا پتہ ہی نہیں تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ خان صاحب نے ترجمہ کیا ہی اس بنیاد پر کہ پچھلے مترجمین ومفسرین کی کتابوں سے کسی قسم کا کوئی استفادہ نہیں کیا اور دو پہر کو قیلولے کے وقت فی البدیہ ترجمہ کرواتے۔

(۵۱) مفسرین نے دونوں قرأتوں کا لحاظ رکھا ہے کسی نے المجید کو مرفوع (دال پر پیش) پڑھ کر ذو کی صفت تسلیم کیا ہے اور کسی نے المجید کو مکسور (دال کے نیچے زیر) پڑھ کر العرش کی صفت مانا ہے پہلی صورت میں ترجمہ یوں ہوگا:

''عرش کا مالک، بزرگی والا''۔

اور دوسری صورت میں ترجمہ یوں ہوگا:

''عزت والے عرش کا مالک''۔

(۵۲) قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ

(انعام: آیت۵۰)

اس آیت کے ترجمہ کے متعلق کرنل محمد انور مدنی بریلوی لکھتا ہے کہ:

> ''عموماً علماء کرام اس آیت کا ترجمہ غلط کرتے ہیں ان کو جملے کی ترکیب نحوی کا بھی پتہ نہیں آیت میں لکم کی لام کو بھول جاتے ہیں اور پھر ترجمہ ایسے کرتے ہیں کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں'' (یہ غلط ترجمہ ہے)۔

(صاحب کلی علم غیب: ص۶۰)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے تقریباً یہی ترجمہ کیا ہے:

ترجمہ: ''اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں''۔(کنزالایمان)(ھود: آیت ۳۱)

ترجمہ: ''تم فرماؤ میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں''۔(کنزالایمان)۔(انعام: آیت۵۰)

کرنل صاحب کا خیال یہ ہے کہ لکم کا معنی ہے تمہارے لئے تو جو یہ ترجمہ نہ کرے اس کا

ترجمہ غلط ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: (صاحب کلی علم غیب: ص ۶۰)
تو کرنل کی تحقیق کے بموجب فاضل بریلوی کا ترجمہ ان دو جگہوں پر غلط ٹھرا۔ باقی ہم ماقبل میں حوالہ جات نقل کر چکے ہیں کہ فاضل بریلوی کا ترجمہ مشکل الفاظ پر مشتمل ہے جو کہ عوام الناس کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کاظمی صاحب نے اپنے ترجمہ البیان کے شروع میں لکھا کہ:

> ''اس میں شک نہیں کہ اعلی حضرت الامام احمد رضا بریلوی کا ترجمہ ایک عظیم شاہکار ہے اور اپنے نہج میں وہ ایک ہی ترجمہ ہے لیکن اسی میں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جنکا استعمال آج کل محاورات میں متروک ہے''۔

(الاعتذار: ص: ب)

کنز الایمان میں ڈبل ترجمے کی چند مثالیں

فاضل بریلوی نے کئی جگہ کنز الایمان میں ڈبل ڈبل ترجمہ کیا ہے اس کی وجہ شائد یہی ہے فاضل بریلوی کو اپنے علم پر اعتماد نہیں اور ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کسی ترجمہ، تفسیر سے استفادہ تو کیا نہیں تو پھر تشکیک کا شکار ہونا لازمی امر ہے۔ ڈبل ترجمے کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) اِهْبِطُوْا مِصْرًا۔ (البقرہ: آیت ۶۱)
میں ''مصر'' کا ڈبل ترجمہ کیا ہے ''مصر یا کسی شہر''۔ (کنز الایمان)

(۲) وَ مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ اِلَّآ اَمَانِيَ (البقرۃ: آیت ۷۸)
امانی کا ترجمہ ڈبل کیا ہے
''زبانی پڑھ لینا یا کچھ اپنی من گھڑت''۔ (کنز الایمان)

(۳) وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (البقرۃ: آیت ۱۴۳)
شھیدا کا معنی ڈبل کیا ''نگہبان و گواہ''۔ (کنز الایمان)

حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ:
فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا (الشوری: آیت ۴۸)

ترجمہ: تو اگر وہ منہ پھیریں تو ہم نے تمہیں ان پرنگہبان نہیں بنا کر بھیجا''۔
ادھر قرآن نگہبان ہونے کا انکار کررہا ہے اوراعلی حضرت قرآن کی مخالفت پر اترتے ہوئے اس کا اثبات کررہے ہیں۔

(۴) اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ (البقرۃ: آیت ۱۴۷)

ترجمہ: حق ہے تیرے رب کی طرف سے یا حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو''۔ (کنزالایمان)
یہاں بھی ''یا'' لگا کر دو دو ترجمے کیئے۔

(۵) لَاتُضَآرُّ وَالِدَۃٌ'' بِوَلَدِھَا (البقرۃ: آیت ۲۳۳)

ترجمہ : ماں کوضرر نہ دیا جائے اس کے بچے سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچے کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو''۔ (کنزالایمان)
یہاں بھی ڈبل ڈبل ترجمہ کی روایت کو برقرار رکھا گیا۔

(۶) وَلَا یُضَآرُّ کَاتِبٌ'' وَلَا شَھِیْدٌ'' (البقرۃ: آیت ۲۸۲)

ترجمہ: نہ کسی لکھنے والے کوضرر دیا جائے نہ گواہ کو یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ۔ (کنزالایمان)

(۷) القمل۔۔الخ (اعراف؛ آیت ۱۳۳)

ترجمہ: گھن یا کلنی یا جوئیں (کنزالایمان)

یہاں ڈبل کی جگہ ترجمہ ٹرپل ہوگیا۔ واہ رے بریلی کے خان تیرے انداز ہی نرالے ہیں۔

وہ الفاظ جن کے ترجمے فاضل بریلوی نے نہیں کیئے

(۱) وَاُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیٓ اَرْضَعْنَکُمْ الخ (النساء: آیت نمبر ۲۳)

ترجمہ: اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا (کنزالایمان)

ارضعنکم میں کم ضمیر کا ترجمہ نہیں کیا۔

(۲) فَلَوْشَآءَ لَھَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ (انعام: آیت نمبر ۱۵۰)

ترجمہ: تو وہ چاہتا تو سب کو ہدایت فرماتا (کنزالایمان)

لھدکم میں کم ضمیر کا ترجمہ نہیں کیا

(۳) اُدْخُلُوْ الْجَنَّةَ لاَ خَوْف" عَلَيْكُمْ وَلاَ اَنْتُمْ تَحْزُنُوْنَ (اعراف: آیت نمبر۴۹)

ترجمہ: ان سے کہا گیا کہ جنت میں جاؤ نہ تم کو اندیشہ نہ کچھ غم (کنزالایمان)

انتم کا ترجمہ نہیں کیا۔

(۴) قَالَ الْمَلاَءُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا.. (اعراف: آیت نمبر۶۶)

ترجمہ: اس کی قوم کے سردار بولے۔ (کنزالایمان)

کفروا کا ترجمہ نہیں کیا۔

(۵) وَاذْكُرُوْآ اِذْجَعَلَكُمْ خكفا مِنْ بَعْدِ عَادٍ (اعراف آیت نمبر۷۴)

ترجمہ: اور یاد کرو جب تم کو عاد کا جانشین کیا۔ (کنزالایمان)

من بعد کا ترجمہ نہیں کیا۔

(۶) قَالَ الْمَلاَءُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا (اعراف: آیت نمبر۷۵)

ترجمہ: اس کی قوم کے تکبر والے بولے (کنزالایمان)

الملاء کا ترجمہ نہیں کیا

(۷) وَيَعْبُدُوْنَ مَنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالاَ يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنْفَعُهُمْ (یونس: آیت نمبر۱۸)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو ان کا کچھ بھلا نہ کرے (کنزالایمان)

لایضرھم کا ترجمہ نہیں کیا۔

(۸) وَلاَيَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةً (الرعد: آیت نمبر۳۱)

ترجمہ: اور کافروں کو ہمیشہ کیلئے یہ سخت، دھمک پہنچتی رہے گی (کنزالایمان)

بما صنعوا کا ترجمہ نہیں

(۹) لَقَدْ اَضَلَّنِيَ الذِّكْرُ بَعْدَ اِذْجَآ ءَ نِيْ (الفرقان: آیت نمبر۲۹)

ترجمہ: بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے (کنزالایمان)

بعد کا ترجمہ نہیں کیا

(۱۰) وَنُرِيْدُ انْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتَضْعَفُوْا فِيْ الْاَرْضِ
(القصص: آیت نمبر۵)

ترجمہ: اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر احسان فرمائیں (کنزالایمان)

فی الارض کا ترجمہ نہیں کیا

(۱۱) وَاِذْ یُرِیْکُمُوْھُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلاً (انفال: آیت نمبر۴۴)

ترجمہ: اور جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے (کنزالایمان)

فی اعینکم کا ترجمہ نہیں کیا

(۱۲) اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰباً (الزمر: آیت نمبر۲۳)

ترجمہ: اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب۔ (کنزالایمان)

الحدیث کا ترجمہ نہیں کیا

(۱۳) حَتّٰیٓ اِذَا ھَلَکَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِنْ بَعْدِہٖ رسولاً (المومن آیت نمبر۳۴)

ترجمہ: جب انہوں نے (یوسف علیہ السلام) انتقال فرمایا تم بولے ہرگز اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ (کنزالایمان)

من بعدہ کا ترجمہ نہیں کیا

(۱۴) اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْ لَاتَسْتَغْفِرْ لَھُمْ (التوبہ: آیت نمبر۸۰)

ترجمہ: تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو۔ (کنزالایمان)

دوسرے لھم کا ترجمہ نہیں کیا۔

غیر فصیح الفاظ کا استعمال

(۱) اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ وَّھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا۔ (البقرہ: آیت ۲۵۹)

ترجمہ: یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی پڑی تھی اپنی چھتوں پر۔ (کنزالایمان)

''ڈھئی پڑی'' کے بجائے ''گری پڑی ہوئی تھی'' کیا جاتا تو اچھا تھا۔

(۲) فَلاَ تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (مائدہ: آیت نمبر۲۶)

ترجمہ: تو تم ان بے حکموں کا افسوس نہ کھاؤ۔

افسوس نہ کھاؤ کی جگہ افسوس نہ کرو فصیح ہے۔

(۳) وَاِنْ یَّرَوْ سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلاً

ترجمہ: اور گمراہی کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہو جائیں۔(کنز الایمان)
اگر اس کی جگہ یہ ہو کہ "اس میں چلنے لگ جائیں" تو فصاحت کے قریب ہوتا۔

(۴) اِنَّهُمْ مُغْرَقُوْنَ (ھود: آیت نمبر ۳۷)

ترجمہ: وہ ضرور ڈوبائے جائیں گے۔(کنز الایمان)
اگر یہ ہوتا کہ "ضرور غرق کیے جائیں گے" تو ٹھیک ہے کیونکہ ڈوبائے جائیں کوئی فصیح لفظ نہیں ہے

(۵) وَ يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ۔(ھود: آیت ۶۴)

ترجمہ: اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ ہے(کنز الایمان)
"اللہ کی ناقہ ہے" درست جملہ ہے۔

(۶) وَ بَنٰتُ عَمِّكَ (احزاب: آیت نمبر ۵۰)

ترجمہ: پھپیوں کی بیٹیاں(کنز الایمان) لفظ پھوپھی ہوتا ہے پھّپی تو نہیں۔
بہر حال اردو کی جو ٹانگیں خان صاحب نے توڑنے کی کوشش کی ہے۔الامان۔خان صاحب نے قرآن پاک کے ترجمے کو غیر فصیح زبان میں لانے کی مذموم کوشش کی ہے حالانکہ قرآن پاک کے شایان شان فصیح و بلیغ الفاظ لانے چاہئیں لیکن فاضل بریلوی بھدّے اور مشکل االفاظ لانے پر ہی مصر ہیں اور یہ بھی وجہ ہے کہ آج ان کا ترجمہ مسترد کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے انبیاء علیہم السلام کا مدد مانگنا

(۱) وَنُوحاً اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ. (الانبیاء: آیت نمبر ۷۶)

ترجمہ: اور نوح کو جب اس سے پہلے اس نے ہمیں پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی سختی سے نجات دی۔(کنز الایمان)
دوسری جگہ ہے
بڑی تکلیف سے نجات دی۔(کنز الایمان)(صافات آیت نمبر ۷۶)

(۲) وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ

ذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ. (الانبیاء: آیت نمبر۸۳،۸۴)

ترجمہ: اور ایوب کو یاد کرو۔ جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے تو ہم نے اس کی دعا سن لی تو ہم نے دور کر دی جو تکلیف اسے تھی۔ (کنزالایمان)

(۳) وَذَاالنُّوْنِ اِذْ ذَّھَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَقْدِ رَعَلَیْہِ فَنَادٰی فِیْ الظُّلُمٰتِ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ. (الانبیاء: آیت)

ترجمہ: ہم نے اسکی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات بخشی (کنزالایمان)

(۴) وَزَکَرِیَّآ اِذْنَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لاَ تَذَرْنِیْ فَرْداًوَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَھَبْنَالَہٗ یَحْیٰ وَاَصْلَحْنَا لَہٗ زَوْجَہٗ اِنَّھُمْ کَانُوْ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَارَغَباًوَّرَھَباً وَّکَانُوْ لَنَا خٰشِعِیْنَ. (الانبیاء: آیت نمبر۸۹،۹۰)

ترجمہ: اور زکریا کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ ۔۔۔الخ۔۔تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحیٰ عطا فرمایا۔۔ (کنزالایمان)

(۵) فَاَنْجَیْنٰہُ وَمَنْ مَّعَہٗ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ (الشعراء: آیت نمبر۱۱۹)

ترجمہ: تو ہم نے بچالیا اسے (نوح علیہ السلام) اور اس کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں۔ (کنزالایمان)

(۶) فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِآیٰتِنَا وَمَاکَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ. (الاعراف: آیت نمبر۷۲)

ترجمہ: تو ہم نے اسے (ہود علیہ السلام) اور اس کے ساتھ والوں کو اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی۔ (کنزالایمان)

(۷) رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (صافات: آیت نمبر۱۰۰)

ترجمہ: الٰہی مجھے لائق اولاد دے۔ (کنزالایمان)

(۸) وَنَجَّیْنٰھُمَا وَقَوْمُھُمَا مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ ونصر نھم فکانوا ھم الغٰلبین. (صافات: آیت نمبر۱۱۵،۱۱۶)

ترجمہ: اور انہیں اور ان کی قوم کو بڑی سختی سے نجات بخشی اور ان کی ہم نے مدد فرمائی۔ (کنزالایمان)

(۹) وَاِنَّ لُوْطاً لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِذْنَجَّیْنٰہُ وَ اَھْلَہٗ اَجْمَعِیْنَ (صافات: آیت نمبر۱۳۳،۱۳۴)

ترجمہ: ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی۔ (کنزالایمان)

قارئین ذی وقار! خان صاحب کے ترجمے سے ثابت ہوا جب انبیاء علیہم السلام کو نجات خداوند ذوالجلال نے دی تو اور کون ہے جس سے مشکلات میں مصائب و پریشانیوں میں نجات مانگی جائے؟۔اب رضا خانیوں کی مرضی ہے کہ اپنے اعلیٰ حضرت کے ترجمے پر اعتبار کریں یا انکار کردیں۔مگر ان مقامات کے تراجم سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ پریشانیوں اور مصائب میں صرف خداوند کائنات کو پکارا جائے اور اسی سے مدد مانگی جائے۔

مختارِ کل کون۔۔؟؟؟

(۱) وَمَآ اَکْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ (یوسف: آیت نمبر۱۰۳)

ترجمہ:اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ لائیں گے۔(کنزالایمان)

(۲) بَلِ لِلّٰہُ الْاَمْرُ جَمِیْعاً۔(الرعد: آیت نمبر۳۱)

ترجمہ: بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔(کنزالایمان)

(۳) اِنْ تَحْرِصْ عَلیٰ ھُدٰ ھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ لاَ یَھْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ (النحل: آیت نمبر۳۷)

ترجمہ:اگر تم ان کی ہدایت کی حرص کرو تو بےشک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے۔(کنزالایمان)

(۴) ھُنَا لِکَ الْوِلاَیَۃُ لِلّٰہِ الْحَق (کہف: آیت نمبر۴۴)

ترجمہ: یہاں کھلتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے۔(کنزالایمان)

(۵) اِنَّکَ لاَ تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ (القصص: آیت نمبر۵۶)

ترجمہ: بےشک یہ۔۔۔۔۔کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو۔(کنزالایمان)

(۶) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلاً (المزمل: آیت۹)

ترجمہ: تو تم اسی کو اپنا کارب بناؤ۔(کنزالایمان)

قارئین ذی وقار!

اعلیٰ حضرت کے ترجمے سے معلوم ہوگیا کہ کائنات میں اختیار تو صرف اللہ کا ہے

اور کسی کا اختیار نہیں چلتا۔ بلکہ سرکار طیبہ ﷺ کے متعلق تو صاف پہلی آیت کے ترجمہ میں خان صاحب کہہ رہے ہیں۔ ''تم کتنا ہی چاہو اکثر آدمی ایمان نہ لائیں گے'' تو معلوم ہوا کہ مشیت صرف اللہ کی چلتی ہے اختیار کائنات میں صرف اسی ذات جل مجدہ کا ہی ہے۔

کنزالایمان اور اثبات عموم قدرتِ باری تعالیٰ

(۱) قُلْ اَرَءَ یْتُمْ اِنْ اَھْلَکَنِیَ اللّٰہُ وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ یُّجِیْرُ الْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (الملک: آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ھلاک کردے یا ہم پر رحم فرمائے تو وہ کون ہے جو کافروں کو دکھ کے عذاب سے بچالے گا۔ (کنزالایمان)

(۲) قُلْ فَمَنْ یَّمْلِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّھْلِکَ الْمَسِیْحَ ابن مریم و امّہ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (المائدہ ۱۷)

ترجمہ: تم فرمادو پھر اللہ کا کوئی کیا کرسکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کردے مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو۔۔۔ (کنزالایمان)

(۳) فَاِمَّا نَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ (الزخرف: آیت نمبر ۴۱)

ترجمہ: تو اگر ہم تمہیں لے جائیں تو ان سے ہم ضرور بدلہ لیں گے۔ (کنزالایمان)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ خداوند کائنات اپنے کہے کے خلاف کرنے پر قادر ہے اگرچہ کریگا نہیں کیونکہ انبیاء کرام کو عذاب دینے کے متعلق ارشاد ہے کہ اگر وہ دے تو کون روک سکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ وہ ایسا کرسکتا ہے اگرچہ اس نے نہ دیا اور نہ دیگا اور نہ دینا تھا بلکہ صرف اپنی قدرت کے اظہار کیلئے یہ فرمایا۔

مولوی عبدالمقتدر بدایونی کی تفسیر عباسی مترجم دیکھ لی جائے (مائدہ آیت نمبر ۱۷) تو ان شاء اللہ دماغ صاف ہوجائیگا اس میں عذاب دینے کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

خدا دے پکڑے چھڑائے محمد ﷺ کا رد

(۱) وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَه، فَلَنْ تَمْلِكَ لَه، مِنَ اللّٰهِ شَيْئاً
(المائدہ: آیت نمبر ۴۱)

ترجمہ: اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا کچھ نہ بنا سکے گا۔ (کنز الایمان)

(۲) اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ لَّوْيَشَآءَ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاس جَمِيْعاً
(الرعد: آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: تو کیا مسلمان اس سے ناامید نہ ہوئے کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا۔ (کنز الایمان)

(۳) اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةَ الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تنقِذُمَنْ فِيْ النَّارِ
(الزمر: آیت نمبر ۱۹)

ترجمہ: تو کیا وہ جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی نجات والوں کے برابر ہو جائے گا۔ تو کیا تم ہدایت دے کر آگ کے مستحق کو بچالو گے۔ (کنز الایمان)

(۴) فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْه، حَاجِزِيْنَ (الحاقۃ آیت نمبر ۴۷)

ترجمہ: پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا۔ (کنز الایمان)

(۵) قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌوَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحدًا
(الجن: آیت نمبر ۲۲)

ترجمہ: تم فرماؤ ہرگز مجھے اللہ سے کوئی نہ بچائے گا اور میں ہرگز اس کے سوا پناہ نہ پاؤں گا۔ (کنز الایمان)

معلوم ہو گیا کہ جو بریلویوں کے عقائد میں ہے کہ خدا جس کو پکڑے چھڑائے محمد ﷺ محمد ﷺ کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا۔ ان آیات کے ترجمہ رضوی سے صاف اور صراحۃ اس کا رد ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہم یہ بات کہنے میں عار محسوس نہیں کرتے کہ رضا خانی حضرات قرآن پاک پر ایمان نہیں رکھتے یا ترجمہ رضوی غلط ہے۔ اسی لئے تو اس ترجمہ پر اعتبار نہ کر کے یہ عقیدہ تراشا ہوا ہے۔

نبی کا ترجمہ نبی کرنا

(۱) وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ ... الخ (البقرہ: آیت ۲۴۸)

ترجمہ: اوران سے ان کے نبی نے فرمایا (کنزالایمان)

(۲) اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (آل عمران: آیت نمبر ۶۸)

ترجمہ: بے شک سب لوگوں سے ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے۔ (کنزالایمان)

(۳) مَاكَانَ لِلنبی وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ ۔ الخ (التوبہ: آیت ۱۱۳)

ترجمہ: نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں۔ (کنزالایمان)

(۴) يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ (الاحزاب: آیت ۳۰)

ترجمہ: اے نبی کی بی بیو جو تم میں سے صریح حیا کے خلاف کوئی جراءت کرے۔ (کنزالایمان)

(۵) مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ (الاحزاب: آیت نمبر ۳۸)

ترجمہ: نبی پر کوئی حرج کی بات نہیں جو اللہ نے اس کیلئے مقرر فرمائی ہے۔ (کنزالایمان)

(۶) يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَنِسَآءَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الاحزاب: آیت ۵۹)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بی بیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو۔ (کنزالایمان)

(۷) يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ .. الخ (الممتحنہ: آیت ۱۲)

ترجمہ: اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں۔ الخ۔ (کنزالایمان)

(۸) يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ ... الخ (الطلاق: آیت نمبر ۱)

ترجمہ: اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو۔ (کنزالایمان)

اتنی جگہ فاضل بریلوی نے ''نبی'' کا ترجمہ ''نبی'' ہی کیا اگر ''نبی'' کا ترجمہ ''نبی'' کرنا جرم ہے تو فاضل بریلوی نہیں بچتا۔ اگر ''نبی کا ترجمہ ''نبی'' سے نہ کرنا بلکہ ''غیب کی خبریں دینے والا'' کرنا کمال ہے تو یہاں کمال نہ ہوا۔

ترجمہ کنز الایمان میں علم غیب کی نفی

(۱) وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ (یوسف: آیت نمبر۳)

ترجمہ: اگر چہ بے شک تمہیں اس سے پہلے اس کی خبر نہ تھی۔ (کنز الایمان)

(۲) وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (الزخرف ۸۵)

ترجمہ: اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم۔ (کنز الایمان)

(۳) فَاْتِنَا بِمَاتَعِدُنَآاِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَاللّٰهِ ۔۔الخ (الاحقاف: آیت نمبر۲۲،۲۳)

ترجمہ: اس نے فرمایا کہ اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ (کنز الایمان)

(۴) قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّاهُوَ (الاعراف: آیت ۱۸۷)

ترجمہ: تم فرماؤ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔ (کنز الایمان)

(۵) قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَانَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (الملک: آیت ۲۶)

ترجمہ: تم فرماؤ یہ علم تو اللہ کے پاس ہے۔ (کنز الایمان)

(۶) یَوْمَ یكشف عَنْ سَاقٍ ..الخ (القلم: آیت ۴۲)

ترجمہ: جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے معنیٰ اللہ ہی جانتا ہے)۔ (کنز الایمان)

معلوم ہو گیا کہ قیامت کا علم اسی کے پاس ہے اور علم غیب کا مسئلہ سیدھا سا ہے کہ ہم پوری کائنات سے زیادہ علم سرکار طیبہ ﷺ کے لیے مانتے ہیں خدا کے بعد آپ ﷺ کا ہی مقام ہے آپ ﷺ کے علوم کی وسعتیں اتنی ہیں کہ ہم احاطہ نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ کے علم مبارک کا نام علم غیب نہیں بلکہ غیب کی باتیں، غیب کی خبریں، غیب کی اطلاعات ہیں کیونکہ علم غیب خداوند قدوس کے علم کا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے جو مفتی احمد یار نعیمی نے جاء الحق میں اور پیر مہر علی شاہ صاحب نے اعلاء کلمۃ اللہ میں لکھی ہے غیب وہ ہے جو حواس ظاہری اور باطنی سے معلوم نہ ہو سکے، جبکہ آپ ﷺ کے علوم یا تو حواس ظاہری سے حاصل ہوئے یا باطنی سے تو تمہارے اصول سے بھی اس کو علم غیب نہیں کہا جا سکتا۔

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی نفی

(۱) وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ۔۔۔الخ

(ال عمران: آیت نمبر۴۴)

ترجمہ: اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے۔

(کنزالایمان)

(۲) وَمَا کُنْتَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ

(القصص: آیت نمبر۴۴)

ترجمہ: اور اس وقت تم حاضر نہ تھے۔

(کنزالایمان)

معلوم ہو گیا کہ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر نبی پاک علیہ السلام نہ تھے ورنہ فاضل بریلوی کا ترجمہ غلط ٹھہرتا ہے۔ بریلوی حضرات بڑی بری طرح اس مسئلہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔

(۱) عبدالسمیع رامپوری نے تصریح کی ہے کہ اگر روح مبارک اعلی علین پر ہو کر کلی زمین کے چند مقامات پر آپ کی نظر مبارک پڑ جائے تو کیا محال و بعید ہے"۔

(انوار ساطعہ ملخصا ص ۳۵۷)

(۲) دوسری جگہ ابلیس کا حاضر و ناظر ہونا نبی پاک علیہ السلام سے بھی زیادہ مقامات پر تسلیم کیا ہے"۔

(ص ۳۵۹)

(۳) فیض احمد اویسی صاحب کے نزدیک آپ جسم کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

(کشکول اویسی ص)

(۴) مولوی احمد رضا صاحب نے روح مبارکہ کے تمام اہل اسلام کے گھروں میں موجود ہونیکی تصریح بھی کی ہے"۔

(خالص الاعتقاد ص)

(۵) فتاوی رضویہ میں لکھا ہے آپ مثل ہتھیلی پوری کائنات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(بحوالہ فہارس فتاوی رضویہ ص)

(۶) سعیدی صاحب نے لکھا ہے کہ نامہ اعمال آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور آپ ہر امت کے احوال معروض ہوتے ہیں اور آپ جہاں تشریف لے جانا چاہے سکتے ہیں یہ حاضر و ناظر کا مطلب انہوں نے لکھا ہے"۔

(فھارس شرح مسلم ص)

(۷) سعید احمد کاظمی نے روحانیت کے اعتبار سے حاضر و ناظر مانا ہے"۔

(تسکین الخواطر ص)

(۸) مفتی امین فیصل آبادی نے آپ علیہ السلام کے جسد حقیقی کو پوری کائنات سے بڑا لکھا ہے اور اس اعتبار سے حاضر و ناظر مانا ہے۔

(حاضر ناظر رسول)

اب بتائے ایک ہی عقیدے کے متعلق اتنے متضاد دعوے فیصلہ آپ کریں کہ ان میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟۔

حاشیہ خزائن العرفان پر ایک نظر

(۱) سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۸ حاشیہ نمبر ۱۳ میں لکھتے ہیں کہ:

"قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا"۔

اسی طرح سورہ ہود کی آیت نمبر ۲۷ حاشیہ نمبر ۵۴ میں لکھتے ہیں کہ:

"اس امت میں سے بہت سے بدنصیب سید انبیاء ﷺ کو بشر کہتے اور ہمسری کا خیال فاسد رکھتے ہیں"۔

ایک اور مقام پر موصوف لکھتے ہیں کہ:

"جب انبیاء کا خالی نام لینا بے ادبی تو انکو بشر اور ایلچی کہنا کس طرح گستاخی نہ ہوگا"۔

(البقرہ: آیت نمبر ۶۰۔ حاشیہ ۱۰۲)

مگر دوسری طرف خود ہی انبیاء علیہم السلام کا بشر ہونا تسلیم کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"یہ ان کی کمال حماقت تھی کہ بشر کا رسول ہونا تو تسلیم نہ کیا پتھروں کو خدا مان لیا"۔ (سورہ

مومنون: آیت ۲۴۔ حاشیہ ۳۳)۔

اسی طرح ایک دوسرے مقامام پر لکھتے ہیں کہ:

الله یصطفی من الملائکة رسلا و من الناس (الحج: آیت ۷۵۔ حاشیہ ۱۹۳)

یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی جنہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہوسکتا ہے اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ مالک ہے جسے چاہے اپنا رسول بنائے وہ انسانوں میں سے بھی رسول بناتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی جنہیں چاہے۔

قارئین کرام! اب فیصلہ آپ کیجئے یہ دین کے ساتھ کیا مذاق ہے کہیں لکھتے ہیں کہ انبیاء کو بشر کہنے والا کافر ہے انبیاء کو بشر ماننا بدنصیبی ہے یہ ان کی شان میں گستاخی ہے اور پھر خود ہی دوسرے مقامات پر انبیاء کو بشر اور انسان بھی تسلیم کرتے ہیں کیا یہ کفر کے فتوے جو ہم مظلوموں کیلئے تیار کئے ہوئے تھے خود ان کے صاحبان کے گلوں میں فٹ نہ ہو گئے؟ اور مولوی صاحب نے تو عقائد پر اپنی کتاب میں یہاں تک لکھ دیا کہ:

''انبیاء وہ بشر ہیں''۔ (کتاب العقائد: ص ۹)

تو بتایئے اپنی ہی کفر ساز مشین گن سے مولوی صاحب نے خود خودکشی نہ کر بیٹھے؟

نبی پاک ﷺ کیلئے ''ؐ'' کی علامت کا استعمال

مولوی نعیم الدین مراد آبادی نے جگہ جگہ اپنے تفسیری حاشیہ میں نبی پاک ﷺ کیلئے ''ؐ'' اور سیدنا آدم علیہ السلام کیلئے ''ؑ'' کی علامت کا استعمال کیا۔ مثلاً:

(۱) البقرہ؛ آیت نمبر ۱۲۹۔ حاشیہ ۲۳۴

(۲) سورہ یونس: آیت نمبر ۲۔ حاشیہ ۳۔

(۳) سورہ العمران: آیت نمبر ۹۷۔ حاشیہ ۱۵۰

(۴) سورہ الحج: آیت نمبر ۵۲۔ حاشیہ ۱۳۹۔

اسکے علاوہ بھی کئی مقامات ہیں اب اس پر کفر گستاخی کے جو فتوے لگتے ہیں وہ ماقبل میں بیان ہو چکے ہیں۔

نبی پاک ﷺ اور دیگر انبیاء کو غیر اللہ، من دون اللہ ماننا

ما کان لبشران یوتیہ اللہ الکتاب ۔۔الآیۃ (العمران: آیت نمبر ۷۹) کے تحت لکھتے ہیں کہ:
''نجران کے نصاری نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم انہیں رب مانیں اس آیت میں اللہ تعالی نے ان کے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ممکن ہی نہیں اس آیت کے شان نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابورافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم ﷺ سے کہا یا محمد آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں حضور نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں''۔(حاشیہ:۱۵۰)
پہلے شان نزول سے معلوم ہورہا ہے کہ مرادآبادی کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام من دون اللہ میں شامل ہیں اور دوسرے سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ نبی پاک ﷺ غیر اللہ اور من دون اللہ میں داخل ہیں۔

(۲) افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دون الله (کہف :آیت نمبر ۱۰۲)
اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:
''عبادی من دون اللہ سے مراد حضرت عیسیٰ وعزیر اور ملائکہ کو لیا گیا ہے''۔(حاشیہ:۲۱۳)

(۳) وماکان هذالقرآن ان یفتری من دون الله۔(یونس: آیت نمبر ۳۷)
کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:
''کفار مکہ نے یہ وہم کیا تھا کہ قرآن کریم سید عالم ﷺ نے خود بنالیا ہے اس آیت میں ان کا یہ وہم دفع فرمایا گیا کہ قرآن کریم ایسی کتاب ہی نہیں جس کی نسبت تردد ہو سکے اس کی مثال بنانے سے ساری مخلوق عاجز ہے یقیناً وہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہے''۔(حاشیہ:۹۲)
اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ آیت من دون اللہ سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے۔

(۴) و اذقال الله یا عیسیٰ ابن مریم ا انت قلت للناس اتخذونی و امی الهین من دون الله۔(المائدہ: آیت نمبر ۱۱۶) کا ترجمہ رضوی دیکھیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو من دون اللہ میں داخل کررہے ہیں اور ترجمہ کرتے ہیں:
''جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنالو اللہ کے سوا''۔(کنزالایمان)

صاف معلوم ہو رہا ہے کہ من دون اللہ کے مصداق یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ ہیں۔

(۵) مقیاس حنفیت بحث من دون اللہ میں ہے:

''قل (لهم)ادعوا الذين زعمتم (انهم الهة) من دونه كلا كالملائكة و عيسىٰ و عزير عليهم السلام''۔(مقیاس حنفیت:ص ۱۰۸)

(۶) مفتی احمد یار گجراتی حضرت ربیعہ اسلمی والی روایت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

''غیر خدا سے مانگنا''۔(جاء الحق:ص)

اب ذرا دوسری طرف بریلوی فتوے بھی ملاحظہ فرمالیں کہ انبیاء علیہم السلام کو غیر اللہ اور من دون اللہ کہنے پر بریلوی کیا فتوی لگاتے ہیں۔

(۱) مولوی عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتوی کفر ارشاد فرمایا ہے''۔(مقیاس حنفیت:ص ۴۳۔ بحث من دون اللہ)

(۲) مولوی عنایت اللہ سانگلہ ہلوی لکھتا ہے کہ:

''مقدس ہستیوں پر من دون اللہ کا اطلاق جہالت کے سوا کچھ نہیں''۔(مقالات شیر اہلسنت:ص ۲۱)

(۳) کرنل محمد انور مدنی رضا خانی لکھتا ہے کہ:

''نام نہاد مولوی جو جاہل اور ان پڑھ ہیں من دون اللہ یعنی اللہ تعالی کے سوا کے معنوں میں انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو لے آئے ہیں۔۔۔۔اگر پھر بھی کوئی جاہل ضد کرے تو سمجھ لے کہ وہ اللہ تعالی کا باغی ہے کیونکہ وہ اللہ کے قرآن کی آیتوں میں ٹیڑھا چلتا ہے اور اللہ تعالی کے باغی کی سزا قتل ہے''۔(صاحب کلی علم غیب:ص ۱۱۷)

شاباش کرنل صاحب واقعی فوجیوں والا فتوی لگایا ہے ان بریلوی فتووں کی روشنی میں بریلوی صدر الافاضل مولوی نعیم الدین مراد آبادی، بریلوی حکیم الامت احمد یار گجراتی، بریلوی جنید زماں عمر اچھروی اور بریلوی مجدد احمد رضا خان سب کافر، جہالت کا شکار، ان پڑھ مولوی، قرآن کی آیتوں میں ٹیڑھے چلنے والے، اللہ کے باغی اور اس لائق ہیں کہ انہیں کسی چوک میں الٹا لٹکا کر قتل کر دیا جائے کہ خس کم جہاں پاک۔

میلاد شریف والی آیت کی تفسیر

قل بفضل الله و برحمته فبذالک فلیفرحوا۔(یونس: آیت نمبر ۵۷)

قارئین اہلسنت ! یہ وہ آیت ہے جسے بریلوی مروجہ ۱۲ ربیع الاول کو حضور ﷺ کے میلاد کے جشن کے جواز کے استدلال میں پیش کرتے ہیں کوہاٹ کے مناظرے میں بھی اشرف آصف جلالی کے شاگردوں نے ہمارے سامنے اسی آیت سے مروجہ میلاد کے سنت رسول ﷺ ہونے پر استدلال کیا تھا، مگر مولوی نعیم الدین مرادآبادی اس آیت کی تفسیر کیا کرتے ہیں وہ یہاں ملاحظہ فرمالیں:

''حضرت ابن عباس و حسن وقتادہ نے کہا کہ اللہ کے فضل سے اسلام اور اس کی رحمت سے قرآن مراد ہے''۔ ایک قول یہ ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور رحمت سے احادیث مراد ہیں''۔(حاشیہ:۱۳۹)

آج کے بریلوی کہتے ہیں کہ فضل اور رحمت سے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی مراد ہے مگر مولوی نعیم الدین مرادآبادی جلیل القدر صحابی رسول ﷺ اور تابعی کے حوالے سے کہتے ہیں کہ فضل سے مراد اسلام اور رحمت سے مراد قرآن ہے، اب جو صحابہ کی تفسیر سے ہٹ کر تفسیر کرے اس کے متعلق علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

غیر اللہ کو سجدہ کرنا

بریلوی حضرات مزارات پر تعظیمی سجدہ کرتے ہیں اگر کوئی روکے تو اسے شیطان تصور کرتے ہیں چنانچہ بریلوی پیر یار محمد فریدی کہتا ہے کہ:

مگر مرادآبادی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''سجدہ تحیت و تعظیم ہماری شریعت میں جائز نہیں''۔(سورہ یوسف: آیت نمبر ۱۰۰۔حاشیہ ۲۲۱۔)

یار محمد فریدی کے فتوے کی رو سے مرادآبادی صاحب شیطان ہوئے جو سجدہ تعظیمی سے روک رہے ہیں۔

مسئلہ علم غیب

مرادآبادی صاحب لکھتے ہیں کہ:
''حضرت خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام سے فرمایا کہ ایک علم اللہ تعالی نے مجھ کو ایسا عطا فرمایا جو آپ نہیں جانتے اور ایک علم آپ کو ایسا عطا فرمایا جو میں نہیں جانتا''۔(سورہ کہف :آیت نمبر ۶۸۔حاشیہ۔۱۴۹)
(۲) (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) میں نہ جانتا تھا کہ گھونسہ مارنے سے وہ شخص مرجائے گا''۔(سورہ الشعراء: آیت نمبر ۲۰۔حاشیہ۔۲۳)
(۳) وقت عذاب کا علم غیب ہے جسے اللہ تعالی ہی جانتے ہیں''۔(سورۃ الجن: آیت نمبر ۲۵۔حاشیہ۔۴۷)
(۴) قیامت کا آنا اور اس کے قائم ہونے کا وقت بھی اس کے علم میں ہے''۔(سورۃ السباء: آیت نمبر ۳۔حاشیہ۔۹)

توہین سیدنا آدم علیہ السلام

قال رب فانظرنی الی یوم یبعثو ن۔(سورہ ص: آیت نمبر ۷۹)
کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:
''آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت اپنے فنا ہونے کے بعد جزاء کیلئے (اٹھائے جائیں گے)۔(خزائن العرفان)
اگر نبی کا مٹی میں مل جانا بریلوی مذہب میں کفر اور گستاخی ہے اور نبی کا ''فناء'' ہو جانا کفر اور گستاخی کیوں نہیں؟ عرف میں فنا ہونے کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے ہر اردو خواں جانتا ہے۔

مختار کل کی نفی

مولوی احمد رضا خان کا عقیدہ تھا کہ:
''حضور ہر قسم کے حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں''۔(برکات الامداد: ص ۸)
مگر مولوی نعیم الدین مرادآبادی صاحب لکھتے ہیں کہ:
''ایک روز سید عالم ﷺ نے مسجد بنی معاویہ میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد طویل

دعا کی پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں نے اپنے رب سے تین سوال کئے ان میں سے صرف دو قبول فرمائے گئے ایک سوال تو یہ تھا کہ میری امت کو قحط عام سے ہلاک نہ فرمائے یہ قبول ہوا ایک یہ تھا کہ انہیں غرق سے عذاب نہ فرمائے یہ بھی قبول ہوا تیسرا سوال یہ تھا کہ ان میں باہم جنگ و جدال نہ ہو یہ قبول نہیں ہوا''۔ (خزائن العرفان: سورۃ الانعام: آیت نمبر ۵۶۔ حاشیہ۔ ۱۴۱)

معلوم ہوا کہ احمد رضا خان کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں اور دنیا کی سب مرادیں حضور ﷺ کے اختیار میں ہیں بالکل غلط ہے۔

(۲) قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی (یونس: آیت ۱۵۔ حاشیہ ۳۵) میں لکھتے ہیں کہ:

''میں اس میں کوئی تغیر و تبدل کمی بیشی نہیں کر سکتا''۔

جب حضور ﷺ کو یہ اختیار نہیں تو مختار کل کیسے ہو گئے۔؟؟؟

نورانیت مصطفیٰ ﷺ

نعیم الدین مراد آبادی صاحب **لقد جائکم من اللہ نور** کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''سید عالم ﷺ کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی''۔ (سورۃ المائدہ: آیت نمبر ۱۵۔ حاشیہ۔ ۵۸)

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا نور ہونا **من حیث الھدایۃ والنبوۃ** ہے جیسا کہ مراد آبادی صاحب نے تصریح کر دی۔

لفظ کل تخصیص کیلئے بھی آتا ہے

لفظ ''کل'' کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''واوتیت من کل شیء۔۔ جو بادشاہوں کے شایان ہوتا ہے''۔ (سورۃ النمل: آیت نمبر ۲۳۔ حاشیہ ۳۷)

یہاں مراد آبادی نے کل سے عموم مراد نہیں لیا بلکہ اس میں تخصیص کر دی کہ جو بادشاہوں کے شایان شان ہو جبکہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل نہیں ہوتا''۔ (انباء الغیب: ص)

(الحجرات: آیت نمبر۲۔حاشیہ۔۶) میں لکھتے ہیں کہ:
''یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں دوپہر کے وقت پہنچے جبکہ حضور آرام فرمارہے تھے ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضور اقدس ﷺ کو پکارنا شروع کیا حضور تشریف لے آئے ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور اجلال شان رسول ﷺ کا بیان فرمایا گیا کہ بارگاہ اقدس میں اس طرح پکارنا جہل و بے عقلی ہے''۔

محمد ﷺ کے پکڑے چھڑا کوئی نہیں سکتا کی نفی

سورۃ الاحقاف: آیت نمبر ۸۔حاشیہ۔۱۹ میں لکھتے ہیں کہ:
''یعنی اگر بالفرض میں اپنی طرف سے بناتا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام بناتا تو وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء ہوتا اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے افتراء کرنے والے کو جلد عقوبت میں گرفتار کرتا ہے تمہیں تو یہ قدرت نہیں کہ تم اس کی عقوبت سے بچا سکو یا اس کے عذاب کو دفع کر سکو''۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بلی تھیلے سے باہر آگئی

شیعہ سنی مل کر تاریخ کا بے مثال جشن میلاد منائیں گے

(روزنامہ جنگ ۶ جنوری ۲۰۱۴)

وہ شیعہ جو قرآن کو اس لئے نہیں مانتا کہ صحابہؓ نے جمع کیا وہ شیعہ جو تراویح اس لئے نہیں مانتا کہ صحابہؓ کی سنت ہے جس کا مذہب تبرا ،تقیہ، متعہ جیسی لعنت ہے اس کا میلاد منانا اس بات کی دلیل ہے کہ جشن میلاد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں

ترجمہ کنز الایمان کی کہانی۔رضا خانی علماء کی زبانی

محقق العصر رئیس المناظرین حضرت مولانا منیر احمد اختر صاحب (جہانیاں)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان مسلّمہ اہل حق کے ترجمین و مفسرین بالخصوص خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے تراجم کے خلاف ذہن رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ترجمہ کنز الایمان بھی ایک بناوٹی خود ساختہ تحریفی ترجمہ ہے اس لیے عرب و عجم کے تمام علماء راسخین نے اس ترجمہ شرکیہ کو قانوناً تمام عرب امارات میں پابندی لگادی گئی۔اب رضا خانیوں نے اہل عرب کو دھوکہ دینے کے لئے کنز الایمان حاشیہ خزائن العرفان نام بدل کر رفیع اشان نیا نام رکھ کر حسام الحرمین کی طرز پر عرب امارات کو دھوکہ دینے کی ناپاک اور ناکام جسارت میں لگے ہوئے ہیں۔لیکن تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔

ائمہ حرمین کو احمد رضا خان نے دھوکہ دیا کہ علماء حقہ کو قادیانیوں کے ساتھ ملا کر حسام الحرمین کے نام سے دھوکہ دیا۔اب رضا خانی اور ان کی روحانی معنوی اولاد کنز الایمان کا نام بدل کر رفیع الشان نام سے عرب کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

تحذیر الناس۔براھین قاطعہ۔حفظ الایمان کے مصنفین کی کرامت دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس دھرتی پہ اس کے ترجمہ کنز الایمان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پابندی لگوادی۔جو تحذیر الناس پہ پابندی لگوانے گیا تھا اس کے روکنے کے باوجود رب نے سزا یہ دی کہ آج ان کے ترجمہ قرآن کنز الایمان حاشیہ خزائن پہ تا قیامت پابندی لگا کر اہل حق کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

اس کے بعد کنز الایمان کانفرنسیں اور احتجاج کرتے کرتے بالآخر تھک ہار کر ائمہ حرمین کے خلاف فتوے دینے لگ گئے۔وہ مثل مشہور ہے نا نمازیں بخشوانے گئے روزے لے آئے۔یہ بھی کنز الایمان سے پابندی اُٹھوانے والے اپنے سرکردہ علماء کی سعودی عرب میں پابندی لگوا بیٹھے۔اُلٹا لینے کے دینے پڑ گئے۔خیر یہ تو تھی صاحب تحذیر الناس الخ والوں کی کرامت۔

خیر ہم اگے چلنے سے پہلے آپ کو بحوالہ یہ بات عرض کیے دیتے ہیں کہ یہ بات بریلوی علماء کو خود ہی تسلیم ہے کہ ہمارے کنز الایمان پر پابندی عرب میں لگی دیکھئے۔

ترجمہ کنزالایمان پر پابندی اور رضاخانیوں کا اعتراف

بریلوی اعتراف کرتے ہوئے یوں رونا روتا ہے۔ لکھتا ہے:

''جب وہابیہ پاکستان نے مارچ ۱۹۸۲ء میں امام اہل سنت حضرت شاہ احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہ کے ترجمہ قرآن مجید (کنز الایمان) اور اس کے حاشیہ پر حضرت صدر الفاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر (خزائن العرفان) کے تمام نسخے حکومت کویت عرب امارات اور سعودیہ میں ضبط اور تلف کرنے کے احکام جاری کروادیئے۔ کنزالایمان پر پابندی کے خلاف مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی نے جو موثر سعی بلیغ انجام دی اس کی تفصیل ان کی مشہور کتاب اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت طبع چہارم (جو ۳۶۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے) میں دیکھی جاسکتی ہے''۔

(بحوالہ نعرہ حق ص ۵۔۶ طبع سوم ناشر ادارہ پاکستان شناسی لاہور۔ نعرہ حق دو تاریخی مکتوب مولانا عبدالستار خان نیازی)۔

لفظی یا معنوی تحریف اور صاحب کنزالایمان

قارئین حضرات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کتاب اللہ میں لفظی یا معنوی تحریف کرنا اہل کتاب کا کام تھا مگر اس زمانے میں بعض اپنے آپ کو مسلمان اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والے اب وہی کام کررہے ہیں جو کل اہل کتاب کیا کرتے تھے۔ بلکہ یہ تو ان سے بھی بدتر کام کررہے ہیں۔ قرآن مجید کے ایسے غلط معانی و مطالب بیان کرتے ہیں جو نہ نازل کرنے والی ذات وحدہٗ لاشریک کی مراد ہے اور نہ ہی صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح ہے اور نہ ہی خلفاء راشدین نے ایسے معنی کیے اور نہ ائمہ دین نے یہ مطلب سمجھا۔ پرویز اور مرزا قادیانی کی عجیب و غریب تاویلات پہ حیران و پریشان ہونے والے حضرات کی توجہ میں اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ذرا اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی نے جو من پسند کلام خداوندی کا مطلب نکالا ہے اس کا بھی مطالعہ کرتے جائیں۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی

نے اس آیت **قُلْ یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم.** سے کیا سے کیا مطلب نکالا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمار ہے ہیں۔

آپ اپنی طرف سے کہہ دیں۔اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پرظلم کیا ہے۔

گویا حضور علیہ السلام اپنی امت کو میرے بندو کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں (نعوذ باللہ) اسی سے مولوی رضا خان یہ نکالتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی طرف نسبت کر کے نام رکھنا جائز ہے جیسے عبد الرسول عبد المصطفیٰ۔عبد النبی وغیرہ حالانکہ یہ مطلب ہرگز نہیں نکلتا۔آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے نبی ﷺ آپ اللہ کی طرف سے کہہ دیں یعنی اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف فرمادے گا۔

اس کی مثال سورۃ مریم میں موجود ہے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حضرت مریمؑ کی طرف یہ آیت دے کر بھیجا۔

قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاماً زکیا۔ میں تیرے رب کا فرستادہ ہوں تا کہ میں تجھ کو ایک پاکیزہ لڑکا عطا کروں بظاہر عطا کی نسبت جبرئیل امین کی طرف ہے مگر حقیقت میں وہ خدا تعالیٰ کی طرف ہے کہ میں اللہ کی جانب سے آیا ہوں اور وہ اللہ تجھے بیٹا عطا کرنے والا ہے۔اسی طرح اس آیت میں **یٰعبادی** سے مراد نبی کے بندو نہیں بلکہ اللہ کے بندو ہے ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ عبد الرسول عبد الحسین۔عبد العلی وغیرہ نام رکھنے میں شرک کی بو آتی ہے۔اسی طرح پیر بخش۔علی بخش وغیرہ نام نہیں رکھنے چاہیے۔کسی پیر، نبی، بزرگ کی طرف عبدیت کی نسبت کرنا قطعاً روا نہیں مگر رضا خانی باز نہیں آتے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے قرآن پاک کا عجیب وغریب مسلّمہ مفسرین کرامؒ سے ہٹ کر کیا ہے اور جگہ جگہ باطل عقیدے وضع کیے گئے ہیں۔یہ سب چیزیں تحریف کا حصہ ہیں۔

حضور علیہ السلام نے جس کا نام عبد الشّمس تھا اس کا نام عبد الرحمان رکھا نام رکھتے وقت عبدیت کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف ہونی چاہیے لیکن احمد رضا خاں کو اپنے بزرگوں کا رکھا ہوا نام پسند نہ آیا اس نے اپنا نام بھی عبد المصطفیٰ تجویز کر لیا۔

باقی کسی صوفی اور مشائخ میں سے کسی نے ایسی بات اگر لکھ دی ہو تو وہ قطعاً حجت نہیں کیونکہ

دین میں فقہاء کی بات معتبر ہوتی ہے نہ کہ صوفیاء کی۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہم اس صوفی بزرگ کا احترام کر کے اس پر فتوی نہیں لگائیں کہ شاید اس پر حال آیا ہوا ہو جو ایک خاص کیفیت ہوتی ہے جس میں ہوش وحواس نہیں رہتے۔

ترجمہ کنز الایمان خودساختہ عقائد کا ترجمان

احمد رضا خان نے ۱۹۱۱ء میں ترجمہ القرآن بنام کنز الایمان لکھا۔ اپنے خودساختہ عقائد کو اُجاگر کرنے کے لیے کلام اللہ کے ترجمہ میں اپنی من پسند کا ترجمہ کیا۔ جیسے اپنوں اور غیروں نے یک قلم مسترد کر دیا۔ علامہ ابوالخیر ڈاکٹر زبیر۔ اور غلام رسول سعیدی نے جو کچھ لکھا اس سے قصر بریلویت میں بھونچال آ گیا۔ بلکہ عمارت زمین بوس ہوگئی۔

مغفرت ذنب نامی کتاب اور شرح صحیح مسلم علامہ سعیدی بریلوی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ احمد رضا خاں ایک مسلّمہ محرف القرآن تھا۔ بلکہ احمد رضا کی ذہنی ساخت ان گمراہ فرقوں کی ذہنی بناوٹ سے مختلف نہیں جو اپنے مخصوص نظریات وعقائد کی تائید میں اور چیزوں کے ساتھ قرآن حکیم کو بھی بطور دلیل استعمال کرتے رہے ہیں اور ان الفاظ قرآنی کو جو ان کے مفروضہ عقائد ونظریات کے خلاف تھے اپنے رجحان وافکار کا ایسا جامہ پہنانے کی سعی کرتے رہے ہیں جو اسلامی حقائق کے نہ صرف مغائر تھے بلکہ قرآن پاک ہم کو جو علم دینا چاہتا تھا اس سے اس کا دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ ممکن تلاش وجستجو کے بعد بھی اس حقیقت کا سراغ نہیں لگایا جا سکا جس نے احمد رضا کے دل میں ترجمہ قرآن کا داعیہ پیدا کیا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے قرآن حکیم کو اپنے خاص عقیدہ کے اظہار کا ذریعہ بنانا چاہا۔ تا کہ اس طرح زمرہ عقیدت مندوں میں اپنی فاسد فکری قیادت وامامت کے لیے ایک دلیل اور راہ ہموار کر دی جائے۔

ترجمہ احمد رضا میں نہ تو انداز بیان کی شگفتگی نہ ہی مطالب قرآن کی عمدہ اور صحیح وضاحت اور نہ ہی تحت اللفظ ترجمے کی کسی قسم کی کوئی خوبی۔ اپنی خاندانی قومی زبان کا کافی دخل پایا جاتا ہے ۔ ترجمے کو تفسیری اور مرادی اپنی ذہنی اختراعی سوچ کو ترجمے کا نام دیا گیا ہے۔ جو تمام تراجم کے خلاف ہے۔

احمد رضا کو اپنا ایک نیا ترجمہ لکھوانے کی اس لیے ضرورت پڑی تا کہ ان کے عقیدت منداپنے

دل سے اندھی عقیدت کا وہ نقش مٹنے نہ دیں جسے بڑی مشکل سے انہوں نے ان کے دلوں کی سادہ تختیوں پر رقم کیا ہوا تھا۔

کنزالایمان یہ نیا ترجمہ آیات قرآنی کے نظم و اسلوب اور منشاء خداوندی کو نظر انداز کر کے ان قرآنی آیتوں میں فاسد تاویل و تحریف معنوی کا دروازہ کھولا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے آج تک تمام رضا خانی مترجم ایک ہی لکیر کو پیٹ رہے ہیں اور معنوی تحریف کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

احمد سعید کاظمی کا ترجمہ البیان دیکھیں اس نے احمد رضا نے جو تحریف کا دروازہ کھولا تھا اس سے بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے تحریفی ترجمہ کر چھوڑا جس کے خلاف یعنی احمد سعید کاظمی کے خلاف کتابیں لکھی گئی غیروں نے نہیں بلکہ بریلویوں نے ، احمد سعید کی سعادتیں، پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیں نامی کتاب لکھ کر خوب لتاڑا ہے۔ وہ خود اصل کتاب پڑھ کر فیصلہ کریں۔ اگر احمد رضا تحریف کا دروازہ نہ کھولتا تو انہیں بھی تحریف نہ کرنی پڑتی اور بریلوی علماء ان کو گستاخ رسول بد بخت حرام خور تو نہ لکھتے۔ غلط اور تحریف کی سزا یہ تو دنیا میں ملی ہے آخرت میں خدا جانے کیا ملے گی۔

اعلیٰ حضرت کی اعلیٰ مصروفیت

خداوند قدوس کی مقدس لاریب کتاب کے ترجمے کا وقت نہیں تھا

محمد رضا الحسن قادری بریلوی اعلیٰ حضرت کے سوانح نگار مولانا بدر الدین احمد رضوی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> ''صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی بریلوی نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی۔ آپ نے وعدہ فرمالیا لیکن دوسرے مشاغل دیرینہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی۔ جب حضرت صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا چونکہ ترجمہ کے لیے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے۔ اس لیے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ایک دن کاغذ

قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔اور یہ دینی
کام بھی شروع ہوگیا"۔(بحوالہ اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت ص ۴۷)

اعلیٰ حضرت کو قرآن پاک کے صحیح ترجمہ کرنے کا نہ شوق تھا نہ ہی ذوق۔ مجبوراً آمادہ ہوئے۔ نہ ہی مستقل وقت دیا اور نہ ہی کاغذ۔ قلم۔ دوات اپنی استعمال ہونے دی۔ تھکا، ماندہ۔ اونگھ اور نیند کی ملی جلی کیفیت سے نہایت لاغری اور بے پرواہی سے سوتے سوتے گستاخانہ انداز سے املاء کرایا۔

کنزالایمان کتب تفاسیر اور لغت سے عاری بلا سوچا سمجھا ترجمہ

محمد رضاالحسن قادری بریلوی لکھتے ہیں:

"ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ اس کو لکھتے رہتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح نہیں تھا کہ پہلے آپ کتب تفسیر و لغت کو ملاحظہ فرماتے بعدہٗ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ قرآن مجید کا فی البدیہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یاداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف روانی سے پڑھتا جاتا ہے"۔

(بحوالہ اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت ص ۴۷)

تبصرہ:

آج تک کوئی ایسا مترجم نہ ہوگا جس قرآن کا لیٹے لیٹے ترجمہ لکھوایا ہو اور کتب تفاسیر ولغت کا محتاج نہ ہوا ہو۔ یا ترجمہ جو ذہن میں اونگھ کی حالت و کیفیت میں آتا گیا لکھواتا گیا۔ وہ ترجمہ اونگھی جو فر فر اس انداز سے لکھوایا جیسے حافظ روانی سے قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے اس ترجمہ کنزالایمان کو ماقبل و مابعد والے تمام مسلّمہ ترجموں کے خلاف ہونا کوئی انوکھی بات نہیں۔ گویا ترجمہ ان ہی دو جملوں کا مصداق ہے۔

چڑھانے پہ آئے تو شرعی حدود کو پائمال کر دیا
گرانے پہ آئے تو گرانے کا حق ادا کر دیا

لفظی ترجمہ سے بغاوت

اگر قرآن کریم کا لفظی ترجمہ کردیا جائے تو اس سے بے شمار خرابیاں پیدا ہونگی کہیں شان الوہیت میں بے ادبی ہوگی تو کہیں شان انبیاء کرام میں اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح ہوگا۔ بحوالہ ترجمہ کنزالایمان تفسیر مع نورالعرفان ص ۲۶ ناشر پیر بھائی۔

اور یہی حوالہ اکابر دیوبند کے کرتوت کے ص ۲۳ پر بھی موجود ہے۔ اس کتاب کا مصنف حضرت علامہ سید عبدالحق قادری صاحبزادہ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری۔ ناشر سبزواری پبلشرز جامع مسجد حیدری درگاہ حضرت محمد شاہ دولھا سبزواری کندی والا کھارادر کراچی۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ ترجمہ کنزالایمان لفظی نہیں ہے بلکہ تفسیری ہے اور لفظی ترجمے کی مخالفت اپنے فاسد عقیدوں کو چھپانے کے لیے کی گئی ہے۔ جب لفظ میں خرابی نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے بلکہ قرآنی الفاظ میں جب خرابی نہیں ہے تو ترجمہ لفظی کرنے سے خرابی کیونکر ہوگی۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اگر لفظی ترجمہ کردیا جائے بے شمار خرابیاں پیدا ہونگی۔ الفاظ اور معانی کا نام قرآن ہے۔ الفاظ ہی کا ترجمہ ہوگا۔ بریلوی حضرات ا۔ **قل انما انا بشر مثلکم . قل هل کنت الا بشر رسولا** . ۲۔ **وما کنت لدیهم ولا اعلم الغیب . قل لا املک لنفسی ضرا** کا جب لفظی ترجمہ کریں گے ترجمے کیا بجائے ان کے عقیدے میں خرابی جو ہے وہ ظاہر ہوجائے گی۔ اس لیے یہ لفظی ترجمے کے دشمن بن گئے۔

چونکہ قرآن پاک کے حقیقی اصلی صحیح ترجمے سے ایک تو عقیدے پہ زد پڑتی تھی اس لیے ایک ایسا ترجمہ کیا جو نہ سلف صالحین سے ملتا ہے اور نہ ہی مابعد والے مفسرین سے۔ جس کا اعترف خود رضا خان کے مداح سے ملتی ہے۔ لکھتا ہے کہ کنزالایمان کی مثال نہ عربی میں ہے نہ اردو میں نہ فارسی میں۔ بحوالہ خیابان رضا ص ۱۰۹

واقعی ۱۹۱۱ء میں لکھا گیا ترجمہ اہل علم کوشش (۶) و پنج (۵) میں یعنی (گیارہ) میں ڈال دیا۔ ایک دینی ادارے میں نہ پڑھنے والا لڑکا اور نہ ہی کسی معروف یا غیر معروف ادارے سے سند رکھنے والا بے سند مترجم نے قرآن پاک کا غلط ترجمہ کر ڈالا جو کہ صحابہ کرام کے بھی خلاف ہے آخر ایسا ترجمہ کیوں کر مقبول ہوتا۔ یہی وجہ ہے علماء بریلویہ نے اس کو رد کر دیا ایک

بریلوی نے اس بات کو کھل کر برملا لکھ دیا ہے۔ کہ احمد رضا نے کسی مدرسے میں داخلہ نہیں لیا تھا۔ بحوالہ خیابان رضا ص ۱۸۔

پانچ مترجمین سے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کنز الایمان کا رد

ا۔ علامہ غلام رسول سعیدی بریلوی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ کنز الایمان نہ ما سبق مترجمین سے ملتا ہے اور نہ ہی بعد کے مترجمین سے ملتا ہے۔ احمد رضا اس میں تنہاء یتیم ہے۔ اس کا اپنا ذہنی اختراعی ترجمہ ہے۔ رد کرنے والے حضرات کے نام ملاحظہ ہوں

ا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۲۔ شاہ رفیع الدینؒ۔ ۳۔ شاہ عبدالقادر محمد شاہ دہلوی۔ ۴۔ پیر کرم شاہ الازھری ۵۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی

ان پانچ مترجمین نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو رد کر دیا۔ بحوالہ شرح صحیح مسلم جلد ۶ ص ۶۹۶۔

ترجمہ کنز الایمان ایک مرجوح ترجمہ ہے

غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں

> ''ان تمام احادیث سے واضح ہوگیا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں مغفرت کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور یہ ترجمہ مرجوح ہے۔ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلے اور پچھلوں کے۔ نیز اس ترجمہ کے مرجوح ہونے کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اس میں **لیغفر لک اللہ** کا ترجمہ ہے اللہ تمہارے سبب سے بخشے حالانکہ کتب لغت میں تصریح ہے کہ غفر حرف لام کے ذکر اور حذف دونوں کے ساتھ متعدی ہوتا ہے غفرلہ، ذنبہ کا معنیٰ ہے اس کو معاف کر دیا یہ معنیٰ نہیں ہے اس کے سبب سے معاف کر دیا''۔
>
> (شرح صحیح مسلم جلد ۶، ص ۶۹۴)

ترجمہ کنز الایمان خاندان دہلویؒ سے بغاوت

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کا ترجمہ درحقیقت ترجمہ خاندان دہلویؒ کا حقیقی نمونہ تھا جس کا خود اعتراف بریلویوں نے بھی کیا ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو

مولوی محمود الحسنؒ کا ترجمہ قرآن شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کا چربہ قرار پائے گا اور اس کو ترجمہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ بحوالہ انوار کنزالایمان ص ۵۴۸۔

دیکھا کہ بریلویوں نے اس کا کھل کر برملا اعتراف کیا کہ شیخ الہندؒ کا ترجمہ قرآن خاندان دہلویؒ کے ایک عظیم چشم و چراغ شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کا ترجمہ ہے اس لیے اس کو ترجمہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا حالانکہ برصغیر میں سب سے پہلے ترجمہ قرآن کرنے کی سعادت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی کے حصہ میں آئی جس کا خود بریلویوں کو بھی اعتراف ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وہ عظیم شخصیت ہیں جس کے بغیر کسی ہندی عالم کی سند حدیث حضور علیہ السلام تک نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ بانی مسلک بریلویت کے امام ومجدد کی سند میں بھی شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا نام بریلویوں نے تسلیم کیا ہے۔ بریلویوں نے لکھا ہے۔ اصل حوالہ ملاحظہ ہو۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی سند حدیث گیارہ واسطوں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک اور سند فقہ تیئیس واسطوں امام ابوحنیفہؒ تک پہنچتی ہے۔

بحوالہ جامع الفتاوی جلد اول ص ۳۔

سوال:

کیا برّصغیر میں حدیث اور فقہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا واسطہ ختم کر کے کوئی اپنی سند حضور علیہ السلام تک پہنچا سکتا ہے۔

دوسرا سوال۔

احمد رضا خاں کی سند میں گیارہ واسطوں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک ہے۔

برصغیر میں ان گیارہ واسطوں میں خاندان دہلوی کا نام لیے بغیر احمد رضا کی سند امام بخاریؒ تک پہنچا کر دکھائیں۔

عجیب لطیفہ یا عجیب تماشا

جامع الفتاویٰ جلد اول ص ۴۲۶ میں بریلوی عالم نے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ گستاخ رسولؐ اور گستاخ صحابہؓ تھا۔

گویا احمد رضا خان کی سند میں جہاں غلام قادر بیگ کا نام آتا ہے جس کے بارے میں کہا جاتا

ہے کہ یہ مرزاغلام قادیانی کا بڑا بھائی تھا۔ہاں خان صاحب کی سند جس مقدس شخصیت تک پہنچتی ہے وہ بھی ان کے نزدیک گستاخ رسول ﷺ ہے معاذ اللہ۔

اتنی نہ بڑھا پاکی دامن کی حکایت

عجیب اتفاق یا۔۔۔۔

لفظ گیارہ۔ گیارہ واسطوں سے سند۔یعنی سند میں بھی عدد گیارہ کا۔ جب کنز الایمان نامی ترجمہ لکھا گیا تب بھی عدد گیارہ کا۔ چونکہ ۱۹۱۱ میں لکھا گیا۔ گیارہویں شریف سے فطری نظریاتی تعلق ہے۔ بندہ نے پڑھا ہے رحیق المختوم نامی کتاب میں جو حضور علیہ السلام کو ہجرت والی رات ابوجہل اینڈ کمپنی والی مشرک پارٹی جو قتل کرنے آئی تھی وہ بھی عدد کے لحاظ سے گیارہ ہی تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین سے حضور علیہ السلام کے وجود اقدس کی حفاظت فرمائی ناکام رہے۔

وہ گیارہ حملہ آور وجود رسول اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مٹا سکے۔ ہمیشہ کے لیے خائب وخاسر ونامراد رہے۔

علمی سند گیارہ عدد والی اور ترجمہ کنز الایمان گیارہ عدد والا بھی عرب امارات میں داخل نہیں ہوسکتا جیسے وہ گیارہ عدد والے ہجرت کی رات نہ گھر میں داخل ہوسکے اور نہ ہی اس مقدس غار میں داخل ہوسکے۔ان کا بھی داخلہ بند۔

لگتا ہے کہ عدد گیارہ میں کوئی نہ کوئی راز مضمر ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک گیارہوں شریف کے عدد سے پیار ومحبت نبھایا جارہا ہے۔

مولوی امجد علی نے ترجمہ کرنے پر مجبور کردیا مجبوراً ترجمہ لکھوانا پڑا

اعلیٰ حضرت احمد رضا قرآن پاک سے عدم محبت وتعلق کی وجہ سے قرآن پاک کا ترجمہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہ تو ملت بریلویہ پر احسان ہے مولوی امجد علی کا کہ اس نے مجبور کردیا اور پیچھے پڑا رہا وہ ٹرخاتا بھی رہا۔جس کو ملت رضا خانیت نے یوں نام دے دیا کہ دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی ۔بحوالہ انوار کنز الایمان ص ۹۳۲ انوار رضا ص ۸۱۔

آج تک بریلوی حضرات یہ فیصلہ نہیں کر پائے آخر وہ دوسرے مشاغل کثیرہ کیا تھے جو قرآن پاک سے بھی معاذ اللہ فوقیت رکھتے تھے۔؟ اعلی حضرت نے یہاں تک کہہ دیا مولوی امجد علی کو کہ ترجمہ قرآن کے لیے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے۔ اس لیے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ صدر الشریعہ ایک دن کاغذ قلم لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور دینی کام شروع ہو گیا۔ حوالہ مذکور۔

یہ تھا عاشق صاحب قرآن۔ جس کے پاس قرآن کے لیے مستقل وقت نہ تھا اور نہ ہی دیا۔ تو وہی وقت دیا جو غنودگی اور بے ہوشی اور نیم بیداری کا تھا۔ کوئی بھلے مانس اس اعلیٰ حضرت سے پوچھے کہ تکفیر مسلمین پہ رات و دن محنت شاقہ کرنے کا اور ماں کے روکنے کے باوجود نفلی حج کو جو کہ جائز نہیں جانے کا وقت تھا۔

ایک مداح اعلیٰ حضرت نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ مجبوری تھی آج تک وہ مجبوری سامنے نہیں آسکی۔ آخر وہ کیا مجبوری تھی۔ ماں کو ناراض کیا اور یہ سفر والا وقت قرآن پاک کو بھی نہ دیا بار بار اصرار کرنے کے باوجود۔

آخر کوئی بات ہے جس کی پردہ داری ہے۔ ملت بریلویہ کے مسلمہ بزرگ اور عالم دین پیر قمر الدین سیالوی کے استاد معین الدین اجمیری نے اپنی مایہ ناز کتاب تجلیات انوار المعین میں اس بات کو وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا مکفر المسلمین تھے۔

اتنا کسی نے غیر مسلموں کو مسلمان نہیں کیا جتنا احمد رضا نے مسلمانوں کو کافر بنایا۔ تو اب پتہ چلا وقت کہ امجد علی کو مستقل وقت کیوں نہ مل سکا اور دوسرے مشاغل دینیہ کا جس کو نام دیا گیا وہ سمجھ میں آ گیا ہوگا۔

موجودہ قرآن کا انکار

علامہ غلام رسول سعیدی توضیح البیان ص ۲۷ منقول انوار کنز الایمان ص ۷۔۲ میں لکھا ہے۔
اگر قرآن اردو میں نازل ہوتا تو اسی ترجمہ میں ہوتا۔ (یعنی کنز الایمان)۔
ترجمہ کنز الایمان کو اگر عربی میں ڈھالا جائے تو کلام الٰہی نہیں بنتا۔ اگر اردو میں نازل ہوتا موجودہ قرآن کے جو الفاظ ہیں وہ تو ترجمہ کنز الایمان کی تائید نہیں کرتے۔ پھر کلام الٰہی جو

ازلی کلام اس کا تصور اور ترجمہ کنزالایمان کا نظریہ سراسر مخالف ہے۔ موجودہ قرآن مجید کا مقصد اور اگر اردو میں نازل ہوتا یعنی کنزالایمان ہوتا بقول بریلویہ تو پھر مقصد اور ہوتا۔ تکذیب الفاظ کلام اللہ کی ایک گہری شازش ہے۔

پاسبان مسلک رضا اور احمد رضا

مولانا ابوالخیر زبیر جو کہ بریلوی مسلک کی جماعت جمعیت علماء پاکستان کے نامور لیڈر رہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ مسلک رضا والے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت کو نبیوں ولیوں بلکہ خود حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ ابوالخیر کا بیان۔

بحوالہ انوار کنزالایمان ص۲۱۲۔

احمد رضا خان کا چہرہ قرآن

علامہ غلام رسول سعیدی کی کتاب توضیح البیان میں احمد رضا خان کے چہرے کے متعلق لکھا ہے۔ چہرہ ایسے جیسے کھلا ہوا قرآن۔ بحوالہ انوار کنزالایمان ص۲۰۷ تا ۲۰۸۔

احمد رضا خان معجزات میں شامل

مضمون صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری میں ہے۔ کہ احمد رضا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ بحوالہ انوار کنزالایمان ص۲۳۶۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے بارے میں اتنی مبالغہ آرائی کی گئی جن سے خود ایمان کا خطرہ ہے۔ کہیں ان کی کتاب کو قرآن کا درجہ دیا گیا۔ جیسا کہ الصوارم الہندیہ میں مرقوم ہے کہ احمد رضا کی ایک تصنیف حسام الحرمین کتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین لکھا گیا۔ اور کہیں لکھا گیا ہے یہ دعا ہے یہ دعا، تیرا اور میرا سب کا خدا احمد رضا۔ بحوالہ نغمۃ الروح۔ کہیں تلمیذ الرحمان اور کہیں اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے ناممکن فرما دیا گیا۔ ازاحکام شریعت اور کہیں ترجمہ احمد رضا خان کے بارے لکھا گیا۔ یہ اردو والے خدائی الفاظ کا معاذ اللہ درجہ رکھتے ہیں۔ اگر اردو میں نازل ہوتا قرآن تو ترجمہ احمد رضا والی اردو میں نازل ہوتا۔ پھر یہ اردو اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہوتے۔ معاذ اللہ۔

احمد رضا کی اردو قرآن ہے۔ بظاہر ترجمہ۔ معاذ اللہ

یہ بظاہر تو ایک ترجمہ ہے مگر درحقیقت قرآن کی تفسیر بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اردو زبان میں قرآن ہے۔ المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۲۴۵ منقول از انوار کنزالایمان ص ۶۶۲۔

عربی زبان والے تراجم اور فارسی و اردو والے تراجم سارے غلط صرف اکلوتا ترجمہ کنزالایمان بے مثال۔

ایک غالی غلو محبت میں آ کر لکھتا ہے علم قرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیٰ حضرت کے اس ترجمے سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں ہے اور نہ اردو میں ۔بحوالہ امام احمد رضا نمبر المیزان بمبی ص ۲۵۴۔

نوٹ :

ملت بریلویہ نے اعتراف کردیا کہ اعلیٰ حضرت نے ایسا اعلیٰ ترجمہ کردیا۔ اس جیسا آج تک نہیں لکھا جاسکا۔اس کی مثال نہ سابقہ دور میں اور نہ مابعد کے دور میں ملتی ہے ۔تو اس سے ثابت ہوا یہ ایک انوکھا اور ایک نرالا ترجمہ ہے جس ترجمے کی تائید نہ ہی اہل زبان عرب کرتے ہیں اور نہ ہی اہل فارس اور نہ ہی اہل اسلام اور نہ ہی اہل عجم کرتے ہیں۔
گویا عرب وعجم کے مفسرین اور مترجمین کے ترجمے کی بغاوت کا ایک نادر نمونہ ترجمہ کنزالایمان کی صورت میں ایک سازش کے تحت تمام مترجمین جو کہ اہل حق کی مکمل تائید رکھتے ہیں ان کے تراجم کو غلط اور بے وقعت اور گستاخانہ ترجمہ ثابت کرنے کی غرض سے ایک نیا اور مسلّمہ مترجمین سے ہٹ کر بنام کنزالایمان لکھا گیا۔ دراصل وہ ترجمہ کنزالایمان نہیں ہوسکتا جو ایک سواد اعظم کی مخالفت میں لکھا گیا ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا **اتبعوا سواد الاعظم**۔ لیکن احمد رضا نے سواد اعظم کی مخالفت کرتے ہوئے ان سواد اعظم کی راہنمائی کی بجائے الٹا ٹکرا جانے والا ترجمہ کنزالایمان کے نام سے لکھ ڈالا۔ یہی وجہ ہے اس ترجمہ کی بریلوی علماء نے بھرپور مخالفت کی اور اس کے بارے میں کہا کہ یہ غیر مقبول مردود ہے۔ جو مردود۔غیر مقبول ہے اس کو کنزالایمان کا نام دینا عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ایک دو حوالے مزید پڑھ لیں تاکہ اچھی طرح تسلی ہوجائے کہ ترجمہ قرآن وحدیث کی بغاوت کا مجموعہ اور نظریات باطلہ کی غمازی کرتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا غلط ترجمہ کنز الایمان

پہلے آپ اعلیٰ حضرت کا غلط ترجمہ جو کہ قرآن و احادیث صریحہ کے خلاف ہے ملاحظہ فرمالیں۔ اس کے بعد دلائل خود کتب ملت بریلویہ سے نقل کریں گے تاکہ پتہ چلے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ نہ صرف قرآن واحادیث صریحہ کے خلاف ہے بلکہ جمہور امت کے مفسرین اور مترجمین کے بھی خلاف ہے۔

یغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر.

ترجمہ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ از کنز الایمان اعلیٰ حضرت۔

نوٹ: اس اعلیٰ حضرت کت ترجمے کو۔ امام رازی اور علامہ سیوطی جیسے معتبر اور مستند مفسرین کرام اور علماء عظام نے نہ صرف غیر مقبول اور ضعیف قرار دیا بلکہ بڑے وزنی دلائل سے اس کا رد اور ابطال بھی فرمایا ہے۔ مگر ہم اپنے کی عبارات سے رد پیش کرتے ہیں۔

بریلوی مولوی زبیر کی تحقیق

تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے الخ

(یہ ترجمہ) متعدد صحیح احادیث کے صریح خلاف ہے۔ بحوالہ مغفرت ذنب ص ۲۰

ماہر رضویات علامہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود کے بھانجے کی تحقیق

یدخل المومنین والمؤمنات کا نازل ہونا اس بات پر نص صریح ہے کہ لیغفر لک اللہ والی آیت میں ذنبک سے امت کے ذنب ہرگز مراد نہیں اور نہ ہی اس میں امت کی مغفرت مراد ہے۔ بلکہ اس میں حضور ﷺ کی مغفرت ذنب کا ذکر ہے جبکہ امت کے گناہوں کی مغفرت کا اگلی آیت میں ذکر آرہا ہے۔ لہٰذا اس آیت میں امت کی مغفرت مراد لینا یہ حدیث کے صریح خلاف ہے۔ از مغفرت ذنب ص ۲۱۔۲۲

نوٹ: احمد رضا نے امت کے ذنب مراد لیے۔ اب عبارت بالا مذکورہ سے ثابت ہوا کہ یہ ترجمہ حدیث کے صریح خلاف ہے۔ تو بریلوی عالم جو کہ مسلمہ عالم ہیں اور موجودہ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ بھی ہیں۔ ترجمہ کنز الایمانی کو حدیث کے خلاف قرار دے دیا۔

ابوالخیر کا دعویٰ کہ یہ ترجمہ صحابہ کرامؓ کے عقیدہ کے خلاف ہے دیکھئے وہ لکھتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی نظر میں بھی آیت مبارکہ ماتقدم من ذنبک میں حضور ہی کی مغفرت مراد ہے امت کی مغفرت مراد نہیں۔بحوالہ مغفرت ذنب ص۲۲

مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے ترجمہ کنزالایمان کارد کردیا

مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے اپنے کلام میں واضح طور پر لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنب والی آیت میں مغفرت ذنب کا تعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم کیا ہے۔بحوالہ مغفر ذنب ص۳۱۔

نواسہ مفتی مظہر اللہ کا عقیدہ۔اور بغاوت ترجمہ کنزالایمان

اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کرنے کا ترجمہ کرنا درست نہیں۔از مغفرت ذنب ص:۳۶ مصنف ابوالخیر زبیر۔

مفتی احمد یار خان کی بغاوت

(مفتی احمد یار گجراتی) کا عقیدہ۔اصل حوالہ ملاحظہ ہو۔

لیغفر لک اللہ والی آیت مبارکہ میں امت کی مغفرت نہیں بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت مراد لی ہے۔اور مغفر ذنب ص۳۲۔

علامہ غلام رسول سعیدی کی تحقیق

علامہ غلام رسول سعیدی نے بھی اپنی شرح صحیح مسلم جلد ص۱۰۰ امت کی مغفرت نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کی مغفرت مراد لی ہے اور دلائل سے امت کی مغفرت مراد لینے کا رد کیا ہے ۔مغفرت ذنب ص۳۴ص۳۳ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

بریلوی علماء کی بغاوت از ترجمہ کنزالایمان

۱۔علامہ عبدالحکیم شرف قادری۔
۲۔بریلوی مفتی اعظم ہندوستان حضرت علامہ محمد مظہر اللہ شاہ صاحب
۳۔سید احمد سعید کاظمی (انوار العلوم)
۴۔مولانا سردار احمد لائل پوری۔

۴۔علامہ غلام رسول رضوی ان کے علاوہ بھی ترجمہ کنز الایمان سے بغاوت کرنے والے حضرات کافی ہیں۔

۵۔مولانا اشرف سیالوی

۶۔سید سعادت علی قادری

۷۔پیر کرم شاہ الازھری۔

اعلیٰ حضرت کی کافرانہ اوراندھی عقیدت میں عصمت انبیاء کاانکار

مفتی ہندوستان مولوی مظہر اللہ کے نواسے اور ماہر رضویات اعلیٰ حضرت پروفیسر مسعود احمد کے بھانجے لکھتے ہیں۔

> ''بہر حال اب اعلیٰ حضرت سے ایسی اندھی اور کافرانہ عقیدت رکھنے والوں اوراعلیٰ حضرت کوسب نبیوں اور ولیوں سے افضل سمجھنے والوں کو نہ تو کسی صحیح حدیث سے قائل کیا جاسکتا ہے نہ ان کے سامنے کسی نبی یا ولی کا قول پیش کیا جاسکتا ہے وہ تو صرف اعلیٰ حضرت کو مانتے ہیں اعلیٰ حضرت کے سوا کسی نبی ولی کونہیں مانتے لہٰذا ایسے حضرات کی خدمت میں اب میں اعلیٰ حضرت ہی کی اور اعلیٰ حضرت کے والد محترم کی تحریر آخیر میں پیش کرتا ہوں۔
>
> جس میں خود اعلیٰ حضرت نے اوران کے والد نے حضور ﷺ کی امت کی مغفرت کانہیں بلکہ خود حضور کی مغفرت کا قول کیا ہے۔ لـــذنبک میں ذنب اور گناہ کی نسبت امت کی طرف نہیں کی بلکہ اس سے حضور کے ذنب مراد لیے ہیں۔اب جولوگ اس جرم میں سارے نبیوں ولیوں اور محدثین ومفسرین کو گستاخ اور بے ادب قرار دے رہے ہیں اوران کوخطا کار قرار دے رہے ہیں معاذ اللہ ان حضرات سے میں پوچھوں گا کہ اعلیٰ حضرت اوران کے والد گرامی کے بارے میں اب آپ کی کیا رائے ہے؟''۔

(بحوالہ مغفرت ذنب ص ۵۰)

اب اس سے معلوم ہو کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے ترجمے کنز الایمان کو بھی غلط تسلیم کرلیا بلکہ ان

کے والد نقی علی خان نے بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کنز الایمان کی موافقت نہیں کی ۔ تو تمام مفسرین مترجمین کا اجماع ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ نہ پہلے والوں سے ملتا ہے اور نہ ہی بعد والوں سے ملتا ہے ۔ یہ ایک انوکھا اور نرالا اختراعی تحریفی ترجمہ ہے جس کو اپنوں نے ہی رد کر دیا ۔

احمد رضا کے جھوٹ کا دوسرا نام قرآن ہے

حوالہ ملاحظہ ہو ۔

قارئین حضرات پہلے اعلیٰ حضرات احمد رضا خاں بریلوی کا ایک فتویٰ پڑھ لیں ۔ لکھتے ہیں ۔ :

> ''ڈاڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے ۔ فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں ۔ حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہو گا'' ۔ (بحوالہ احکام شریعت ۔ حصہ دوم ص ۱۸۲)

احمد رضا خان کے اس فتوے کو بار بار پڑھیں اور حدیث شریف میں اس پر غضب اور ارادہ قتل سے آخر تک عبارت بغور پڑھیں ۔ اور اگر خدا قدوس آپ کو توفیق دے تو احادیث مبارکہ کا مطالعہ فرمائیں اور قرآن مجید بھی پڑھ لیں نہ حدیث میں داڑھی منڈانے والوں کو حضور علیہ السلام کے قتل کر دینے کا ارادہ ملے گا اور نہ ہی قرآن کریم میں داڑھی منڈانے والے پر لعنت ہے کا تذکرہ ملے گا ۔

یہ اعلیٰ حضرت کی اپنی ہرزہ سرائی ہے جس کو قرآن کریم کی طرف منسوب کر کے خدا کے کلام پر بہتان باندھا ہے ۔ اور قرآن عظیم سے مراد احمد رضا خان کا اپنا فتویٰ ہے تو پھر اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ احمد رضا جو کہ نابالغی کی عمر میں مفتی بنا تھا یہ نابالغانہ فتویٰ اپنی بھولی بھالی بھیڑوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ میری باتوں کو قرآن عظیم کہا کرو ۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ۔

اس سے آپ اندازہ لگائیں جو قرآن و حدیث ، خدا و رسول ؐ کا خوف نہیں کرتا ، وہ الفاظ قرآن کے ترجمے میں کیسے خوف خدا کرے گا ؟

یہ شخص اتنا جری تھا کہ قرآن پر سفید جھوٹ بول گیا اور اپنے جھوٹے اختراعی تحریفی اور انوکھے غلط مردود اور غیر مقبول ترجمے جو احادیث صریحہ اور اقوال صحابہؓ اور تابعین کے سراسر خلاف ہے اس کا نام کنزالایمان رکھ دیا اس کا نام کنزالایمان رکھ کر اپنی بھولی بھالی بھیڑوں کو قرآن کے نام سے دھوکا دیا۔ گویا۔ احمد رضا کے جھوٹ کو نام قرآن کا دے دیا گیا اور جھوٹے ترجمے کو نام کنزالایمان دے دیا گیا۔ معاذ اللہ

علماء دیوبند کے تراجم عرب وعجم میں مقبول ہوئے اور ترجمہ کنزالایمان ملت بریلویہ میں بھی مقبول نہ ہوسکا

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی قدس سرہٗ العزیز برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش کو فرنگی استعمار سے آزادی دلانے کی جدوجہد میں گرفتار ہو کر مالٹا جزیرے میں تقریباً ساڑھے تین سال اپنے خادم خاص اور تلمیذ شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنیؒ کے ہمراہ نظر بند رہے اور رہائی کے بعد جب دیوبند شریف واپس پہنچے تو انہوں نے اپنے زندگی بھر کے تجربات اور جدوجہد کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے ادبار و زوال کے دو بڑے اسباب ہیں ایک تو قرآن کریم سے دوری اور دوسرا باہمی اختلافات و تنازعات، اس لیے مسلم امت کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جائے اور مسلمانوں میں باہمی اتحاد و مفاہمت کو فروغ دینے کے لیے محنتِ شاقہ کی جائے۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بڑھاپے اور ضعف کا زمانہ تھا اور اس کے بعد جلد ہی دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کے تلامذہ اور خوشہ چینوں نے اس نصیحت کو پلّے باندھا اور قرآن کریم کی تعلیمات کو عام مسلمانوں تک پہنچانے کے لیے نئے جذبہ ولگن کے ساتھ مصروف عمل ہو گئے۔ اس سے قبل حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے عظیم المرتبت فرزندان حضرت شاہ عبدالعزیزؒ حضرت شاہ عبدالقادرؒ اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے قرآن مجید کے فارسی اور اردو تراجم اور تفسیریں کر کے اس خطہ کے مسلمانوں کی توجہ دلائی تھی کہ ان کا قرآن کریم کے ساتھ فہم و شعور کا تعلق قائم ہونا از حد ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر وہ کفر و ضلالت کے حملوں اور گمراہ کن افکار و نظریات کی یلغار سے خود کو محفوظ

نہیں رکھ سکتے جبکہ حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں کی یہ جدوجہد بھی اسی کا تسلسل کا حصہ تھی۔ بالخصوص پنجاب میں شرک و بدعات اور اوہام کے سراب کے پیچھے بھاگتے چلے جانے والے ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کو خرافات و رسوم کی دلدل سے نکال کر قرآں سنت کی تعلیمات سے براہ راست روشناس کرانا بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ لیکن اس کے لیے جن ارباب عزیمت نے عزم و ہمت سے کام لیا اور کسی مخالفت اور طعن و تشنیع کی پروا کیے بغیر قرآن کریم کو عام لوگوں کی زبان میں ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا ان میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ العزیز میانوالی۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ قدس سرہ العزیز اور حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نوراللہ مرقدہ اور سراج الاولیاء حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں جنہوں نے اس دور میں علاقائی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر سے عام عام مسلمانوں کو روشناس کرانے کی مہم شروع کی جب عام سطح پر اس کا تصور بھی موجود نہیں تھا مگر ان ارباب ہمت کے عزم و استقلال کا ثمرہ ہے کہ آج قرآن کریم کے دروس کی محافل کو شمار کرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے بفضلہ تعالیٰ پوری دنیا میں علماء اہل سنت دیوبند کا فیضان جاری ہے۔ اپنے پرائے، حتی کہ مخالفین بھی علماء دیوبند کے علمی مقام کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ برعکس ترجمہ کنز الایمان کو خود بریلوی علماء نے رد کر دیا جس پر کتابیں لکھی گئیں۔ آپس کی دھما چوکڑی اور ایک دوسرے کے دست و گریبان اور گستاخ اور تکفیر تک سے بھی احتراز نہیں کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت کے نئے اور پرانے مخالفین نامی کتاب لکھی گئی۔ اور دوسری کتاب کنز الایمان پر اعتراضات کا آپریشن نامی کتاب لکھی گئی۔ اول الذکر کتاب میں بھی اپنوں کا رونا رویا گیا۔ ثانی الذکر کتاب میں بھی اعتراضات کرنے والے بریلوی ہی ہیں۔ احمد رضا نے صرف اکلوتا انوکھا ترجمہ جو لکھا بجائے مقبولیت کے الٹا گستاخانہ محرفانہ ترجمہ قرار دیا گیا۔ علماء حقہ کی تکفیر کرنے والے آج خود ایک دوسرے کی تکفیر کر رہے ہیں۔ اس دنیا میں یہ سزا ہے علماء حق کے تکفیر کرنے کی۔ فاعتبروا۔

احمد رضا محرف قرآن

محقق العصر رئیس المناظرین استاذ المناظرین
حضرت مولانا منیر احمد اختر جہانیاں منڈی

مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتے ہیں:

تحریف کی چند صورتیں ہیں

(۱) لفظ کا بدل ڈالنا (۲) معنی بدل ڈالنا (۳) عبارت کا وہ مطلب بنانا جو اجماع امت کے خلاف ہو۔ کلام الٰہی کی تحریف کفر ہے۔ جو شخص عبارتِ قرآن دیدہ دانستہ بدلے وہ کافر ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد اول ص ۴۶۸ تا ص ۴۶۹)

نوٹ: احمد رضا خان مذکورہ بالا تحریف کی چند صورتیں جو بریلویوں کے حکیم الامت گجراتی محشی کنز الایمان نے گنوائی ہیں، اعلیٰ حضرت ان سب صورتوں میں ملوث و مرتکب پائے جاتے ہیں۔

تحریف فی القرآن اور احمد رضا خان

اکاذیب احمد رضا خان بریلوی قرآن پر الزامات

(۱) قال تعالیٰ. قُلْ اَطِیْعُوا اللہ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الاَمْرِ مِنْکُم

بحوالہ لمعة الضحیٰ فی اعفاء اللحی ۱۳۱۵ھ

۱۸۹۷ مطبوعہ ص ۱۶۔ مطبوعہ لائلپور۔۔

حالانکہ آیت کریمہ کے اصل الفاظ میں یا ایھا الذین آمنوا کی جگہ اپنی طرف سے لفظ قل لکھ دیا ہے۔ اور ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کتابت کی غلطی ہے۔

(۲) عَنْ اَمْرِنَا کا اضافہ:

خان صاحب بریلوی نے ایک آیت مبارکہ کو اس طرح نقل کیا ہے۔

آیت نمبر ۱۲ قال جل ذکرہ

لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃلمن کان یرجو اللّٰہ والیوم الآخر ومن یتول عن امرنا فان اللہ ھو الغنی الحمید۔

لمعۃ الضحیٰ فی اعفا اللحیٰ ص۲۰،۲۱۔مطبوعہ لائکپور،

حالانکہ آیت کریمہ کےاصل الفاظ میں عن امرنا نہیں ہے۔قرآن پاک کلام خداپرالزام ہے۔جھوٹ ہے۔

نوٹ : اس اضافے کوکاتب کی غلطی قرار دے کربھی جان نہیں چھڑائی جاسکتی۔کیونکہ چند سطر کے بعداسی آیت کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔اورآخر میں فرمادیا کہ جو ہمارے حکم سے پھرے تواللہ بے نیاز بے پرواہےاور ہرحال میں اُسی کیلئے حمد ہے۔احمدرضا خان لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحی ص۲۰،۲۱مطبوعہ لائل پور۔

(۳) مِنْ اَمْرِھِمْ کومِنْ اَنْفُسِھِمْ سے بدل دیا

خان صاحب نے ایک اورتحریف کرڈالی۔وقال اللہ تبارک وتعالیٰ۔و ما کان لمومن ولامؤمنۃٍ اذا قضی اللّٰہ ورسولہٗ امراً ان یکون لھم الحیرۃ من انفسھم ومن یعصِ اللّٰہ و رسولہ فقد ضلَّ ضَلٰلاً مُّبِیناً .

پ۲۲،سورۃالاحزاب آیت نمبر۳۶تفسیرنورالفرقان ترجمہ کنزالایمان ص۵۰۸

آیت میں من امرھم تھامحرف نےمن انفسھم کردیا۔

(۴) احمدرضانے آیت قرآنی ایک اور بدل ڈالی

ھُمْ لِلکفرِ اَقْرَبُ مِنھُم یومئذٍ للایمان۔بحوالہ۷۸حرمت سجدہ تعظیمی از احمدرضاخان ناشرنوری بک ڈپولاہور۔

جبکہ قرآن مجید کی اصل آیت یوں ہے۔

ھُمْ لِلْکُفْرِ یَوْ مَئِذٍ اَقْرَبُ مِنھم لِلْاِیْمَان .

سورۃ آل عمران

احمدرضانے جوترجمہ کیا۔اوراس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفرسے زیادہ قریب ہیں۔مجددخودساختہ بریلوی نےلفظ یَوْمَئِذٍ کوجولفظ اَقْرَبُ مِنھُم سےمقدم تھا اس سے مؤخرکردیا۔تحذیرالناس کی عبارت کی طرح ظلم کردیا۔

(۵) تحریف کا ایک اور نمونہ اور خان صاحب
حَيْثُ مَا کی بجائے اَيْنَمَا کر دیا

لکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرما چکا۔

اَيْنَمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ شَطْرَه ۔تم جہاں کہیں ہو کعبہ ہی کو منہ کرو۔

(بحوالہ حرمت سجدہ تعظیمی ص ۱۰۱)

حالانکہ الفاظ زبانی یوں ہیں۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ شَطْرَه ۔البقرۃ ۱۴۴۔

ضرب المثل حافظے والے مسٹر خان صاحب نے حیثُ ما کی جگہ اپنی طرف سے اَيْنَمَا لکھ دیا ۔یہ سب تحریف قرآن کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

(٦) مفتری اعظم مائتہ حاضرہ کا قرآن پر بہتان

ایک اور تحریف اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا حذف کر لیا۔

جب فرعون ڈوبنے لگا بولا

اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ اٰمَنَتْ بِهٖ بنو اسرائیل۔ میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔فرمایا گیا اٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ۔اب ایمان لاتا ہے اور اس کے پہلے نافرمان تھا۔ بحوالہ الملفوظ احمد رضا خان حصہ سوم ص ۵۰۔۵۱۔ ناشر کامیاب دار التبلیغ ۱۳۸ اردو بازار لاہور۔

نوٹ:

احمد رضا خان نے کو قرآنی آیت نقل کی ہے۔ وہ قرآن پر بہتان ہے۔قرآن پاک کے الفاظ دراصل یوں ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ سورۃ یونس آیت ۹۰۔

نوٹ ۔احمد رضا خان نے قرآن مقدس کے الفاظ انہ لا الہ الا الذی کی جگہ ایک خود ساختہ کلمہ بالّذی ذکر کر دیا ہے اور چونکہ انہوں نے اپنے خود ساختہ الفاظ کے مطابق ترجمہ بھی

ساتھ ہی کر دیا ہے۔ اسی لئے کوئی بہانہ، تاویل، چونکہ چنانچہ، کاتب کا بہانہ نہیں چل سکتا۔

ایک اور تحریف قرآن کا نمونہ

(۷) کتب کی بجائے خَتَمَ کر دیا

خان صاحب کے ملفوظات میں ایک سوال اور اس کا جواب بایں الفاظ منقول ہے۔

عرض۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خَتَمَ اللّٰہ ُلَا غْلِبَنّ اَنَا وَ رُسُلِیُ ۔تو بعض انبیاء شہید کیوں ہوئے؟

ارشاد۔ رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا؟۔ انبیاء البتہ شہید کئے گئے۔ رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّن فرمایا گیا نہ کہ یَقْتُلون الرُّسُل.

بحوالہ ملفوظات احمد رضا حصہ چہارم۔

سائل نے جو آیت پیش کی وہ بالکل غلط اور محرف ہے۔ آیت اصل میں یوں ہے۔ کَتَبَ اللّٰہ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا و رسُلی۔ المجادلہ۔

ترجمہ احمد رضا خان۔ اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول۔

نوٹ ۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ سائل کوئی جاہل آدمی تھا جس نے جہالت کے باعث آیت مبارکہ غلط طور پر لکھدی تو مسٹر احمد رضا خان کا فرض تھا کہ سائل کی غلطی کی اصلاح کرتے۔ بجائے اصلاح کے اس کی تحریف پر سکوت کر کے گونگے شیطان بن بیٹھے اس سکوت سے تو سائل کی تائید و توثیق کر دی۔ کیا یہ منہ بولتا کھلا تحریری ثبوت نہیں ہے کہ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت کو یا تو قرآں پاک صحیح طور یاد نہ تھا۔ چودہ صد سالہ کتابیں یاد تھیں سفید جھوٹ ثابت ہو گیا۔

(۸) احمد رضا خان کا رسولوں کی شہادت سے تحریری انکار

احمد رضا کے جواب کا خلاصہ: کہ نبی اور رسول میں فرق ہے اور آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے غلبہ رسل کا عدہ فرمایا ہے۔ نبیوں کے غلبہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ یہی وجہ سے کہ انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام تو شہید ہوئے۔ رسول کوئی شہید نہیں ہوا۔

حالانکہ تفسیر کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہوگا کہ رسولوں کی شہادت کا ذکر ایک سے

زائد مقام پر خود قرآن پاک میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ۔سورۃ البقرآیت ۸۷
ترجمہ احمد رضا۔تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان انبیاء میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ملاحظہ ہو۔
اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ.سورۃ آل عمران آیت ۱۸۳
ترجمہ خان صاحب۔وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے اقرار کرلیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں۔جب تک ایسی قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے۔تم فرمادو، مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں اور یہ حکم لے کر آئے جو تم کہتے ہو، پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا، اگر تم سچے ہو۔

ایک اور قرآنی شہادت رسولؑ شہید ہوئے
لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ۔المائدہ آیت نمبر ۷۰
ترجمہ خان صاحب۔بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان کی طرف رسول بھیجے جب بھی ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر آیا جو ان کے نفس کی خواہش نہ تھی۔ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں۔

نوٹ : یہ تینوں آیاتِ قرآنیہ بانگ دہل اعلان کررہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول بھی شہید کیے گئے ہیں۔لیکن احمد رضا خان کی قرآن فہمی اور تفسیر دانی سراسر جہالت پر مبنی ہے کہ اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول بھی شہید ہوئے ہیں۔لیکن احمد رضا پورے وثوق واعتماد کے ساتھ اپنی جہالت اور علم قرآن اور فن تفسیر سے نابلد ہونے کے باعث شہادت رسل کا انکار کرتے ہیں۔

احمد رضا کی علمی پوزیشن زیرو تھی

مورخ شہیر حضرت علامہ سید عبدالحی رائے بریلی المتوفی ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۳ء نے بھی علم تفسیر و حدیث میں احمد رضا خان صاحب کی بے بضاعتی کا رونا رویا ہے فرماتے ہیں۔

قليل البضاعة فی الحديث والتفسير بحوالہ نزهته الخواطر جلد نمبر ۸ ص ۴۱ مطبوعہ کراچی۔

نوٹ: احمد رضا خان بریلوی علم حدیث وتفسیر میں کم مایہ (یا بالکل بے مایہ) ہیں۔ لفظ قلیل بعض مقامات پر عدیم کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ سبعہ معلقہ کے ایک شعر میں ہوا ہے

فقلت له لماعویٰ انّ شاننا

قليل الفتي ان كنت لما تَموَّل

اس لیے علامہ لکھنوی کی عبارت میں لفظ قلیل البضاعۃ ہے۔

ایک اور تحریف کردی اَنَّهٗ لا اله الا حذف کرلیا۔

احمد رضا خان صاحب کی حالت یاس کے ایمان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ایمان یاس بے کار ہے۔ جب نار سامنے ملائکہ عذاب سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا۔ بولا اٰمنتُ بالَّذی اٰمَنتُ بَنُوا اِسرائیلَ۔ میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ بحوالہ ملفوظات احمد رضا خان حصہ سوم ص ۴۶۔ مطبوعہ کراچی۔

تحریف سے پاک آیت قرآنی اصل قرآن میں ہوں ہے

حَتّٰی اِذا اَدْ رَكه الغرق قال اٰمنتُ اَنَّهٗ لا اله الّا الَّذِیْ اٰ منت به بنوا اسرائيل وانا من المسلمين۔ سورۃ یونس۔ نوٹ۔ ترجمہ بھی خان صاحب کا سن لیں۔

یہاں تک کہ جب ڈوبنے نے آلیا۔ بولا میں ایمان لایا کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔ الذی کو بالذی کردیا احمد رضا خانصاحب نے آیت قرآنیہ کے الفاظ اِلَّا الَّذِیْ کی جگہ ایک خود ساختہ کلمہ بالّذی لکھ دیا۔ ترجمہ بھی ساتھ کردیا۔ اب کوئی بہانہ نہیں چل سکتا۔ کہ سہو کاتب ہوگیا۔ معلوم ہوگیا کہ فاضل بریلوی نے قرآن پاک کی تحریف کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ (ختم شد)

تفسیر قرآن

اور

مولوی احمد رضا خان بریلوی

مولانا محمد ادریس قاسمی صاحب (انڈیا)

باسمه تعالی

الحمد لله رب العلمین والصلوٰة والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی آله واصحابه اجمعین . اما بعد !

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم . بسم الله الرحمن الرحیم

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون .... وقال فی موضع آخر ... لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه.

وقال النبی صلی الله علیه وسلم من فسر فی القرآن برائیه فلیتبو ا مقعده من النار . صدق الله العظیم

معزز حاضرین مجلس!

آج کے اس اجلاس میں قرآن حکیم کے سلسلے میں کچھ عرض کروں اور ساتھ ہی اس بات کی کوشش میں ہوں کہ جہاں قرآن کی کچھ خوبیاں آپ کے سامنے پیش کروں وہیں دشمنان قرآن کا بھی پردہ چاک کروں جنہوں نے قرآن کی حقانیت کو اپنے قلم اور باطل دماغ کے ذریعہ ریزہ ریزہ کرنے کی ناپاک کوشش کی ۔۔۔ بڑا افسوس ہوتا ہے وہ قرآن جواللہ کی کتاب ہے جس کے ذریعہ سے ۔۔

اس امت کوامم سابقہ پر فضیلت ملی

اس امت کوامم سابقہ پر برتری ملی

اس امت کوامم سابقہ پر شرافت ملی

اس امت کوامم سابقہ پر عزت ملی

اس امت کو امم سابقہ پر قوت ملی

اس امت کو امم سابقہ پر ہدایت ملی۔

جس کے بارے میں خود رب العلمین نے حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہوئے فرمایا۔۔۔ "انا نحن نزلنا الذکرو انالہ لحافظون" اور کہیں فرمایا "لایاتیہ الا باطل من بین یدیہ ولا من خلفہ"۔اور جب قرآن کی فصاحت وبلاغت دیکھ کر لوگوں نے زبان کھولنے کی کوشش کی تو قرآن نے چیلنج کرتے ہوئے اعلان کیا۔۔۔

"وانزلنا علی عبد نا فا تو ابسورۃ من مثلہ وادعو اشھدائکم من دون اللہ ان کنتم صادقین"

جب یہ اعلان سنا تو عرب کے بڑے بڑے فصحاء وبلغاء کے دانت کھٹے ہو گئے اور وہ قلم جو قرآن کے مقابلے میں چلنے والا تھا وہ رک گیا۔اور وہ یہ کہہ اٹھے "ھذا کلام ربی"۔الغرض،قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری خدائے حی قیوم نے لے رکھی ہے۔اور آج تک قرآن اسی حالت پر ہے جس طرح پر نازل ہوا تھا۔اگر آپ اس کا مشاہدہ کرنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں کہ الفاظ کی حفاظت کی باری آئی تو اللہ نے

کروڑوں انسانوں کے سینے میں قرآن کو محفوظ کر دیا،

معانی کی حفاظت کیلئے مترجمین کو پیدا کیا،

قرآن کے حقائق معلوم کرنے کے لئے مفسرین کو پیدا کیا اور خوبصورت، حسین انداز قرأت کیلئے قراء کو پیدا کیا،

الفاظ کی حفاظت کیلئے حفاظ کو پیدا ہونا،

معانی کی حفاظت کیلئے مترجمین کا پید ہونا،

مفسرین کا پیدا ہونا،

قراء عظام کا پیدا ہونا،

حفاظت قرآن کیلئے ظاہری طور پر جیتا جاگتا ثبوت ہے۔اگر آپ ذہن پر ذرا زور دے کر سوچیں کہ نزول قرآن سے لے کر آج تک قرآن سے نہ کوئی لفظ نکالا گیا اور نہ داخل کیا گیا۔نہ حروف میں کوئی تبدیلی ہوئی نہ نقطوں میں کوئی فرق آیا۔میں رک کر آپ کو ایک بات بتا دوں تا کہ ذہن آپ کا صاف ہو جائے ارشاد ربانی "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" صرف

الفاظ قرآن کیلئے نہیں بلکہ معانی کیلئے بھی ہے اس کے نظم وترتیب اس کا ''ماظهر منها و ما بطن ''اسی طرح باقی اور بحفاظت رہے گا۔ جس طرح اپنے نزول کے پہلے دن پہلی ساعت میں محفوظ تھا۔ ہاں! ہاں!۔ ایسا ہوگا اور ہوتا چلا آرہا ہے کہ۔۔۔

قرآن کے دشمن پیدا ہونگے۔

کوئی الفاظ پر حملہ آور ہوگا

کوئی معانی قرآن پر ڈاکہ زنی کریگا

کوئی مطالب قرآن پر ہاتھ صاف کریگا۔

اور خود ساختہ مذہب کا پرچار کریگا لیکن یادرکھئے ان باطل نظریات وخیالات کی کاوشوں کے نتیجے میں روح قرآن متأثر ہوجائے یہ غیر ممکن ہے۔ قرآن کا یہ صاف اعلان '' لا یاتیه الباطل من بين يديه و لا من خلفه الآية '' اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ اٹھا کر دیکھیں کہ جہاں دنیا میں قرآن کی خدمت کرنے والے پیدا ہوئے۔

قرآن کے صحیح پڑھنے والے پیدا ہوئے،

قرآن کا صحیح ترجمہ کرنے والے پیدا ہوئے،

قرآن کی صحیح تفسیر کرنے والے پیدا ہوئے،

قرآن کے صحیح مطالب بیان کرنے والے پیدا ہوئے،

وہیں دشمنان قرآن کی بھی ایک لمبی فہرست دکھائی دیگی غیر مما لک کی بات چھوڑیئے اگر آپ صرف اپنے ہندو پاک میں ایسے لوگوں کو تلاش کریں،

تو کوئی الفاظ قرآن کو بگاڑتا ہوا دکھائی دیگا،

تو کوئی قرآن کی آیات کریمہ کو اپنی شان میں فٹ کرتا دکھائی دیگا

تو کوئی قرآن کے معنی کے ذریعہ اپنے خود ساختہ مذہب کا پرچار کرتا دکھائی دیگا۔

نمونہ کے طور پر دو چار نام پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ قرآن حکیم کے ساتھ کیسا کھلا مذاق کیا گیا ہے اور اسلام اور قرآن کے نام پر قرآن سے کیسی دشمنی کی گئی ہے۔ ایک فرقہ اہل قرآن کے نام سے پیدا ہوا جسکا بانی عبداللہ چکڑالوی تھا جس نے قرآن کا سہارا لیا اور اپنی من مانی رائے کے ذریعہ قرآن کے احکام کو غلط ترتیب دے کرامت کے سامنے پیش کرنا چاہا۔ پھر اسی ہندوستان میں ایک بہروپی انسان حریم ختم نبوت پر ڈاکہ زنی

کرنے والا، امت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والا ملعون و مردود مدعی نبوت افرنگی نبی انگریزوں کا ایجنٹ اور جاسوس مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا، جو قرآن کے معانی و مطالب کے ساتھ ساتھ الفاظ پر حملہ آور ہوا اور وہ مقدس آئین (قرآن) جو محسن کائنات، امام الانبیاء، خاتم النبین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوا تھا
اسکی کوئی آیت نبی کے اخلاق بیان کرتی تھی

تو کوئی آیت نبی کے اوصاف حمیدہ کا گلدستہ پیش کرتی تھی
تو کوئی آیت ختم نبوت کو ثابت کرتی تھی،
تو کوئی آیت معراج کا واقعہ بتاتی تھی،
تو کوئی آیت نبی کی اطاعت وفرمانبرداری پر امت کو خوشخبری بناتی تھی۔

ان تمام مقدس آیتوں کو اوران تمام الفاظ قرآن کو جو نبی کی شان،
ان تمام مقدس آیتوں کو اوران تمام الفاظ قرآن کو جو نبی کی رفعت،
ان تمام مقدس آیتوں کو اوران تمام الفاظ قرآن کو جو نبی کی شرافت،
ان تمام مقدس آیتوں کو اوران تمام الفاظ قرآن کو جو نبی کی عظمت،
ان تمام مقدس آیتوں کو اوران تمام الفاظ قرآن کو جو نبی کی عزت کے بارے میں نازل ہوئے ہیں ملعون مردود مرزا قادیانی نے اپنے پر فٹ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ساری آیتیں میری فضیلت پر اتری ہیں۔ ان آیات کا مصداق میں ہوں۔ الغرض مرزا قادیانی نے قرآن کیساتھ کھلا مذاق کیا کہ تاریخ کے اوراق میں ایسا مردود انسان نہیں ملتا۔ لیکن مرزا قادیانی کی یہ بکواس ایسی ہے کہ ہر انسان جو معمولی سمجھ بوجھ رکھتا ہو فوراً سمجھ جائیگا کہ یہ ظالم غلط کہہ رہا ہے کیوں کہ یہ ملعون اس لائق نہیں ہے کہ قرآن کی ایسی بابرکت مقدس آیتیں اس پر نازل ہوتیں۔ آگے آئیے۔۔

جہاں ہندوستان کی تاریخ میں ایسے لوگ نظر آئیں گے وہیں کچھ ایسے لوگ بھی دکھائی دیں گے جو قرآن کے الفاظ میں تغیر وتبدل تو نہ کر سکے لیکن قرآن کے معانی پر اپنی پوری طاقت وقوت لگادی اور اپنے خود ساختہ مذہب کا پرچار کرنے میں قرآن کی اصل صورت بگاڑ کر قرآن کا استعمال کرنے میں وہ کردار ادا کیا کہ ہندوستاں کی تاریخ میں ایسا دشمن قرآن نظر نہیں آتا ہے۔ تحریف معنوی کرنے کیلئے بہت سے لوگ پیدا ہوئے ان میں

ایک غلط ترجمہ اور خود ساختہ مطلب بیان کرنے والا پیدا ہوا جس نے کہ تمام کو پیچھے کر دیا۔ جسکو دنیا مولوی احمد رضا خان بریلوی کے نام سے جانتی ہے۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے دوشاگرد حاشیہ بردار پیدا ہوئے مولوی نعیم الدین مراد آبادی اور مولوی احمد یار خان، ان استاد اور شاگرد نے مل کر تحریف معنوی میں وہ کارنامہ انجام دیا کہ رابطہ عالم اسلامی کے ۱۰۴ نمائندے دیکھ کر حیران و پریشان ہوگئے۔ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے ۱۹۱۱ء کے قریب میں کنزالایمان کے نام سے قرآن کا ترجمہ لکھا۔ جس پر مولوی نعیم الدین مراد آبادی نے تفسیری حاشیہ لگایا۔

عزیز دوستوں! یہ کنزالایمان کیا ہے؟

کوئی معتبر ترجمہ قرآن، کوئی معتبر تفسیر نہیں

بلکہ رضاخانیوں کیلئے زندگی گزرانے کا ذریعہ ہے۔

یہ کنزالایمان جس کا ترجمہ تمام معتبر مترجمین کے تراجم سے الگ،

تمام معتبر مفسرین کی تفاسیر سے الگ

شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمے سے الگ

شاہ رفیع الدینؒ کے ترجمے سے الگ،

ترجمہ کا یہ حال کہ تمام متقدمین مترجمین کے ترجمے سے الگ، مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے قرآن کا ترجمہ کیا اور تفسیر کا یہ حال کہ مولوی نعیم الدین مراد آبادی نے تمام متقدمین مفسرین کی تفاسیر و مطالب سے ہٹ کر قرآن حکیم کی ایسی تفسیر کر ڈالی کہ رضا خانی جتنا ماتم کریں وہ کم ہے۔ کیوں اس لئے کہ تفسیروں کا وہی ذخیرہ لائق استناد سمجھا جائیگا وہی تفسیر معتبر سمجھی جائیگی۔

جس میں حضرت ابن عباسؓ،

جس میں حضرت ابن قتادہؓ،

جس میں حضرت مجاہدؒ،

جس میں حضرت عطاءؒ

جس میں حضرت طاؤسؒ،

جس میں حضرت ابن جریجؒ،

جس میں حضرت کلبیؒ،
جس میں حضرت کلبیؒ
جس میں سیوطیؒ،
جس میں ابن کثیرؒ،
جس میں حضرت ابن جریرؒ
جس میں خازن و مدارکؒ، کے مطابق وموافق تفسیر کی گئی ہو۔

عزیز دوستوں! ہندوستان میں سب سے پہلے قرآن کا ترجمہ کرنے والے خاندان ولی اللہ کے وہ دو فرزند ہیں جن کو دنیا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ اور شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کے نام سے جانتی ہے۔ یہ دو بزرگ ہیں جنہوں نے قرآن کا سب سے پہلے اردو ترجمہ کیا اسکے بعد جس کسی نے ترجمہ کیا سب نے انہی دونوں کے ترجمے کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا۔ لہٰذا جس کا ترجمہ شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ اور شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کے ترجمے کے موافق ہوگا وہی معتبر سمجھا جائیگا۔ اس سلسلے میں ہمارا چیلنج ہے کہ شیخ الہندؒ کا ترجمہ دیکھیں یا اکابر دیوبند کے کسی بھی مترجم کا ترجمہ اٹھالیں ان دونوں بزرگوں کے ترجمہ کے موافق ملے گا اور ساتھ ہی ساتھ وہی تفسیریں ملیں گی جو ابن عباسؓ اور ابن قتادہؓ، ابن کثیرؒ، ابن جریرؒ کی تفاسیر میں موجود ہیں۔ اب رضا خانیوں سے میرا سوال ہے، کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے ان دونوں بزرگوں کے ترجمہ قرآن سے ہٹ کر ایک نیا دروازہ کیوں کھولا، کیا ضرورت تھی ان ترجموں سے الگ ہو کر نیا ترجمہ کرنے کی۔ اگر مولوی احمد رضا خان بریلوی کو قرآن کا ترجمہ ہی کرنے کا شوق اور مترجم بننے کا شوق تھا تو پھر کیوں نہیں اسی نہج پر ترجمہ کیا جس اسلوب پر شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ اور شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ نے کیا۔ کیوں کہ اردو زبان میں برصغیر میں ان ہی دونوں بزرگوں کے ترجمے معتبر سمجھے جاتے تھے۔ اور پھر اسکے بعد جس کسی نے بھی ترجمہ قرآن کیا اگر وہ ترجمہ قرآن ان دونوں بزرگوں کے ترجمے کے موافق رہا تو وہ قابل اعتبار سمجھا گیا ورنہ نہیں۔ اس سوال کا جواب بریلوی لوگ صحیح نہیں دینگے کہ کن مقاصد کے خاطر احمد رضا خاں بریلوی نے نیا ترجمہ کیا۔ ہم آپ کو بتائیں گے کہ کس مقصد کے پیش نظر مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے قرآن کی حقانیت پر حملہ کیا اور قرآن کی اصل روح نکالنے کی کوشش کی۔ جب ہم مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے ان

مذموم مقاصد پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں تو دو تین باتیں ملتی ہیں جس مقصد کے پیش نظر قرآن کے ساتھ ایسا کھلا مذاق کیا گیا۔۔۔

(۱) خاندان شاہ ولی اللہ سے مخالفت

(۲) سنت سے دشمنی

(۳) بدعت کا ثبوت

(۴) اپنے خودساختہ مذہب کا پرچار

مولوی رضا خان بریلوی نے جب ہوش سنبھالا ہے اور ۱۳ سال کی عمر میں جب بریلی شہر میں مسند افتاء پر بیٹھے اسی وقت خاندان شاہ ولی اللہ سے مخالفت کرنے شروع کردی۔ کیوں کہ یہی وہ خاندان ہے جہاں سے ہندوستان میں۔۔۔

علم وحدیث کا آغاز ہوا،

سنت کا پرچار ہوا،

توحید کا نعرہ بلند ہوا،

بدعت کی مخالف کی گئی

اور اسلام اور شریعت مصطفیٰ کے تحفظ کی خاطر انگریزوں کے خلاف جہاد ہوا۔

چنانچہ، جب خاندان شاہ ولی اللہ سے مخالفت شروع ہوئی تو مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے شاہ ولی اللہؒ کے فرزندوں پر کفر کا فتویٰ دیا شاہ اسمٰعیل شہید دہلویؒ نے جب بدعات ورسومات پر کلہاڑا چلایا اور سنت کی تعلیم شروع کی تو انہیں بھی کافر کہا اور جب شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تو مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے مخالفت کرتے ہوئے ہندوستاں کو دارالاسلام قرار دیا۔ جب شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ اور شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ نے قرآن کی خدمات انجام دیں اور قرآن پاک کا ترجمہ کیا تو مخالفت کرتے ہوئے قرآن کا نیا ترجمہ کیا۔ اور اپنے خودساختہ مذہب کا ثبوت پیش کیا۔ اور نام رکھا اس ترجمہ کا کنز الایمان۔ یہ خودساختہ ترجمہ ہے۔

اسمیں کہیں توحید پر حملہ کیا گیا ہے۔

کہیں رسالت پر حملہ،

کہیں نبی کی توہین،

کہیں ازواج مطہرات کی توہین،
کہیں بدعات ورسومات کا ثبوت
کہیں سنت کی مخالفت
کہیں تیجہ اور گیارہویں پر دلائل،
کہیں غیر اللہ کو خدائی اختیار کی باتیں ملیں گی۔

دل تھام کر بیٹھئے! اب میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا کیا ہوا خود ساختہ دو چار آیتوں کا ترجمہ پیش کرتا ہوں تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کس قدر دلیری کیساتھ قرآن میں معنوی تحریف کی گئی سب سے پہلے وہ آیت پیش کرتا ہوں، جس میں مولوی احمد رضا خاں نے سلف کے ترجمہ سے رخ موڑ کر شرک کا دروازہ کھولا ہے۔

وَاذکُر عِبَا دَنَا اِبراھِیم وَاِسحٰقَ وَیعقُوبَ اُولی الایدی والابصار (پ۲۳ء سورہ ص، ع۴)

ترجمہ: اور یاد کر ہمارے بندوں کو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب، ہاتھوں والے اور آنکھوں والے۔ (شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ)

اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب، قدرت اور علم والوں کو۔ (احمد رضا)

مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے یہاں دو باتیں اپنی طرف سے بڑھائی ہیں ایک قدرت دوسرا علم۔ اور یہ اضافہ کر کے وہ صفت باری تعالیٰ جو قدرت جیسی عظیم الشان، جو خدا کے علاوہ کسی کیلئے جائز نہیں اس صفت کو غیر اللہ کیلئے ثابت کیا اور غیر اللہ کے لئے قادر مطلق کا دروازہ کھول دیا۔ اور بڑی پھرتی اور چالاکی کے ساتھ پیغمبروں کیلئے لفظ قدرت لے آئے۔ اور عوام کو شرک کی سیڑھی مہیا کر دی کہ جب اور جس طرح چاہیں شرک کا دروازہ کھول لیں اور منزل در منزل چڑھ جائیں پھر اس آیت کا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ خود انہیں کے حاشیہ بردار مولوی احمد یار خاں سے معلوم کیجئے۔ مفتی احمد یار خاں نے تو اور کمال کر دکھایا۔ اور اپنے پیر سے بھی دو قدم بڑھ گئے میں تو یہ سمجھتا تھا کہ رضا خانیوں میں سب علم سے کورے نہیں ہوتے ہیں بلکہ کچھ صاحب علم بھی ہوتے ہونگے لیکن مفتی احمد یار خاں بھی اسی فہرست میں نکل آئے۔ اگر چہ اپنے نام میں مفتی لگا رکھا ہے دیکھئے اس آیت کا کیا مطلب لکھتے ہیں۔۔

''اس آیت سے اشارہ معلوم ہوا کہ اب حق تعالیٰ نے مقبولوں کو اپنی قدرت اور اپنا علم بخشا

ہے جس سے وہ عالم کی خبر رکھتے ہیں اور عالم میں تصرف کرتے ہیں (نور العرفان ص ۴۲۸)

افسوس ہوتا ہے ان رضا خانیوں پر کہ پیغمبروں اور اولیاء کرام کو اٹھانے پر آئیں تو خدائی قدرت اور خدا کا علم ان کیلئے ثابت کردیں۔ اور گرانے پر آئیں تو خاتم النبین تاجدار بطحاء صلی اللہ علیہ وسلم پرواہ نہ کریں۔ اتنے یہ بے لگام کہ اپنے قلم سے جب چاہیں قرآن میں تحریف کر ڈالیں اور توحید کے پرخچے اڑادیں۔ اور شریعت محمدیؐ کے مقابل میں اپنا مذہب بنا ڈالیں۔ اب رضا خانیوں سے میرا سوال ہے کہ یہ خود فیصلہ کر کے بتائیں کہ کیا

کسی اردو ترجمہ کرنے والے نے ایسا ترجمہ کیا ہے

یا کسی مفسر نے ایسی تفسیر کی ہے؟

اگر ایسا نہیں کیا گیا ہے تو پھر مولوی احمد رضا خاں نے قرآن کے ساتھ ایسا کھلا مذاق کیوں کیا ایسا جرم کیوں کیا توحید باری میں شرک کا دروازہ کیوں کھولا غیر اللہ کیلئے خدائی قدرت کو کیوں ثابت کیا پھر ستم بالائے ستم بجائے اس کے کہ مفتی احمد یار خاں اعلیٰ حضرت کے اس جرم کی تلافی کرتے مزید اس جرم پر چار چاند لگا دئے، اور صرف ایک یہی جرم نہیں ہے بلکہ آگے دیکھئے کہ ابھی تو پیغمبروں کیلئے خدائی قدرت ثابت کی اور موقع ملا تو نبی کی توہین کر ڈالی۔ اللہ، اللہ نہ خوف خدا۔ نہ خوف آخرت۔

زبان اپنی،

ہاتھ اپنا،

قلم اپنا،

دماغ اپنا،

پھر جو چاہیں قرآن میں تغیر وتبدل کردیں۔ اور اپنے آپ کو حق پر سمجھیں!

دوسرا نمونہ دیکھئے۔۔۔

قُل اِنمَا اَنَا بَشَرٌ مِثلُکم یُوحیٰ اِلَیَّ... انمآ اِلٰھُکُم اِلٰہٌ واحد (پ۱۶ سورۃ کہف)

ترجمہ: تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے (ترجمہ مولوی احمد رضا خان)

قبل یہ کہ اس ترجمہ پر کچھ میں کہوں سلف کے ترجمے کو بھی ملاحظہ کرلیں تاکہ بات یہیں صاف ہوجائے کہ مولوی احمد رضا خان نے کس قدر دلیری اور جرأت کے ساتھ

قرآن میں اپنی طرف سے ایک لفظ ''ظاہر صورت'' داخل کر دیا۔ جبکہ سلف کے کسی بھی ترجمے میں یہ بات نہیں ملتی ہے اور نہ مذکورہ آیت میں کوئی ایسا لفظ ہے جسکا ترجمہ ''ظاہر صورت'' سے کیا جائے، ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم، حکم آتا ہے مجھ کو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

(۲) کہہ سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہارے وحی کی جاتی طرف میرے یہ کہ معبود تمہارا معبود ایک ہے۔ (شاہ رفیع الدینؒ)

(۳) شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ کو سامنے رکھ کر شیخ الہندؒ ترجمہ کرتے ہیں،

''تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم، حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے۔''

(۴) ''اور آپ (یوں) بھی کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ (حضرت تھانویؒ)

آپ ان اکابرؒ کے ترجمے کو دیکھئے کہ کس قدر ادب واحترام کا خیال کرتے ہوئے ترجمہ کیا ہے اپنی طرف سے نہ کوئی جملہ، نہ کوئی حرف، نہ کوئی لفظ داخل کیا، نہ قرآن سے باہر گئے لیکن مولوی رضا خان بریلوی نے لفظ ''ظاہر صورت'' اپنی طرف سے قرآن میں داخل کر دیا ۔جبکہ قرآن کے کسی لفظ کا یہ ترجمہ نہیں ہوسکتا لیکن جرأت دیکھئے بغیر بریک لگائے ہوئے قرآن میں تحریف کر ڈالی ۔آج تک تمام رضا خانی علماء کیا احمد رضا خاں بریلوی کی اس حرکت پر نالہ ہوئے؟ بڑے خوش ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے شان نبوت میں ترجمہ کر کے کمال حاصل کرلیا۔ حالانکہ ان رضا خانیوں کو پتہ نہیں کہ شان نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کیسی توہین کی گئی ہے۔ اس لئے کہ آیت کریمہ کے اصل مخاطب کفار ومشرکین تھے اس لئے کہ یہ لوگ بشریت اور رسالت میں تنافی کے قائل تھے ان کا عقیدہ تھا کہ رسالت بشر کو نہیں مل سکتی اس لئے اللہ نے نبوت کی زبان سے اعلان کروادیا۔ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی بات قرآن میں داخل کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری صورت بشری میں کافروں جیسا قرار دیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت بشر میں کافروں جیسا تھے استغفراللہ۔ العیاذ باللہ۔ حالانکہ ہمارا عقیدہ اور علماء دیوبند کا یہی عقیدہ ہے کہ ظاہر صورت

بشری میں تو کوئی مسلمان بھی آپ ﷺ کی طرح نہیں ہوسکتا ہے اور نہ کوئی یہ دعویٰ کرسکتا ہے چہ جائیکہ کافروں کو ظاہری صورت میں آپ ﷺ کے برابر کیا جا سکے آپ ﷺ کے حسن و جمال کا یہ عالم حضرت یوسف علیہ السلام بھی آپ ﷺ کی برابری نہ کرسکیں۔ افسوس صد افسوس عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دم بھرنے والے رضا خانیوں پر کہ اعلیٰ حضرت کے اس ترجمے پر رونے کے بجائے خوشیاں مناتے پھرتے ہیں۔ کفار و مشرکین کی حقیقت بشری کے بارے میں قرآن نے اعلان کیا۔ اُولٰئک کالانعام بل ھم اضل ۔۔۔۔، لیکن خاں صاحب کو ترجمہ کرنے کا شوق تھا اس شوق میں آکر نبی کی توہین کرڈالی اور یہ صرف ایک نمونہ ہے ورنہ یہ حرکت مولوی احمد رضا خا بریلوی نے متعدد جگہ کی ہے۔ صرف ایک دو آیتیں پیش کرتا ہوں اس سے آپ اندازہ لگالیں۔

(۱) ووَضَعنا عَنک وِزرَک اَلذِی اَنقَضَ ظھرَک (پ۳۰ الم نشرح)

ترجمہ: اور تم پر سے تمہارا بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی۔

(احمد رضا خاں کنز الایمان ص ۹۵۳)

ترجمہ: اور اتار دیا ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ جس نے تیری کمر کو جھکا دیا تھا۔ (شیخ الہندؒ)

(۲) مَا وَدَّعَک رَبُکَ وَمَا قَلٰی.

ترجمہ: نہ تیرے رب نے تجھے رخصت کیا اور نہ ناخوش کیا۔ (شیخ الہندؒ)

ترجمہ: تمہیں تمہارے رب ننے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا (احمد رضا کنز الایمان ص۹۵۲)

پھر نبی کی طرف لفظ مکروہ نفی کے ساتھ بھی استعمال کرنا نہایت گستاخانہ انداز ہے اس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ انہیں کوئی خوف نہیں کہ قرآن کی تحریف کرنے میں کیا سزا ہے اور آج ان رضا خانیوں کو بھی خوف نہیں ! اور کیوں خوف ہوگا اس لئے کہ ان کے اعلی حضرت نے تو قرآن ہی سے معافی کا اعلان کروادیا۔ اٹھائیں قرآن پ ۲۶ سورۃ فتح

(۱) وَاَستَغفِر لِذَنبِکَ وَلِلمُو منینَ وَالمُومنات (سورۃ محمد)

(۲) لِیغفِر لَکَ اَللہُ مَا تَقدَم مِن ذَنبِکَ وَمَا تَا خرَ (سورۃ فتح)

ملاحظہ ہو مولوی احمد رضا کا ترجمہ۔

(۱) اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو!

(۲) تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

دیکھا آپ نے کس طرح چور دروازے سے داخل ہو کر تمام امتیوں کا گناہ بخشوا دیا۔ حالانکہ ایک معمولی پڑھا لکھا آدمی اس غلط ترجمے کا احساس کر سکتا ہے کیوں کہ یہاں خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جا رہا ہے اور تمام مفسرین اس پر متفق ہیں اس آیت نمبر ۲ کا مصداق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ کہ امت۔

پھر علامہ آلوسی کی تفسیر

روح المعانی دیکھیں ص ۵۵ ، ج ۲۶

بیضاوی دیکھیں ص ۳۰۳، ج ۲

جلالین دیکھیں ص ۴۲۱، ج ۲

سب کی تفسیریں یہی بتا رہی ہیں کہ اس آیت کا مصداق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے دو شاگرد آئے۔ اور لکھ مارا کہ اعلیٰ حضرت نے اس آیت کا ترجمہ عصمت انبیاء کا خیال کرتے ہوئے کیا ہے۔ ہاں۔ ہاں! عصمت انبیاء کے خیال نے تمام رضا خانیوں کو خوف خدا سے بے لگام کر کے شرک و بدعت میں مبتلا کر دیا کہ تم لوگوں کے سارے گناہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے معاف ہو چکے ہیں۔ اب جو چاہو شریعت میں نئی چیزیں پیدا کر لو۔

مزاروں کو بیت اللہ سمجھ لو

اولیاء اللہ کو خدا سمجھ لو،

حاجت روا سمجھ لو۔

مشکل کشا سمجھ لو،

بگڑی بنانے والا سمجھ لو۔

پورے سال کا حساب لگا کر

تیجہ، گیارھویں اور چالسویں کا کنڈا

جمعرات کی فاتحہ،

بڑے پیر چھوٹے پیرے کے فاتحہ کو سنت سمجھ لو۔

ہاں، ہاں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں کبھی بھی قصداً نہ سہواً گناہ کبیرہ

نہ صغیرہ آپ سے سرزد ہوا۔لیکن حسنات الابرار سیئات المقربین کے تحت اللہ تعالیٰ نے کبھی یا اَیُّھاالنَّبِیُ لِمَ تُحَرِمُ ماَ اَحَل اللہ لَکَ... الآیۃ (سورۃ تحریم پ ۲۸)

کبھی ولاتقولن لِشَیئٍ انی فاعلٌ ذالک غَدًا الا ان یشاء اللہ

(سورۃ کہف پ ۱۵)

کبھی سورۃ عَبَسَ وَتَوَلی اَن جَاءہ الاعمی ۔(پ۳۰) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تنبیہ فرمائی کہ یہ کام آپ کے شایان شان نہیں ۔لہٰذا قبل نبوت و بعد نبوت ان جیسی جو بھی کچھ معمولی سی لغزشیں یا کوتاہیاں ہوئیں اللہ نے لفظ ''ذنب'' کے ذریعہ معافی کا اعلان کیا۔مزید تحقیق کیلئے تفسیر کی کتابیں دیکھیں۔لیکن احمد رضا خاں نے اپنی قوم اور برادری کو خوش کرتے ہوئے قرآن میں تحریف کرڈالی ، یہ تو رضا خانیوں کے اعلیٰ حضرت کا کارنامہ تھا جو قرآن کیساتھ کیا گیا۔اب ذرا ان کے دونوں چیلوں کو دیکھئے کہ تمام جمہور مفسرین کی تفاسیر کو بالائے طاق رکھ کر اپنے خودساختہ مذہب کا پرچار کرنے اور اپنے استاد اعلیٰ کی آخری نصیحت ، (فاتحہ مونگ دال بھری پوری وغیرہ)

قرآن سے ثابت کرنے کیلئے تفسیر قرآن کیساتھ کیسا مذاق کیا ہے نمونہ کیلئے صرف تین آیتوں کی تفسیر پیش ہے۔

(۱) وَاِذقَالَ اِبرَاھِیمُ رَبّی اَرِنی کَیف تُحی المَوتیٰ (الآیۃ)(پ۳ سورۃ البقرۃ)

مذکورہ آیت کے سلسلے میں احمد یار خاں کا کنزالایمان پر تفسیری حاشیہ ملاحظہ ہو۔۔۔

''معلوم ہوا کہ بے جان جانوروں کو بھی پکارنا جائز ہے فیض دینے کیلئے گذشتہ نبیوں اور ولیوں کو پکارنا بھی جائز ہے فیض لینے کیلئے۔۔'' (نورالعرفان ص ۶۸)

دیکھا آپ نے کیسا شرک کا دروازہ کھول دیا۔حالانکہ اس آیت کریمہ میں خدا کی قدرت اور حکمت کا بیان ہے نہ کہ نبیوں اور ولیوں کو اپنی مدد اور فیض کیلئے پکارنے کی کوئی بات ہے لیکن مفسر بننے کے چکر میں بے ادب انسان نے خوف خدا سے غافل ہو کر کیسا استدلال پیش کیا۔اور امت کو گمراہی کی راہ دکھائی۔

(۲) مَثَلُ الذین ماَ یُنفقون اموالھم فی سبیل اللہ(پ۳ ،البقرۃ)

اس آیت کے سلسلے میں بدعت کے پجاری نے شریعت مصطفےٰ کی کیسی دھجیاں اڑائی ہیں۔

''اس میں ایصال ثواب کیلئے جوخرچ کیا جاتا ہے وہ بھی داخل ہے۔لہٰذا تیجہ، چالیسواں سب داخل ہے(نورالعرفان ص ۶۸)

(۳) رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا (پ۱۵ بنی اسرائیل)

''ماں باپ کے مرنے کے بعد انکا تیجہ، چالیسواں، فاتحہ وغیرہ کرنا چاہئے۔

(ن ع ص ۴۵۳)

غور کیجئے کہ وہ شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو صحیح انداز میں دنیا کے سامنے پھیلانے کیلئے کتنی جانیں قربان ہوئیں کتنی محنتیں

صحابہ

تابعین،

تبع تابعین،

ائمہ محدثین،

مفسرین

فقہا کرام نے کیں

اس شریعت کو بگاڑنے اور اس کی روح نکالنے اور سنت کے مقابلے میں بدعات کو فروغ دینے کیلئے رضاخانیوں کے علم سے محروم اس مفسر نے کیسا رول ادا کیا۔اور یہی حال نعیم الدین مرادآبادی کا ہے۔

طبیعت تو یہ چاہتی ہے کہ ان تینوں استاد اور شاگرد کے کالے کرتوتوں اور کارناموں کا پردہ چاک کروں لیکن وقت ساتھ نہیں دے رہا ہے۔پھر کبھی انشاءاللہ۔

تاہم ایک بات آخر میں بتادوں، جب یہ غلط ترجمہ اور غلط تفسیروں سے بھری کتاب کنزالایمان منظرعام پر آئی اور رابطہ عالم اسلام کی میز پر پہنچی تو ان رضاخانیوں کو وقتی طور پر خوشی ہوئی۔ کنزالایمان رابطہ کے نمائندوں کی نظروں میں معتبر اور محبوب سمجھی جائے گی۔

لیکن ہوا یہ، کہ جب رابطہ عالم اسلام کے ۱۰۴ نمائندوں کی نظریں اس کی فہرست اور غلط ترجمے اور تفسیر پر پڑیں تو من جانب اللہ ۱۴۰۲ھ میں فتویٰ دیا گیا کہ کنزالایمان کے نسخے

جلادئے جائیں۔اس لئے کہ یہ شرک و بدعات اور باطل رائیوں کا مجموعہ ہےاور اس کو ملک میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔اور آج تک الحمد للہ اس پر عمل ہو رہا ہے بر خلاف ہمارے اکابرؒ کا کیا ہوا ترجمہ آج بھی لاکھوں کی تعداد میں ہر سال شیخ الہند ترجمہ کے نام سے مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے طبع ہو کر ملک و بیرون میں تقسیم کیا جارہا ہے۔ہمیں فخر ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقبولیت کی اور کون سی علامت ہوسکتی ہے۔دعاء ہے اللہ تعالیٰ سے قرآن وحدیث کے مطابق عمل کی توفیق دے۔آمین یارب العالمین (وماعلینا الا البلاغ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ترجمہ کنزالایمان کا بڑا آپریشن

وکیل صحابہؓ مناظر اسلام مولانا رب نواز حنفی صاحب

قارئین ذی وقار! ہماری کس قدر تنزلی اور انحطاط ہے کہ قرآن مقدس جو لازوال ولاریب کتاب ہے جو کہ ھدی للناس ہے اور جس کی تشریح کر کے سمجھانے کیلئے کائنات کے فخر، کائنات کی رحمت، ساری کائنات کے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کو مبعوث کیا گیا وہ کتاب آج اس امت کے جہلاء اور علم وحکمت سے عاری اور قرآن کی تفسیر وتفہیم کیلئے ضروری امور سے خالی لوگوں کا تختہ مشق بنی ہوئی ہے۔ اور مزید ستم یہ کہ یہ جملہ بھی ساتھ کہا جارہا ہے کہ یہ ترجمہ وتفسیر ہی صحیح ہے اور باقی سب غلط ہیں۔ چاہے لکھنے والا حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہوں یا محدث کبیر شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ یا کوئی اور۔ اس پر مزید اضافہ یہ کہ یہ فقرہ بھی لکھا پڑھا جاتا ہے کہ ''یہ کنزالایمان ہست قرآن درزبان اردوی'' یہ بھی پڑھنے میں آیا کہ اگر قرآن اردو میں نازل ہوتا تو یہ کنزالایمان ہوتا۔ معاذ اللہ۔

آپ بھی حیران ہوں گے کہ اس قدر کنزالایمان کو اٹھانے اور سہارا دینے اور فضائل ومناقب گھڑنے کی ضرورت کیا پیش آئی؟ تو صاف اور مضبوط سا جواب ہے کہ چونکہ اس ترجمہ میں عقائد ونظریات کی اغلاط وخرابیوں کے علاوہ فصاحت وبلاغت، عربی زبان سے نابلد ہونے کی بھی خرابی ہے اور اس کے علاوہ دیگر کئی کمزوریاں اور خرابیاں ایسی ہیں جو بالکل امت کے سمجھدار افراد کو اس سے متنفر کرسکتی ہے۔ اسی لئے فاضل بریلوی کے چاہنے اور ماننے والوں نے اس کے جھوٹے فضائل ومناقب گھڑ کے لوگوں کو دھوکا دینے کی پوری کوشش کی۔ کسی نے محاسن کنزالایمان، تو کسی نے تسکین الجنان کسی نے تراجم کا تقابلی جائزہ کسی نے انوار کنزالایمان وغیرہ کے نام سے کافی کچھ لکھ دیا۔ جو کہ ان کی کاوش لائق آفرین نہیں بلکہ خشب مسندہ کی قبیل میں سے ہے ایک بے کار کاوش اور سعی نامراد ونا تمام میں سے ہے۔

القصہ ہم چاہتے ہیں کہ قرآن کے ترجمہ اور تفسیر کے جو اصول اہل بدعت نے خود

لکھے اور تراشے ہیں یہ ترجمہ ان کے بھی خلاف ہے۔

ایک کتاب ہمارے ہاتھ آئی ہے جس کا نام ہے:

''زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن''

جو کہ مترجم ہے اس کے مصنف ایک عرب عالم پروفیسر ڈاکٹر علوی مالکی صاحب ہیں جو کہ مولوی مصطفیٰ رضا خان بریلوی کے اجل خلفاء میں سے ہیں اس کتاب کا ترجمہ جامعہ نعیمیہ کے استاد مولوی غلام نصیر الدین صاحب نے کیا ہے اور کتاب کا نام رکھا ہے:

''اصول ترجمہ وتفسیر

ہم اسی بریلوی کتاب سے فاضل بریلوی کی ٹھکائی کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ قرآنی علوم جو مترجم کو معلوم ہونے چاہئیں جن کی مدد سے مترجم کامیاب اور صحیح ترجمہ کر سکتا ہے فاضل بریلوی ان سے نابلد تھا۔ آیئے دیکھئے:۔

(۱) فاذنوا بحرب (سورہ بقرہ۔ آیت ۲۸۰) فاضل بریلوی نے اس کا ترجمہ کیا ہے:

''تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا'' (کنز الایمان)

حالانکہ ان کی معتبر و معتمد کتاب اصول ترجمہ وتفسیر قرآن میں نکرہ اور معرفہ کی بحث میں لکھا ہے:

> (نکرہ کبھی لایا جاتا ہے اور اس سے) تعظیم مراد بایں معنی کہ جس شے کی بابت کچھ کہا جا رہا ہے وہ اتنی عظیم ہے کہ اس کی تعریف یا تحسین کرنا ممکن نہیں جیسے فاذنوا بحرب۔۔ کا مطلب یہ ہے کہ اتنی بڑی جنگ کہ اس کا تم اندازہ نہیں لگا سکتے''۔ (ص:۱۷۶)

یعنی یہ نکرہ پر تنوین تعظیم کیلئے ہے اس کا معنی صرف جنگ نہیں بلکہ بڑی جنگ ہے جناب پروفیسر علوی مالکی صاحب کہنا چاہتے ہیں۔ اب یہ گرفت ہماری نہیں بلکہ فاضل بریلوی صاحب کی ذریت و اولاد کی ہے۔ جناب علوی صاحب اگر فاضل بریلوی کو تنوین تعظیم جس کا ذکر ہدایۃ النحو کافیہ شرح جامی وغیرہ میں ہے کو آپ نے پڑھائی ہوتی تو کبھی یہ غلطی فاضل بریلوی نہ کرتے۔

(۲) ائنَّ لنا لاجراً (سورہ الشعرآء۔آیت نمبر ۴۱) فاضل بریلوی اس کا ترجمہ کرتے ہیں:

''کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی'' (کنز الایمان)

جبکہ اصول جو بریلوی حضرات نے بیان کیا تھا وہ تو یہ تھا کہ:

''(کبھی نکرہ سے) تکثیر کثرت بیان کرنا مقصود ہو جیسے **ائن لنا لاجرا** (**الشعرآء ۴۱**) ای **وافراً جزیلاً** یعنی بہت سارا اجرو ثواب۔ (اصول ترجمہ۔ص:۱۷۶)

اب آپ دیکھئے بریلوی محقق کہتا ہے **لاجرا** سے مراد بہت سارا اجر وثواب ہے جسکا فاضل بریلوی کچھ مزدوری ترجمہ کرتے ہیں۔ یہ فاضل بریلوی کی جہالت تھی کہ جو تنوین تکثیر کیلئے تھی اسے تقلیل کیلئے سمجھ بیٹھے اور دوسری جہالت یہ کہ معنی اجر وثواب تھا بریلوی تحقیق سے کر مزدوری لیا۔ خیر آگے آئے۔

(۳) بریلوی محقق پروفیسر علوی صاحب لکھتے ہیں:

''تعظیم وتکثیر دونوں کا احتمال ایک ساتھ بھی ممکن ہے (یعنی نکرہ لفظ ہو اور معنی تکثیر کا بھی دے اور تعظیم کا بھی) جیسے اس مثال **فقد کذبت رسل** میں ہے مطلب یہ ہے کہ بڑے بڑے رسول جنکی تعداد کثیر تھی وہ بھی جھٹلائے گئے''۔ (اصول تفسیر۔ص:۱۷۷۔۱۷۶)

جبکہ فاضل بریلوی کا ترجمہ ہے:

''کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے'' (کنز الایمان)

یہاں فاضل بریلوی نے تعظیم کا معنی چھوڑ دیا جو یقیناً بریلوی تحقیق سے فاضل بریلوی کا علم قرآن سے نابلد اور ناواقف ہونا ثابت ہوگا۔ **فلله الحمد**۔

(۴) ڈاکٹر علوی صاحب لکھتے ہیں:

''(نکرہ سے) تقلیل (کمی ظاہر کرنا) مراد ہو جیسے **و رضوان من الله اکابر** یعنی اللہ تعالی کی قلیل سی رضامندی اور خوشنودی بھی ساری جنتوں

سے بڑھ کر ہے''۔(اصول ترجمہ۔ص:۱۷۷)

جبکہ فاضل بریلوی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

''اوراللہ کی رضا سب سے بڑی''(کنزالایمان)

تو تھوڑی سی رضا کو صرف رضا بنادیا کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ فاضل بریلوی علم قرآن سے آگاہ تھا؟

(۵) ڈاکٹر علوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

رحمت بھی کئی وجوہ پر آتا ہے(یعنی رحمت کے بھی کئی معنی ہوتے ہیں)
(۱)اسلام یختص برحمته من یشآء (آل عمران آیت ۷۴)اپنے
دین اسلام سے خاص کرتا ہے جسے چاہے(۲)ایمان و آتانی رحمة
من عنده (سورہ ھود۔آیت ۲۸)اوراس نے عطا فرمایا ایمان اپنی جناب
سے''۔(اصول ترجمہ۔ص:۱۹۳)

بریلوی محقق صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہاں رحمت ایک جگہ اسلام کا معنی اور دوسری جگہ ایمان مگر فاضل بریلوی کو اگر مشترک کی تفصیل معلوم ہوتی تو ضرور یہاں معنی اس کے مطابق کرتے۔علوی صاحب کاش آپ کے آباؤ اجداد فاضل بریلوی کو جب وہ حرمین تشریف لے گئے چاہے دھوکہ دہی کیلئے ہی گئے ہوں اس کو پکڑ کر وہاں کسی مدرسہ میں داخل کروادیتے تو آج یہ حالت آپ کو دیکھنی نہ پڑتی۔

(۶) ڈاکٹر علوی صاحب لکھتے ہیں:

''لفظ فتنــــہ بھی کئی وجوہ کیلئے آتا ہے(یعنی کئی معنوں میں آتا ہے)قتل
(کے معنی میں آتا ہے)ان یفتنکم الذین کفروا
(النساء۔آیت ۱۰۱) کہ کافر تمہیں قتل کردیں گے''
(اصول ترجمہ۔ص:۱۹۳)

مگر فاضل بریلوی نے ترجمہ''ایذاء'' کیا ہے تو علوی صاحب کیا آپ اسے فہم قرآن سے مرقع پایا یا علم قرآن کا گنجینہ کہیں گے یا جاہل؟

آ گے لکھتے ہیں:

قضاء(کے معنی میں لفظ فتنہ کا استعمال ہوتا ہے)ان ھــی الا فتــنک (الاعراف۔آیت ۱۵۵)وہ نہیں مگر تیری قضا۔

آ گے لکھتے ہیں

مرض(کے معنی میں آتا ہے)یفتنون فی کل عام (التوبہ۔آیت ۱۲۶)ہر سال مرض میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔

آ گے لکھتے ہیں:

عبرت(یعنی اس معنی میں بھی آتا ہے)لا تجعلنا فتنة (یونس۔آیت ۸۵)ہمیں عبرت نہ بنا''(اصول ترجمہ۔ص:۱۹۳)

مگر فاضل بریلوی نے سب جگہ آزمانا،آزمائش،،آزمائے ہی لکھا ہے۔تو کیا علوی صاحب آپ تو بقول بریلوی حضرات کئی علوم کے ماہر اور بہت بڑے علم والے ہیں آپ ہی بتائیں جو اصول آپ نے لکھے ہیں اگر یہ ٹھیک اور درست ہیں تو فاضل بریلوی جاہل اور علم سے نابلد ہوا یا نہ ہوا؟ کیا یہ فاضل علم قرآن کی ابجد سے بھی ناواقف ہے؟ ہماری ان باتوں پر تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۷) فاضل علوی نے لکھا ہے کہ:

''قرآن پاک میں جہاں بھی بحر و بر کا ذکر آیا خشکی اور دریا کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں مگر ظہر الفساد فی البر و البحر (الروم ۔آیت۔۴۱)صحراء اور بستیوں میں فساد پھیل گیا میں ان سے صحرا اور بستیاں مراد ہیں''۔(اصول ترجمہ۔ص:۱۹۵)

جبکہ فاضل بریلوی نے ترجمہ خشکی اور تری کیا ہے۔معلوم ہوا کہ اصول ترجمہ و تفسیر سے نابلد ہے۔

(۸) الــرجـم رجم کا لفظ ہر جگہ قتل کے معنی میں استعمال ہوا ہے مگر لارجمنک میں اس کا معنی گالی گلوچ ہے''۔(اصول ترجمہ۔ص:۱۹۵)

جبکہ فاضل بریلوی نے ترجمہ کیا:

''تو میں تجھے پتھراؤ کروں گا'' (کنزالایمان۔مریم۔آیت ۴۶)

(۹) فاضل علوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''بعد ابن خالویہ کا بیان ہے کہ قرآن پاک لفظ بعد بہ معنی قبل صرف ایک مقام پر استعمال ہوا ہے وہ ہے **ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر**''۔

(اصول ترجمہ۔ص:۱۹۶)

جبکہ فاضل بریلوی کا ترجمہ ہے:

''اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا'' (کنزالایمان)

لو جی اس اصول سے بھی فاضل بریلوی بے خبر اور نادان ہے۔

(۱۰) فاضل علوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''صحیح بخاری میں سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جہاں کہیں مطر کا نام لیا گیا ہے اس سے مراد عذاب ہے اہل عرب بارش کو غیث کہتے ہیں علامہ سیوطیؒ نے کہا ہے کہ ایک مقام مذکور بالا قاعدہ سے مستثنٰی ہے کہ وہاں مطر سے بارش ہی مراد ہے وہ مقام یہ ہے **ان کان بکم اذی من مطر** (الاعراف۔آیت ۸۴) (ہم نے ان پر ایک مینا برسایا

معلوم ہو گیا کہ بریلویوں نے ترجمہ وتفسیر کے جو اصول وقواعد لکھے ہیں جس کے ذریعہ سے بریلوی ایک اچھا ترجمہ کر سکتے تھے فاضل بریلوی ان سے نابلد و ناواقف معلوم ہوتے ہیں تو پھر کنزالایمان اس کو کہنا کہاں تک جائز ہے؟ ہم مزید بھی اس طرز پر کچھ لکھ سکتے ہیں مگر عاقل کیلئے اشارہ ہی کافی ہے۔

ہم ایک دو مزید لکھ کر بات ختم کرتے ہیں۔

(۱۱) بریلوی مسلک کا غزالی ورازی مولوی احمد سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں

''میں تو سمجھتا ہوں کہ **لم تحرم** کا معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ کیوں حرام کر رہے ہیں معنی یہ ہے کہ آپ کیوں تکلیف برداشت کر رہے ہیں''۔

(التبیان العظیم۔ص:۱۰۲)

جبکہ فاضل بریلوی نے اس کا ترجمہ کیا ہے:

''تم اپنے اوپر کیوں حرام کیئے لیتے ہو'' (کنزالایمان۔سورہ تحریم۔آیت ۱)

(۱۲) فاضل بریلوی نے اس سورہ تحریم آیت ۵ میں قانتتٍ کا معنی ''ادب والیاں'' لکھا ہے اور سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۷ میں قانتین کا معنی اورادب والے کیا ہے۔

جبکہ بریلوی علامہ علوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل حرف فی القرآن یذکر فیہ القنوت فھو الطاعۃ قرآن مجید میں جہاں کہیں قنوت کا ذکر ہوا ہے اس سے اطاعت (عبادت) مراد ہے۔اس حدیث کی سند جید ہے۔اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے''

اب آپ دیکھ لیں فاضل بریلوی تو سرکار طیبہ ﷺ کے فرمان عالی کے خلاف ترجمہ کر رہا ہے کیا یہ کنزالایمان ہوسکتا ہے؟ غور فرمائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ترجمہ کنز الایمان امت مسلمہ میں عظیم فتنہ

مفتی مجاہد صاحب

تاجدار ختم نبوت ﷺ کی امت مرحومہ کو آج عظیم فتنوں کا سامنا ہے انہیں میں سے ایک فتنہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کا فتنہ تکفیر ہے۔اس فتنے کی طرف سے امت مسلمہ کے اکابرین کو نہ صرف سب وشتم کیا جارہا ہے بلکہ ان کو گستاخ کہہ کر دائرہ اسلام سے خارج کیا جارہا ہے۔آئے روز اس فرقے کی طرف سے اکابر اسلام پر کوئی نہ کوئی فتوی لگتا رہتا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مرتبہ کس کو معلوم نہیں مگر بریلوی مذہب کے اکابر نے ان کو بھی معاف نہیں کیا بلکہ صراحۃً ان کو گستاخ رسول قرار دیا ہے۔بریلوی مذہب کے مسلمہ مناظر اور جید عالم مفتی نظام الدین ملتانی اپنے فتوے میں امام بخاریؒ کے متعلق لکھتا ہے:

امام بخاری نے تو صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین کی ہے۔

(فتاوی نظامیہ۔ص:۳۹۹)

اس موقع پر فتاوی نظامیہ کے محشی سے رہا نہ گیا اور وہ لکھتا ہے:

''حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کا امام بخاری پر یہ اعتراض کہ انہوں نے حضور ﷺ کے لئے لفظ رجل استعمال کیا ہے جس میں حضور ﷺ کی توہین ہوتی ہے غلط ہے''۔

(فتاوی نظامیہ۔ص:۳۹۹)

عجیب بات ہے گستاخی کا فتوی نظام الدین ملتانی لگائیں اور غلطی کا اعتراف محشی کریں اس سے مفتی صاحب کے فتوے پر کیا اثر پڑا؟ان کا فتوی تو تاحال برقرار ہے۔

اب آئے ہندوستان کی طرف جہاں رضا خان بریلوی صاحب نے فتنہ تکفیر کی ہم شروع کی۔اس خطے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ایسی بزرگ شخصیت اور مسلمہ شخصیت کو بھی ان بدبختوں کی طرف سے نہ صرف وہابی قرار دیا گیا بلکہ ان کی طرف ایک عقیدہ منسوب کیا جس پر بریلوی مولویوں نے کفر کا فتوی لگایا اور اس فتوے کی زد میں حضرت شاہ صاحب آئے۔چنانچہ مولوی عمر اچھروی لکھتا ہے:

''دہلی میں شور برپا ہو گیا کہ شاہ ولی اللہ وہابی ہو چکا ہے چنانچہ حیات طیبہ

کے صفحہ ۱۲ پر درج ہے کہ تمام علمائے اسلام نے متفقہ طور پر فتوی کفر صادر کیا تو شاہ صاحب کا جدی و عملی وقار ہباء منثورا ہو گیا شاہ صاحب اپنے نئے مذہب وہابیت کی اشاعت کے واسطے اپنے خاندانی مذہب حنفیت کا نام بدل کر محمدی رکھ لیا''۔

(مقیاس حنفیت۔ص:۵۷۶)

جبکہ رضا خان بریلوی صاحب شاہ ولی اللہؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''شاہ ولی اللہ نے تفہیمات الٰہیہ میں لکھا کہ شق القمر کوئی معجزہ نہیں فائدہ میں لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ نے معجزہ شق القمر سے انکار کیا ہے''۔

(ملفوظات حصہ چہارم۔ص ۳۳۲۔شبیر برادرز)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ معجزہ شق القمر کے منکر تھے اب بریلوی مفتی نظام الدین ملتانی کا فتوی بھی ملاحظہ ہو:

''حضور کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹ گیا۔۔۔اس پر اجماع امت کا ہے اور اس سے انکار کرنا صریح کفر ہوا''۔

(فتاوی نظامیہ ۱۴۱۰۔اشاعۃ القرآن پبلی کیشنز)

خلاصہ یہ کہ بریلوی حضرات کے فتووں کی رو سے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ معاذ اللہ وہابی کافر گستاخی حنفیت کے دشمن تھے۔چونکہ رضا خانیوں نے شاہ صاحب کو وہابی کہا اب وہابیوں کے متعلق رضا خان بریلوی کے مندرجہ ذیل فتاوی بھی ملاحظہ فرمالیں:

''وہابی مرتد ہیں اور مرتد کے پیچھے نماز باطل محض''۔

(فتاوی رضویہ۔ج ۱۵ ص:۲۴)

بریلوی مذہب کے دیگر فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ اس مذہب کے بانی کا محرف شدہ قرآن کا ترجمہ ''کنز الایمان'' بھی ہے۔افسوس کہ اس ترجمہ میں اپنے مخصوص عقائد کی اشاعت کی خاطر تحریفات کی بھرمار ہے مگر رضا خانیوں نے اسے ''اردو میں قرآن'' قرار دیا ہوا ہے معاذ اللہ۔

''ترجمہ کنز الایمان جو بظاہر ایک ترجمہ ہے مگر درحقیقت قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں قرآن ہے''۔(التصدیقات ص:۲۳۵)

نیز بریلویوں کے اس نام نہاد قرآن کے کے موجد کے بارے میں اس مذہب کے ماننے والوں نے جو عقیدہ تراشا ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عصمت کے معاملے میں رضا خان بریلوی انبیاء سے بھی بڑھے ہوئے تھے معاذ اللہ:

''سچ فرمایا سیدنا محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ سے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ کی زبان وقلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا زبان وقلم ذرابرابر خطا کرے اس کو ناممکن بنادیا تھا (العیاذ باللہ)

(التصدیقات۔ص:۴۹)

بریلوی حضرات آئے روز سنی تراجم پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں اور ذرا بھی یہ سوچنے کی ہمت نہیں کرتے کہ وہ اصول وضوابط جو ہم نے اہلسنت و جماعت کے تراجم پر اعتراض کرنے کیلئے بنائے ہیں اور انہیں گستاخانہ تراجم قرار دیا ہے ہمارے اپنے مسلمہ اکابرین تو اس کی زد میں نہیں آتے؟ اگر یہی سلسلہ مزید جاری رہا تو قوی امکان ہے کہ آپس کی اس تکفیری سرگرمیوں سے پریشان ہوکر بریلویوں کی آنے والی نسلیں اپنے ان آباؤاجداد کو یکسر مسترد کرکے اہل السنۃ والجماعۃ میں شامل ہو جائیں۔

بریلوی اصول

دارالافتاء منظر الاسلام بریلی شریف کے مفتی فاروق قادری حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز ترجمہ پر اعتراض کرنے کے بعد اس کے متعلق یوں تبصرہ کرتے ہیں:

یقیناً مولوی اشرف علی اوران کے اذناب کے مندرجہ بالا اور سابقہ ترجمے عشق وایمان کی خوشبو سے یکسر خالی ہیں بلکہ توہین الوہیت اور کسرِ شان رسالت کے سبب ایمان شکن اوراسلام شکن ہیں''۔

(التصدیقات لدفع التلبیسات۔ص:۵۰)

واضح رہے کہ اس فتوے پر فقیر قادری محمد سبحان رضوی کے دستخط اور مہر بھی شامل ہے۔موصوف نے مندرجہ بالا کے لفظ سے جن تراجم کی طرف اشارہ کیا ہے وہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہے۔مثلاً سورۃ الفتح کی آیت کا ترجمہ

حضرت شاہ صاحب نے ''خطائیں'' کے لفظ کے ساتھ کیا ہے جو بدعتی حضرات کو نہایت ناگوار گذرا تو انہوں نے اس ترجمہ کو بے ادبی پر محمول کرتے ہوئے شانِ رسالت ﷺ کے خلاف سمجھ لیا مگر دوسری طرف وہ اپنے مذہب کے مناظر اور مظہر اعلحضرت حشمت علی رضوی کا یکسر بھول گئے کہ اس نے اس آیت کا کیا ترجمہ کیا ہے چنانچہ وہ سورہ فتح کی آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:

''آپ کے رب عز وجل نے تو آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرماوے''۔(۱۵ تقریریں۔ص:۱۰۷)

(یہاں ''فرماوے'' کا لفظ ہے صفحہ ۲۴۶ پر ''فرمائے'' کا لفظ ہے)

ایک اور مقام پر موصوف لکھتے ہیں ووصعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک کی تفسیر کرتے ہوئے:

''اقوال علماء اس کی تفسیر میں مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے ''بار گناہ'' ہے بعض قبل نبوت اور ایام جاہلیت میں جو لغزشیں اور غفلتیں اور ''خطا'' اور سہو ونسیان حضور سے سرزد ہوا تھا وہ اللہ تعالی نے اپنے محبوب کو معاف فرمایا''۔(۱۵ تقریریں۔ص:۳۵۶)

بریلوی مندرجہ بالا عبارت میں اس بات پر بھی غور فرما کر ہمیں جواب دیں کہ یہ حشمت علی صاحب حضور ﷺ سے واقعتہ گناہوں، غفلتوں، لغزشوں کے صدور کے قائل ہیں یا بطور فرض کے انہوں نے اس کا ذکر کیا اگر بدعتی علماء اس عبارت میں وقوع کے انکاری ہو جائیں تو پھر درج ذیل عبارت کا جواب مرحمت فرمائیں:

''بعض کہتے ہیں کہ حضور جن امور پر قبل نبوت عمل کر چکے تھے اور بعد کو وہ حرام ہوئے غمگین رہا کرتے تھے اللہ تعالی نے حضور سے وہ غم دور کر دیا''۔

(۱۵ تقریریں۔ص:۳۵۷)

بدعتی حضرات یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ وہ کونسے کام تھے جن کا صدور حضور ﷺ سے ہو چکا تھا جو کے بعد میں حرام ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ۔

مولوی حشمت علی رضوی کے ترجمہ پر نظر ثانی فرمانے کے بعد قارئین توجہ فرمائیں بعینہ یہی ترجمہ ایک فرضی زید کے بارے میں لکھ کر دارالافتاء بریلی کو سوال بھیجا گیا

توان کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

''زید کا یہ قول۔۔۔اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردئے۔۔۔ غلط و باطل اور سخت جرأت و بے باک ہے اور شان رسالت میں توہین ہے لہٰذا زید کافرومرتد ہے''۔

(فتاوی بریلی شریف۔ص:۳۰۹شبیر برادرز لاہور)

ہاں جناب اگر زید کافرومرتد ہے تو حشمت علی چونکہ آپ کے گھر کا ہے تو پھر وہ کافرومرتد نہ ہوگا اور نہ ہی اس کا ترجمہ ایمان شکن ہوگا۔اس فتوے کو سامنے رکھ کر اگر انصاف پسند بریلوی حضرات تھوڑا کشادہ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور اپنے عشق کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے مسلک کے ایک اور عظیم فتنہ پرور شخصیت مولوی سرداراحمد گورداسپوری جو کہ امریکی وظیفہ خور فضل کریم کے والد ہیں کو شامل فرمالیں تو امت مسلمہ پر عموماً اور بریلوی حضرات پر خصوصاً احسان ہوگا۔ پہلے اصول ملاحظہ فرمائیں:۔

''اپنے ترجمہ میں غزالی زماں نے آیت الفتح کا ترجمہ کرتے ہوئے بخشش کے بجائے معافی کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ بخشش صرف جرم کی ہوتی ہے جبکہ معافی غیر مجرم کی بھی ہوتی ہے''۔

(التصدیقات لدفع التلبیسات۔ص:۶)

اب بریلوی محدث اعظم کا ترجمہ غور سے پڑھیں:

''حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جب نازل ہوئی آیت نبی کریم ﷺ پر آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دئے گئے''۔

(التصدیقات لدفع التلبیسات۔ص:۲۵۰ کاظمی پبلی کیشنز ملتان)

اس کا مطلب ہوا کہ بریلوی محدث اعظم نبی کریم ﷺ کو مجرم مانتے ہیں معاذ اللہ تو اب سردار احمد صاحب تو فتاوی بریلی شریف کے فتوے کی زد میں بدرجہ اولی شامل ہوگئے جو ابھی چند سطر پہلے گزر چکا ہے۔اگر بریلوی ہمت فرما کر اپنے محدث اعظم کو کافر قرار دے دیں تو یہ کوئی نئی بات نہ ہوگی کیونکہ بریلویوں کے قبلہ شاہ صاحب کاظمی مولوی سرداراحمد کو اور مولوی سرداراحمد کاظمی شاہ صاحب کو کافر قرار دے چکے ہیں۔اگر اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو مولنا ذوالفقار علی رضوی کی کتاب ''پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں'' کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

اصل رسائل کی ٹریسنگ لیکر ان کو کتاب کی اشاعت سوم کے آخر میں چھاپا گیا ہے۔

رضاخانیوں کا تیسرا اصول

''ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ اگر اعلی حضرت جیسا مقتدر ذمہ دار عالم دین بھی اگر اور مترجمین کی طرح کنز الایمان میں احتمال اول کو چھپوا کر ذنب ومعصیت موولہ کی اضافت اور نسبت حضور کی طرف کردیتے تو عام مسلمانوں کے عقیدہ عصمت کا کیا حال ہوتا وہ ذنب کی تاویلیں نہیں دیکھتے ۔۔شیطان کو مسلمان کا ایمان لوٹنے میں کیا دیر لگتی ہے پھر کتنے مسلمان رشدی پیدا ہو جاتے اور کتنی تسلیماؤں کا جنم ہوتا رہتا''۔

کتبہ بندہ حقیر محمد صالح قادری بریلوی

جامعہ رضویہ منظر الاسلام سوداں گراں بریلی شریف

(التصدیقات ۔ص:۳۸)

اب رضاخانی حضرات ذرا اس حوالے کو بھی نوٹ کریں اور بتائیں کہ مذکورہ بالا دو شخصیات کو کس کیٹیگری میں شمار کریں گے؟ کافر مرتد کہیں یا سلمان رشدی یا کچھ اور؟ جو پسند ہو ہی لکھ کر اپنے مذہب کے لوگوں کو ہماری طرف سے ہدیہ کردیں۔

اب آیا مولوی احمد رضاخان بریلوی اس فتوے کی زد میں آتا ہے یا نہیں وہ بھی ہم انصاف پسند علماء وعوام پر چھوڑتے ہیں کہ آیا خود خانصاحب بریلوی نے ''ذنب'' کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کی ہے یا نہیں؟

حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

''امام موصوف (خان صاحب) قدس سرہ العزیز نے سورت فتح کی آیت کی جو توجیہ اپنی تصنیف جزاء اللہ عدوہ میں فرمائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذنب کی اسناد نبی کریم ﷺ کی طرف ہے''۔

(التصدیقات ۔ص:۶۱)

رضاخانی حضرات نے یہ حوالہ بھی نوٹ کرلیا ہوگا کہ ذنب کی نسبت آقا نامدار نبی کریم ﷺ کی طرف کرنے والوں کے بارے میں بریلوی شریف کے مفتیان کرام کیا

فرماتے ہیں۔اگر چہ اوپر کے دونوں حوالوں میں ذنب نہیں بلکہ صراحۃً گناہ کی نسبت حضور خاتم النبیین ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔

ایک اور دلچسپ بات بھی نوٹ فرمالیں

خان صاحب بریلوی کے ترجمہ قرآن آنے کے بعد امت میں ایک عظیم فتنہ رونما ہو گیا ہے۔ چونکہ ترجمہ قرآن تحریف قرآن کا عظیم شاہکار ہے تو بریلوی انصاف پسند علماء سے بھی رہا نہ گیا انہوں نے اعلحضرت کے اس ترجمہ کو غلط قرار دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے عقائد کے بارے میں لکھا کہ اعلیٰ حضرت کا عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عقیدے کے خلاف ہے:

''لہٰذا اس آیت سے امت کی مغفرت قرار دینا یہ اس حدیث مبارک اور صحابہ کے قول اور ان کے عقیدے اور نظریہ کے بھی خلاف ہے''۔

(مغفرت ذنب۔ص:۲۳ ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر حیدر آبادی)

یعنی خان صاحب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہم عقیدہ نہیں یہ تو بریلوی علماء ہی فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ جو صحابہ کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کون ہوتا ہے البتہ ہم بتا دیتے ہیں کہ جو خان صاحب بریلوی کا ہم عقیدہ نہ ہو بریلوی اس کو کافر سمجھتے ہیں:

''جو اعلیٰ حضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو اس کو کافر جانتے ہیں یہ درست ہے''۔

(انوار شریعت۔جلد اول۔ص:۱۴۰)

بریلی شریف کے جن مفتیوں نے حکیم الامت مجدد دین و ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے ان کی میں گذارش کروں گا کہ آپ کے پیر و مرشد اور بانی مذہب رضا خان صاحب بریلوی نے بھی ''خطائیں'' کی نسبت کنز الایمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کی ہے تو ذرا حقیقی عشق رسالت کا ثبوت دیتے ہوئے ''کفر ساز مشین گن'' کا رخ خان صاحب کی قبر کی طرف بھی کر دیجئے ۔قارئین کرام! حوالہ نوٹ فرمالیں:

''والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی۔سورۃ الشعراء ۸۲/۲۶
اور جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری ''خطائیں'' قیامت کے دن بخشے گا''

(کنز الایمان مع نور العرفان۔ص:۵۹۰)

مذکورہ بالا رضاخانی حضرات کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بریلوی حضرات نوٹ فرمالیں کہ دولفظ ''خطائیں'' اور ''بخشے'' گا (جو مجرم کے لئے بولا جاتا ہے) موجود ہے یا نہیں؟ اگر یہی دونوں لفظ ایک معصوم شخصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے استعمال کئے گئے ہیں اور یہ عصمت انبیاء کے خلاف ہے تو احمد رضا خان صاحب کیوں محفوظ رہے ان بریلی فتووں سے؟

نہ صدمے تم ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتی

اگر اکابر اہلسنت کا ترجمہ کرنا جرم ہے تو اس جرم میں فاضل بریلوی برابر کے شریک ہیں۔اب بریلوی ذرا اپنے ہی مولوی کے اس سوال کا جواب بھی مرحمت فرمائیں:

''سوال یہ ہے اگر یہ ترجمہ کرنا گستاخی ہے تو اعلی حضرت نے ایک زمانے میں اس کا ارتکاب کیا تھا۔۔۔لہٰذا یہ حقیقت تسلیم کرنا ضروری ہے کہ ترک اولیٰ کو اللہ تعالی نے ذنب قرار دیا اور اس مفہوم کو ملحوظ رکھ کر اس کا ترجمہ گناہ کے ساتھ کردیا گیا ان اکابرین میں اعلی حضرت بھی شامل ہیں جنہوں نے گناہ والا ترجمہ کیا''۔(فیصلہ مغفرت ذنب۔ص:۴۹)

لیجئے 204 بریلوی علماء نے اقرار کرلیا ہے کہ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ اعلی حضرت نے بھی گناہ والا ترجمہ کیا تھا۔سو اگر یہ گستاخی ہے تو اعلی حضرت کب کا اس گستاخی کا ارتکاب کرچکے ہیں اگر توبہ کی ہو تو اس کا ثبوت درکار ہے ورنہ بریلوی مرکز کے فتوے کی رو سے خان صاحب دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد قرار پائیں گے۔اتنی زیادہ وضاحت کے بعد مزید کسی حوالے کی ضرورت نہیں کہ بریلوی مسلک میں ایسا ترجمہ کرنے والا گستاخ، کافر، مرتد، سلمان رشدی وغیرہم کے القابات کا خوب مستحق ہے۔تاہم ایک اور وزنی حوالہ جسے مولوی حشمت علی رضوی کی تائید بھی حاصل ہے ملاحظہ ہو:

''حضور ﷺ کی توہین''۔(نجوم شہابیہ۔ص:۴۴)

نیچے وہ تراجم پیش کئے ہیں جن کا ارتکاب مندرجہ بالا حوالوں کی رو سے فاضل بریلوی بھی کرچکے ہیں۔اور فاضل بریلوی کے ساتھ ساتھ 204 علماء بریلویہ نے اس ترجمہ کی تائید کی ہے۔کیا یہ اب مسلمان کہلانے کے لائق ہیں؟ امید کرتا ہوں کہ بریلوی اپنے عشق رسالت ﷺ کا حقیقی ثبوت دیتے ہوئے جلد سے جلد جواب مبنی بر انصاف فراہم کریں گے۔

سنی تراجم پر اعتراضات کا جائزہ

ترجمان مسلک دیو بند مولانا ابوایوب قادری صاحب

قارئین گرامی قدر! یوں تو فتنے اپنے اپنے دام تزویر میں لوگوں کو پھنسانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مگر فتنہ رضائی کا تو کچھ انداز ہی الگ تھلگ ہے۔ یہ لوگوں کو اپنا ''سنی'' ہونا بتا کر گمراہ کر رہے ہیں جو کہ دیگر فتنوں میں نہیں۔ مگر ایک قدر مشترک جو قادیانی، رافضی، رضائی میں ہے وہ یہ کہ قرآن پاک کی تفسیر وتشریح میں اسلاف کو چھوڑ کر اپنی طرف سے کچھ کہا جائے۔ حالانکہ امت کے ذی قدر افراد نے قرآن پاک کی تفسیر میں اپنی ذاتی رائے کو دخل دینے کو مذموم وممنوع قرار دیا ہے۔ بلکہ ایک رضائی مولوی نے ایک واقعہ درج کیا ہے جو من وعن نقل کئے دیتا ہوں:

> ''امام ابن سیرین نے دو بد مذہب آدمیوں سے ان کے اصرار کے باوجود چند قرآنی آیات اور احادیث سننے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جاتے ہو یا میں چلا جاؤں۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ اگر سن لیتے تو کیا خرابی تھی؟ تو فرمایا کہ مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں ان کی بیان کردہ (سلف کے خلاف) تفسیر وتشریح میرے دل میں پختہ نہ ہو جائے''

(سنن دارمی باب بدعتیوں سے اجتناب بحوالہ سعودی تفسیر پر ایک نظر۔ ص:۴۷۔۴۷)

تو معلوم ہو گیا کہ اسلاف سے ہٹ کر قرآن وسنت کی تفسیر وتشریح معتبر نہیں۔

سب سے بڑھ کر میں امام الکونین، امام القبلتین، سیدنا وسندنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ قیامت کے حالات وعلامات اور تمام اہم فتنوں کے متعلق خبر دی تھی جن میں آپ ﷺ کے بعد آپ کی امت نے مبتلا ہونا تھا مثلاً مرض دینا، ریاکاری، شہوت مسلمان پر شرک کی تہمت لگایا جانا، قرآن میں غلط تاویلیں کرنا، فتنہ رافضیت''۔ (کنز العمال ۱۱/ ۵۴۰ بحوالہ سعودی تفسیر پر ایک نظر۔ ص:۴۹۸)

تو معلوم ہوا کہ قرآن کی آیات میں غلط اور بے جا تاویلیں کرنا بھی دیگر فتنوں

میں سے ایک فتنہ ہے۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فاضل بریلوی نے ''کنز الایمان'' لکھ کر اپنی تشریحات وتعبیرات کو داخل کر دیا جیسا کہ صاحب مطالعہ پر مخفی نہیں ہے اور آپ کو ماقبل کے مضامین سے کافی حد تک معلوم بھی ہو چکا ہوگا۔

رضاخانیوں نے اپنی اس تحریف پر پردہ ڈالنے کیلئے شاطرانہ انداز اپنایا اور چور بھی کہے چور چور والا طرز اختیار کیا۔ تاکہ لوگوں کی نظر دوسری طرف لگ جائیں اور ہمارے ترجمہ کنز الایمان کی گئی گستاخیاں، اصول تفسیر وقواعد کے خلاف کیا گیا ترجمہ لوگوں کی نظر سے اوجھل رہے۔ مگر یہ بیچارے زیادہ دیر چھپے نہ رہ سکے اور اہل سنت نے بروقت ان کے کنز الایمان کی خبر لی اور اس کی گمراہیوں کو امت کے سامنے ظاہر کر دیا کہ اس کنز الایمان میں حقیقی ایمان مراد نہیں بلکہ وہی ایمان ہے جو منافقوں نے کہا تھا کہ ''امنا'' یعنی ظاہر تو ایمان کیا مگر حقیقت میں ایمان واسلام کو منہدم کرنے کی پوری پوری کوشش اور سعی نامراد کی گئی۔

بہر حال رضاخانیوں نے اپنے کنز الایمان کو بچانے کیلئے اہل سنت کے تراجم پر خوب دل کھول کر طعن وتشنیع کیا اور انہیں توہین آمیز اور گستاخیوں پر مبنی تراجم کہا۔ ہم نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنا استغاثہ اہل انصاف حضرات کے سامنے رکھ دیں کہ وہ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ حق کس کی طرف ہے اور گالیاں اور سوقیانہ زبان کس کا شیوہ ہے؟ چنانچہ چند ایک تراجم پر اعتراض کا جائزہ ہم یہاں لیتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱:

ان ربک لبالمرصاد۔ سورۃ الفجر آیت ۱۴

بے شک تیرا رب ہے گھات میں (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس کا صاف اور سیدھا مطلب جو شیخ الاسلام حضرت مولنا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ نے اس کے حاشیہ میں لکھ دیا ہے وہ یہ ہے کہ:

''جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر گذرا اور کیا کرتے ہوئے گیا اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا

پھر وقت آنے پر اپنی معلومات کے مطابق معاملہ کرتا ہے اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال واعمال کو دیکھتا ہے کوئی حرکت وسکون اس سے مخفی نہیں“۔

(تفسیر عثمانی۔ص:۷۹۰)

اب بتایئے اہل فہم وعقل کے نزدیک کیا اس میں خرابی ہے؟ مگر عقل سے عاری جن کو اپنوں نے بھی بھیڑیں اور وہ بھی بھولی بھیڑیں قرار دیا وہ اس پر نالاں ہیں وہ کہتے ہیں کہ:

”جن مترجمین نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ رب گھات میں ہے تاک میں ہے یا گھات لگائے ہے مناسب شانِ الٰہی نہیں ہے گھات میں ہونے سے مراد دوسرے سے نظر چرا کر چوری چھپے بیٹھنا ہے اور چھپ کر پر دوسروں پر حملہ کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا چھپ کر بیٹھنا اور دوسرے پر گھات لگا کر حملہ آور ہونا اس کی شان کے لائق نہیں اس لئے کہ وہ انسانوں جیسے بیٹھنے اور چھپنے کی صفات سے پاک ہے نظر چھپا کر چوری چھپے گھات یا تاک میں بیٹھنا تو خوف اور بزدلی کی دلیل ہوتا ہے ایسا اس لئے کیا جاتا ہے کہ بتا کر یا سامنے سے حملہ کیا تو شکست کا خوف ہے یا جان کا خطرہ ہوسکتا ہے یہ کمزوری بہت بڑا نقصان ہے“۔(انوار کنز الایمان۔ص:۲۹۲)

قارئین گرامی! اسے کہتے ہیں پر سے پرندہ بنانا۔حضرت شیخ الہندؒ نے جو ترجمہ کیا اس کا مطلب ہم نے آپ کے سامنے واضح کردیا ہے،اور یہ جو کچھ ایک رضا خانی بھیڑ فرما رہی ہے یہ اس کے اپنے ہی ذہن کی عکاسی ہے عقل سلیم اس کے ساتھ نہیں دیتی۔آپ دیکھئے کہ علم لغت میں گھات کے کئی معنی ہیں مثلاً:

خفیہ تدبیر کرنا،ارادہ وغیرہا

تو کیا یہ معنی یہاں مراد نہیں ہوسکتے؟ اگر لئے جاسکتے ہیں تو پھر یہ لفظ کیوں ممنوع ہے فاضل بریلوی نے سرکار علیہ السلام کو بھی خود رفتہ لکھا اور زلیخا کو بھی جبکہ زلیخا کا خود رفتہ ہونا مذموم غیر محمود تھا۔مگر آپ ﷺ کا خدا تعالیٰ کی محبت میں خود رفتہ ہونا محمود تھا۔تو جو لفظ دو معنی کا احتمال رکھے وہ فاضل بریلوی نے کیوں استعمال کیا؟۔فاضل بریلوی نے سورۃ الشعراء کی آیت

نمبر۲۰ کا ترجمہ کیا ہے:

موسی نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جبکہ راہ کی خبر نہ تھی

یعنی بے خبر کہا اور بے خبر کا معنی لغت میں غافل، بے ہوش، ناسمجھ، بے وقوف، جاہل وغیرھا لکھا ہوا ہے مگر فاضل بریلوی کی طرف ان نام نہاد عاشقان نے انگلی بھی نہیں اٹھائی اور ہماری طرف لٹھ لئے دوڑے آرہے ہیں۔ بریلویوں کے محبوب و مسلم عالم مولوی احمد سعید کاظمی نے موسیٰ علیہ السلام کیلئے بے راہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کا معنی لغت میں گمراہ بھی لکھا ہوا ہے۔ بریلویوں نے کئی انبیاء علیہم السلام کیلئے ناکام کا لفظ استعمال کیا ہے مثلاً مقیاس حنفیت میں موسیٰ علیہ السلام کو، تفسیر نعیمی ج ۱۶ میں سیدنا آدم علیہ السلام کو انوار شریعت ج ۲ ص ۵۵ پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو، مگر لغت میں محروم و نامراد وغیرھا لکھا ہے تو کیا بریلوی تکفیری فتوے کی گن کا رخ ادھر نہیں کرتے یا صرف دیوبندیت کی طرف ہی رخ کرنا ایمان سمجھتے ہیں؟

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ اس کا مطلب و مفہوم درست ہے جیسا کہ ہم شیخ الاسلام حضرت علامہ عثمانیؒ رو کے حوالے سے لکھ آئے ہیں۔ باقی بریلویوں کو اگر اپنے تراجم پر نظر ہوتی تو اتنی بے وقوفی کا قول نہ کرتے۔

۱۔ دیکھئے کہ آپ کے گھر کے معتمد عالم مولوی پیر کرم شاہ صاحب بھیروی لکھتے ہیں،

بے شک آپ کا رب (سرکشوں اور مفسدوں) کی تاک میں ہے۔

(ضیاء القرآن ج ۵ ص ۵۵۷)

۲۔ فاضل بریلوی کے لخت جگر مصطفیٰ رضا خان کے خلیفہ اجل و معتمد، بریلوی علامہ ڈاکٹر پروفیسر محمد علوی مالکی لکھتے ہیں۔

بے شک آپ کا رب ضرور گھات میں ہے۔

(اصول ترجمہ و تفسیر القرآن ص ۶۵)

مولوی غلام نصیر الدین نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

۳۔ مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں بے شک آپ کا رب (انکی) گھات میں ہے۔

مرصاد کا معنی

مرصاد کا معنی ہے گھات لگانے کی جگہ یعنی کسی کا انتظار کرنے کا مقام جو شخص گھات لگا کر کسی پوشیدہ مقام میں بیٹھا ہو۔ اس کے پاس سے گزرنے والا دشمن اس سے بچ کر گزر نہیں سکتا اور اس کا دشمن اس سے چھپا نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی در پردہ بندوں کے تمام اعمال سے باخبر ہے اس سے بچ کر یا اس سے چھپ کر کوئی بندہ کوئی کام نہیں کر سکتا۔ گھات لگانے کے چار اجزاء ہیں۔

ا۔ گھات لگانے کا مقام دشمن سے مخفی ہو۔

۲۔ دشمن کی گزرگاہ ہو۔

۳۔ جہاں گھات لگا کر بیٹھنے والے کو دشمن کے احوال کی خبر ہو جائے۔

۴۔ دشمن گھات لگانے والے کی گرفت سے ذبح نہ سکے۔

اللہ تعالی جو گھات لگاتا ہے اس میں یہ چاروں امور متحقق ہیں۔

آگے سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

> ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کا رب انکی گھات میں ہے یعنی ان کی باتیں سن رہا ہے اور ان کے اعمال دیکھ رہا ہے اور ان کی سرگوشیوں کو سنتا ہے اور ان کے پوشیدہ اعمال کو دیکھا رہا ہے اور سب کو ان کے اعمال کے موافق جزا دیتا ہے''۔
>
> (تبیان القرآن ج ۱۲ اص ۷۳۲، ۷۳۳)

لوجی بھیڑو! اپنے گلے کی فکر کرو میرے مرنے کی فکر چھوڑو۔

بس اپنے جینے کا خیال رکھنا۔

اعتراض نمبر ۲ :

احصنت فرجھافنفخنا فیه من روحنا

جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو پھر ہم نے پھونک دی اس میں اپنی طرف سے جان (ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ)

بریلوی ملاں مولوی غلام نصیر الدین لکھتا ہے کہ:

''بعض مترجمین نے آیت کریمہ (التحریم نمبر۱۲) کا انتہائی شرمناک الفاظ میں حسب ذیل ترجمہ کیا۔ اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو پھر ہم نے پھونک دی اس میں اپنی طرف سے جان۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ غلط ہے کہ حضرت مریم کی شہوت کی جگہ میں جان پھونکی گئی کیونکہ یہ نہایت شرمناک ہے اور حضرت مریم کی عزت وعظمت کے قطعاً خلاف ہے''۔

(اصول ترجمہ وتفسیر قرآن۔ص:۴۱۔۴۲)

اور بعضے یوں کہنے لگے کہ حَصَن'' کا لفظ محفوظ کرنے روکنے اور قلعہ کے معنوں میں آتا۔ لیکن یہ تمام معنی اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ اس کے بنیادی معنی حفاظت کے ہیں امام احمد رضا نے اس کو ترجیح دی فرج کے لفظی معنی بلاشبہ جائے شہوت ہیں لیکن اردو میں یہ لفظی ترجمہ کچھ زیب نہیں دیتا امام احمد رضا نے مرادی ترجمہ کیا۔ (انور کنزالایمان ص۴۹۸)

اب دو اعتراض ہوئے جن کا خلاصہ یہ ہے

۱۔ یہ ترجمہ مناسب نہیں۔

۲۔ اس کا مطلب ہے کہ پھونک اس شرمگا میں ماری گئی۔

الجواب

اب ہم تفصیلاً ان اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ تفسیر جلالین جس کو بہت ہی معتبر سمجھا جاتا ہے اس میں لکھا ہے حفظت یعنی اس شرمگاہ کی حفاظت کی۔

۲۔ تفسیر ابن عباس عربی میں ہے۔ **حفظت** یعنی انہوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت فرمائی۔

۳۔ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں **والفرج حمل علی حقیقة** فرج کے لفظ کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا۔ جبکہ فاضل بریلوی نے تو مرادی ترجمہ بنالیا۔ جس کو امام رازی نے قیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ اصول تو بریلوی ملاؤں نے بھی لکھا ہے قیل کے ساتھ قول مرجوح کو لکھا جاتا ہے۔

باقی امام رازیؒ لکھتے ہیں **قیل احصنت تکلفت فی عفتھا**
یعنی یہ بھی کہا کہ انہوں نے اپنی عفت و پارسائی کی بہت حفاظت کی۔
۴۔مگر بات یہ ہے کہ ترجمہ شیخ الہند چھوڑے بغیر مقصود حاصل نہیں ہوتا۔اس لیے کہ عصمت و پارسائی کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ حرام سے اپنے کو بچائے رکھا۔مگر یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ سیدہ مریم علیھا السلام نے تو حلال وحرام دونوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھا تو فاضل بریلوی کا ترجمہ چونکہ حرام سے بچنے پر دلالت کرتا ہے اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ دونوں معنوں پر دلالت کرتا ہے اسی لئے حضرت شیخ کا ترجمہ ہی مناسب ہے۔تو اس لیے اس پر اعتراض کرنا رضا خانی سفاہت و کم عقلی کی دلیل ہے۔
باقی رہا دوسرا اعتراض کہ اس ترجمہ سے مفہوم یہ ہونا کہ پھونک شرمگاہ میں ماری گئی تو یہ نہایت ہی بہتان اور بہت بڑی جرأت ہے (العیاذ باللہ)۔ہم اس بہتان سے بری ہیں۔ ہمارے کسی بھی لفظ سے ظاہر نہیں ہوتا اور فاضل بریلوی کا یہ کہنا پارسائی کی حفاظت کی کا مطلب بھی یہی بنتا ہے کہ انہوں نے حرام کام سے اپنی شرمگاہ کو بچائے رکھا تو پھر فاضل بریلوی کے ترجمہ کا مطلب بھی وہی بناؤ جو تم نے شیخ الہندؒ کے ترجمہ سے کشید کیا ہے۔کوئی عاقل بھی اس پر اعتراض نہیں کریگا کہ شیخ الہند کے ترجمہ میں یہ خامی ہے کیونکہ نہ اس میں اشارہ ہے اور نہ ہی کنایہ۔کیونکہ کئی رضا خانی مترجمین نے فیہ کا ترجمہ گریبان نہیں کیا بلکہ اس میں کیا ہے۔ تو ان پر گرفت کیوں نہیں ہوسکتی؟۔
ہاں تفسیر مظہری والے کی سن لو جس کو کئی مفسرین نے نقل کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

نفخ جبرئیل بامر فی جیب درعھانفخا و اصلاالی فرجھا فحملت بعیسی علیہ السلام والضمیر عائد الی الفرج (تفسیر مظہری)
یعنی جبرئیل علیہ السلام نے ہمارے حکم سے ان کی قمیض کے چاک میں پھونک ماری جو کہ ان کی شرمگاہ تک پہنچنے والی تھی پس وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوگئیں۔اور فیہ میں ہ ضمیر فرج کی طرف لوٹ رہی ہے۔
ا۔ میں رضا خانیوں سے کہوں گا پہلے مظہری والے اور دیگر مفسرین جن میں علامہ آلوسیؒ وغیرہ بھی شامل ہیں ان کے بارے میں فتوی بتائیں پھر ہماری طرف آئیں۔

اعتراض نمبر ۳ :

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کے جہاں کے لوگوں پر۔ (ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ)
آپ کو اور کسی کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگوں یعنی مکلفین پر مہربانی کرنے کیلئے
(ترجمہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ)
اب رضا خانی ملاؤں کو یوں تکلیف ہوئی کہ:

''دوسرے مترجمین نے جہاں کے لوگوں یا دنیا جہاں کے لوگوں کی قید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا دائرہ تنگ کر دیا''۔
(تسکین الجنان ص ۲۵۴)

ایک اور مولوی صاحب اٹھے اور کہنے لگے:

''جگہ جگہ قرآن کریم میں نبی کا جو منصب اللہ نے بیان فرمایا ہے مولانا اشرف علی تھانوی اس کو ترجمہ میں ڈھالتے وقت بدل ڈالتے ہیں مثلاً مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ کیجئے جس میں اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کیلئے مطلق رحمت بنانے کا اعلان فرمایا مگر مولانا اشرف علی تھانوی اپنے قلمی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے روح قرآن کے برخلاف ترجمہ کرتے ہیں''۔ (انوار کنز الایمان ص ۵٦٦)

الجواب : خدا تعالیٰ نے جو عقل دی ہے جب بندہ اسے استعمال کرے تو بات سمجھ آجاتی ہے کہ جب سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل مخلوق انسان کیلئے رحمت ہوئے تو باقی سب کیلئے بدرجہ اولیٰ ہوئے یہ بات تفاسیر میں ہمارے اکابر نے لکھ دی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

رحمۃ للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے کہ جو محروم القسمۃ مستفید ہونا نہ چاہیں اس کو بھی کسی نہ کسی درجہ میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے (تفسیر عثمانی)۔ آگے حضرت نے بڑی لمبی چوڑی بحث اس موضوع پر کی ہے۔
تو یہ رضا خانی افتراء ہے کہ یہ لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ رحمۃ کو گھٹاتے ہیں

ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ جو سیدنا یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا.. **انما اشکوبثی و حزنی الی الله**. باقی رہی یہ بات کہ اگر ایسا ترجمہ کرنے سے سرکار دو عالم ﷺ کی وسعت رحمت کو گھٹانا ہے تو جلالین والوں سے اور اس کے حاشیہ نگاروں سے پوچھ لو کہ انہوں نے رحمۃ للعالمین میں جن و انس کی قید کیوں لگائی؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تفسیر ابن عباسؓ عربی کو بھی ملاحظہ کرلیں انہوں نے بھی یہی لکھا ہے اور جو ترجمہ بریلویوں نے شائع کیا ہے وہ بھی اس آیت کے ترجمہ کے بعد یوں لکھا ہے:

جن و انس کیلئے نعمت و رحمت و امن و امان بنا کر بھیجا بالخصوص مسلمانوں کیلئے

(تفسیر ابن عباسؓ مترجم ترجمہ مولوی عبدالمتقد ر بدایونی،
مفتی عزیز احمد بدایونی صاحب ص ۶۹ ج ۲)

اور تفسیر مظہری میں یوں لکھا ہے

لرحمتنا علی الانس والجن

یعنی ہم نے رحمت بنا کر آپ کو بھیجا ہے انسانوں اور جنوں پر

تو کیا یہ سب لوگ بشمول سیدنا ابن عباس سب ہی سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عزت و احترام و شان کو گھٹانے والے ہیں؟ (العیاذ باللہ)۔

اعتراض نمبر ٤ :

فظن ان لن نقدر علیه

یوں سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو۔ (ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ)

بریلوی ملاں کہنے لگے کہ یہ تو بہت بڑا جرم ہے ہم نے پوچھا کیسے؟ وہ کہنے لگے کہ یہ اللہ کی قدرت کا انکار ہے جس کی نسبت حضرت یونس علیہ السلام کی طرف کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے مغالطہ اس لیے پیدا ہوا کہ **قدر بقدر** کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے ۱۔قادر ہونا ۲۔تنگی کرنا۔

مترجم نے سمجھا کہ اس جگہ پہلا معنی مراد ہے جو قطعاً غلط ہے اس موقع اور عصمت انبیاء کے مطابق صرف دوسرا معنی ہے۔ علامہ محمد بن مکرم افریقی فرماتے ہیں جو شخص اس آیت میں قدر کو قدرت سے ماخوذ کہا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے یوں گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو نہ

پکڑ سکے گا تو یہ ناجائز ہے اور اس معنی کا گمان کرنا کفر ہے (انوار کنز الایمان ص ۵۱)

الجواب :

ہم نے یہ بات بریلویوں کے مسلمہ عالم مولوی عبدالحکیم شرف قادری سے نقل کی ہے کہ کل کوکوئی اس سے ٹکرا اور پھر نہ سکے اور یہ نہ کہہ سکے کہ یہ تو غیر معتبر عالم ہے۔

صحیح بات تو یہ ہے کہ بعض نسخوں میں یہ ترجمہ یوں ہے:

''ہم نہ پکڑیں گے'' جیسا کہ ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۴۰۹ھ میں سعودی عرب سے طبع ہونے والے نسخے کے اندر ''ن'' کا نشان دیکر لکھا گیا ہے۔ لہٰذا اب اعتراض پیدا ہی نہیں ہوتا۔

دوسری بات یہ ہے لفظ ''سکیں'' کا مصدر ''سکنا'' ہے اور ''سکنا'' کا معنی لغت میں یوں ہے

لائق ہونا، قابل ہونا، ممکن ہونا (جامع فیروز اللغات ص ۳۰۲)

اب بات کا مطلب صاف ہے کہ پکڑ سکیں کا معنی پکڑ کے لائق ہونا۔ تو بات شیخ الہند رحمۃ اللہ کی درست ہوئی کہ اس نے گمان کیا ہم اس کو پکڑ کے لائق نہ جانیں گے۔ اب تمام نسخوں کے تراجم کا ہم معنی ہونا ثابت ہو گیا۔ اب میں رضا خانی ملّاؤں سے کہوں گا کہ جرات ہو تو بات کرو۔

تیسری بات یہ ہے کہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وظن معاویه رضی الله عنه تعالیٰ انه من القدره فا ستشکل ذالک اذ لا یظن احد فضلا عن النبی علیه السلام عدم قدرة الله تعالیٰ وفزع الی ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما فاجابه بما ذکرنااولا و جوز ان یکون من القدرة و تکون مجازا عن اعمالهااى ظن ان لن نعمل قدرتنا فيه او یکون الکلام من باب التمثیل ای فعل فعل من ظن ان لن نقدر علیه فی مراغمته قومه من غیر انتظار الامرنا

(تفسیر روح المعانی ص ۱۱۱ ج ۱۷)

یعنی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گمان ہوا کہ یہ لفظ نقدر قدرت سے ماخوذ ہے پس یہ اشکال پیدا ہوا۔ یہ تو کسی عام آدمی کو بھی گمان نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو ہو

پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اپنی پریشانی ذکر کی تو انہوں نے پہلے تو وہی جواب دیا جو ہم نقل کر آئیں ہیں پھر فرمایا یہ بھی جائز ہے کہ یہ قدرت سے ماخوذ ہو۔ پھر یہ اعمال قدرت سے مجاز ہو گی یعنی اس نے گمان کیا کہ ہم اپنی قدرت کو عمل میں نہ لائیں گے یا(دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے اس کو لفظ قدرت سے ماخوذ مان کر یوں کہا جائے کہ) کلام میں یعنی آیت میں مثال دی گئی ہے یعنی یونس علیہ السلام یوں چل پڑے جیسے وہ آدمی چلتا ہے جس نے یہ گمان کر رکھا کہ ہم پکڑنے کی طاقت نہیں رکھتے اپنی قوم سے ناراض ہو کر ہمارے حکم کے انتظار کیے بغیر چل پڑنے پر۔

چوتھی بات یہ کہ یہ تاویل کئی مفسرین نے نقدر کو قدرت سے ماخوذ مان کر کی ہے۔ جیسا کہ حاشیہ جلالین میں بھی موجود ہے اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ علامہ آلوسیؒ نے سیدنا ابن عباسؓ سے جو دوسری وجہ نقل کی ہے قدرت سے ماخوذ ماننے کی یہ بات تو بریلوی مفسر مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی کے صاحبزادے اور بریلوی مفتی اعظم مفتی اقتدار احمد خان نعیمی گجراتی نے بھی تفسیر نعیمی ج نمبر ۱۷ میں اعتراضات کے جواب میں نقل کی ہے کہ یہ تشبیہ ہے یعنی سیدنا یونس علیہ السلام کے جانے کو اس شخص کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو یہ سمجھ کر چل پڑا خدا مجھے پکڑنے پر قادر نہیں۔ (ملخصاً تفسیر نعیمی ج ۱۷)

فاضل بریلوی کے پیروکار جو قدرت سے ماخوذ ماننے کو عصمت انبیاء کے خلاف قرار دے رہے تھے وہ سیدنا معاویہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، محشی جلالین، آلوسی وغیرھما کا کیا کریں گے اور مفتی اقتدار کا کیا بنے گا۔

پانچویں بات یہ ہے کہ تفسیر درمنثور میں ہے کہ امام ابن جریر اور بیہقی رحمھما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ذوالنون اپنی قوم پر ناراض ہوئے تھے فظن ان لن نقدر علیہ پس اس نے خیال کیا کہ ہم انہیں سزا دینے پر قادر نہیں ہیں۔ (تفسیر درمنثور مترجم ج ۴ ص ۸۷۷ مطبوعہ ضیاء القرآن)

امام احمد نے الزہد میں عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ وہ بھاگ گئے پس انکا خیال تھا کہ ہم اس پر قادر نہیں ہیں (تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۸۷۷، ۸۷۸)

اب میں رضا خانی حضرات سے کہوں گا کس کی جرات وہمت ہے کہ ایسے اکابر واسلاف پر فتوے کی سوچے۔اور یاد رہے کہ اس کا ترجمہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کی پوری ٹیم کا ہے اس لئے رضا خانی علماء کا مصدقہ ترجمہ ہے۔

اعتراض نمبر ۵:

ولقد همت به و هم بها

اس عورت کے دل میں ان کا خیال جم ہی رہا تھا اوران کو بھی اس عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا (ترجمہ حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ)

اورالبتہ عورت نے فکر کیا اس کا اوراس نے فکر کیا عورت کا (ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ)

اب رضا خانی فکر کی عکاسی یہ ہے کہ دونوں تراجم میں عصمت انبیا مجروح ہوتی ہے۔

(انوار کنزالایمان ص۱۲)

الجواب :

قارئین گرامی قدر صاف اورآسان سی بات ہے کہ حکیم الامت نے جو کچھ لکھا ہے کہ بریلوی مسلک کے بیماروں کے حکیم نے بھی یہی کچھ لکھا ہے کہ **همت به** میں **هم** کے معنی ارادہ زنا ہیں اور **هم بها** میں اس کے معنی قلب کی غیر اختیاری رغبت جس کے ساتھ قصد نہیں ہوتا یعنی زلیخا نے تو یوسف علیہ السلام کا ارادہ کیا اوران کے دل میں رغبت غیر اختیاری پیدا ہوئی جو کہ نہ گناہ ہے نہ جرم (جاءالحق ص۴۴۰)

مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں

> ''اللہ تعالی کے ارشاد **ولقد همت به و هم بها** الخ کے بارے میں کئی فقہاء ومحدثین کا مذہب یہ ہے کہ ارادہ نفس پر مواخذہ نہیں اور نہ یہ گناہ ہے کیونکہ حدیث قدسی میں ہے کہ جب بندہ گناہ کا ارادہ کرے لیکن اس کو عملی جامہ نہ پہنائے تو اس کیلئے نیکی لکھی جاتی ہے لہٰذا ارادہ کے ساتھ جب نفس کی آمادگی ہوگی تو گناہ ہے لیکن آمادگی اور تعلق خاطر کے بغیر معاف ہے (یعنی صرف ارادہ معاف ہے) یہی حق ہے اور یوسف علیہ السلام کا ارادہ بھی اسی نوعیت کا تھا الخ''۔

(تعلیقات رضا ۔ص۲۹۸ مترجم مولوی محمد صدیق ہزاروی مطبوعہ کرمانوالہ بک شاپ لاہور)

ابوالحسنات قادری صاحب لکھتے ہیں جنکی تفسیر بریلوی رازی وغزالی احمد سعید کاظمی کی مصدقہ ہے کہ ھم دوقسم ہیں ایک ھم ثابت اور وہ وہ ہے جس کے ساتھ ارادہ اور پختگی اور رضا ہو مثل امراۃ عزیز کے کہ اس کی نیت یقیناً بدی کی طرف مائل ہو چکی تھی اور دوسرا ھم عارض ہے اور وہ خطرہ اور حدیث نفس ہے جس میں کسی قسم کا اختیار وعزم نہیں ہوتا مثل ھـــم یوسف علیہ السلام کے ۔(تفسیر الحسنات ج۳ص ۲۵۸)

لہذا معلوم ہوگیا کہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی صفائی بریلوی حضرات کے گھر سے ہوگئی ۔ باقی رہا حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ترجمہ کہ اس نے فکر کیا عورت کا تو صاف سا مطلب ہے جو کہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ نے لکھا کہ عورت نے پھانسنے کی فکر کی اور اس نے فکر کی کہ عورت کو داؤ چلنے نہ پائے ۔(تفسیر عثمانی)

تو اب بتائے کیا قباحت ہے اس میں؟

مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتے ہیں ۔دوسری تفسیر یہ ہے کہ بـــہ پر وقف نہ کرو بلکہ بھـــانک ایک ہی جملہ مانو اور آیت کے معنی یہ ہوں کہ بے شک زلیخا نے یوسف علیہ السلام کا اور انہوں نے زلیخا کا ھَمَّ کرلیا لیکن اب ان دونوں ھموں میں فرق کرنا ضروری ہے۔

(جاء الحق ص۴۳۹،۴۴۰)

مولوی مصطفے رضا خان کے خلیفہ حجاز ڈاکٹر محمد علوی مالکی صاحب لکھتے ہیں:

''اگر ہم بھا پر وقف کیا جائے تو معنی اس طرح ہوگا عزیز مصر کی عورت نے یوسف کے ساتھ برے فعل کا قصد کیا اور یوسف نے اس عورت سے اجتناب کا قصد کیا''۔(اصول ترجمہ وتفسیر قرآن ص۹۲)

مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں

''اس عورت نے ان (سے گناہ) کا قصد کرلیا اور انہوں نے (اس سے بچنے کا) قصد کیا''۔

(تبیان القرآن ج۵ص۷۲۴)

آ گے لکھتے ہیں

''حضرت یوسف کے ھم سے مراد یہ ہے کہ مردوں کے دلوں میں عورتوں

کی شہوت سے جو طبعی تحریک ہوتی ہے وہ تحریک ہوئی اگر چہ وہ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھتے ہیں''۔ (تبیان القرآن ج ۵ ص ۷۳۷)

آگے لکھتے ہیں

''انہوں نے بدکاری اور گناہ سے بچنے کا قصد کیا اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ بدکاری پر قادر نہیں تھے بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ کی شریعت کی برھان سے واقف تھے''۔ (تبیا القرآن ج ۵ ص ۷۳۹)

مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتے ہیں:

''ہمارے سلجھے ہوئے مفسرین نے دو باتیں بیان کی ہیں اگر چہ میں ان سے متفق نہیں مگر ان کے نقل کرنے میں مضائقہ نہیں ایک قول یہ ہے کہ ہم بھا اور یوسف بھی اس کے قتل کر ارادہ کر لیتے یعنی زلیخا نے گناہ کا ارادہ کرلیا اور یوسف نے اس کے قتل۔ دوسرا یہ کہ زلیخا نے گناہ کا ارادہ کرلیا تھا اور یوسف نے جسن زلیخا کو دیکھ کر اپنی قوت مردمی میں ھیجان محسوس کیا اگر چہ فعل بد سے متنفر ہی رہے جیسے کہ کوئی جانور کو صحبت کرتا دیکھ کر انسان کی قوت مردمی میں ہیجان پیدا ہوتا ہے حالانکہ اس جانور سے محبت کرنا قطعاً گوارا نہیں ہوتا''۔

(تفسیر نعیمی ج ۱۲ ص ۴۳۸)

ہم اس بات کو ختم کرتے ہیں اور بریلویوں کو کہتے ہیں جو تم نے ٹیم بٹھائی ہے تراجم پر کام کرنے کیلئے انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں درمنثور کے ترجمہ میں جو کچھ لکھا ہے وہی پڑھ لو اگر تم میں شرم وحیا کی رتی بھی ہوئی تو آئندہ اہلسنت پر اعتراض نہ کرو گے۔

اعتراض نمبر ٦ :

قال یا قوم ھولآء بناتی

بولا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں (ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ)

بریلوی مسلک کا ترجمان جناب مولوی عبدالستار خان نیازی لکھتا ہے:

''ان سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ جناب لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کو

بچانے کیلئے اپنی بیٹاں پیش کردی تھیں یہ بات ایک اولعزم پیغمبر خدا کوتو کجا کسی بھی شریف آدمی کوزیب نہیں دیتی"۔(انوار کنزالایمان ص ۸۲۰)

الجواب :

سامعین گرامی قدر! اگر بریلوی حضرات کے امام فاضل بریلوی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا باپ ترجمہ قرآن میں ازر کولکھا۔ وہ لکھتے ہیں اور یاد کرو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آزر سے کہا (کنزالایمان سورۃ انعام آیت نمبر ۷۴)

توفٹ سے چیلے صاحب نے تاویل کی کہ یہاں باپ سے مراد چچا ہے (تفسیر نورالعرفان) تو یہاں بھی تو تاویل کی جاسکتی تھی کہ قوم کی بیٹیاں مراد ہیں۔ افسوس ہے رضا خانی نسل پر کہ یہ لوگ مخالفین اوراپنوں کے ساتھ معاملہ ایک سانہیں رکھتے۔ حالانکہ ان کو چاہئے جو اصول غیروں کیلئے ہوں وہی اپنوں کیلئے بھی ہوں۔فٹ سے اپنی بات کی تاویل اورغیر پرفتوی۔

نیازی صاحب کوترجمہ تو نظر آ گیا مگر حاشیہ پر لکھی ہوئی یہ بات نظر نہ آئی:

"تنبیہ: ھٰٓؤلاء بناتی سے مراد عام طور پر اس قوم کی لڑکیاں ہیں جن کو تجوزاً بیٹیاں کہا گیا ہے کیونکہ پیغمبر امت کے حق میں روحانی باپ ہوتا ہے اور ویسے بھی محاورات میں قوم کے بڑے بوڑھے سب کی لڑکیوں کو اپنی بیٹیاں کہہ کر پکار سکتے ہیں۔" (تفسیر عثمانی ص ۳۰۵)

ایک قول علامہ عثمانیؒ نے اپنی بیٹیوں کے متعلق بھی لکھا ہے اور ساتھ یہ بھی لکھ دیا ہے مقصود نکاح نہ تھا بلکہ ان کو عزت وشرم دلانا مقصود تھا۔ یہ تمام تفصیل روح المعانی مظہری وغیرہا میں موجود ہے۔ نیازی صاحب اگر نسبی بیٹیوں کا قول کرنا گستاخی اور توہین ہے تو ذرہ ادھر بھی جناب کی توجہ ہونی چاہیے۔

ا۔مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے

تفسیر روح البیان نے کہا ہے کہ بیٹیوں سے مراد نسبی بیٹیاں تھیں۔

(تفسیر نعیمی ج ۱۷ص ۲۳۲)

۲۔مفتی عزیز احمد بدایونی ،عبدالمقتدر بدایونی لکھتے ہیں کہ لوط علیہ السلام نے کہا یہ میری لڑکیاں موجود ہیں یہ تمہارے لیے پاک اور طاہر موجود ہیں میں ان کو تمہارے نکاح میں

دے دوں گا یا یہ کہ میری قوم کی لڑکیاں موجود ہیں ان کا تم سے نکاح کرادوں گا۔
(تفسیر ابن عباسؓ اردو ج ا ص ۵۸۶)

۳۔ مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں
قتادہ کی تفسیر کے مطابق حضرت لوط نے اپنی صلبی بیٹیوں کو نکاح کیلئے پیش کیا تھا۔
(تبیان القرآن ج ۵ ص ۵۹۹)

۴۔ ابوالحسنات قادری صاحب لکھتے ہیں
لفظی ترجمہ کے اعتبار سے آپ نے اپنی صاجزادیاں پیش فرمائیں اور انہیں کہا کہ ان سے عقد کرلو۔ (تفسیر الحسنات ج ۳ ص ۱۹۷)
۵۔ مفتی محمد حسین نعیمی، اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کے مصدقہ ترجمہ آسان ترجمہ قرآن میں یوں ہے۔
اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ تمہارے لیے پاکیزہ ہیں۔
(آسان ترجمہ قرآن ص ۵۰۸)

(۶) تفسیر درمنثور کا ترجمہ بریلوی مسلک کی ایک جماعت نے کیا ہے اس میں ہے

> امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جویبر اور مقاتل رحمہما اللہ کی سند سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے بیان کیا ہے کہ جب فاسقوں نے ۔۔۔۔۔۔ پس آپ نے ان پر اپنی بیٹیاں نکاح وتزویج کیلئے پیش کیں پس جب آُپ نے مصیبت دیکھی تو آپ کو رسوائی کا خوف لاحق ہوا تو آُپ نے انہیں شادی کی پیش کش کردی آپ کی دو بیٹیاں تھیں الخ''۔

(ترجمہ تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۱۰۴۴)

تو کیا نیازی صاحب ان سب لوگوں کو بشمول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنھما کو نبی علیہ السلام اور اولوالعزم پیغمبر کی توہین و بے ادبی کرنے والا کہیں گے؟ معاذ اللہ۔

اعتراض نمبر ۷ :

حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انهم قد كذبوا .

یہاں تک کہ جب نا امید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا۔(ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ)

بریلوی محقق یوں ناراض ہونے لگے کہ

''یادرکھیئے انبیاء علیہم السلام کو خدا کی نصرت اس کی رحمت صدق یا ایفائے عہد سے نا امید ہونے والا لکھ دیا اپنی سچائی میں شک کرنے والا یا اللہ کی طرف جھوٹ کا گمان کرنے والا لکھ دیا۔ یہ ایک مستقل کفر ہے''۔

(فیصلہ کیجئے ص ۵۰، آئو حق تلاش کریں ص ۴۰)

الجواب :

اس لفظی ترجمے پر اعتراض ہے یا اس کے مفہوم پر؟ اگر لفظی ترجمے پر اعتراض ہے تو دیکھئے یہ تو آپ کے گھر کے جید حضرات نے بھی لکھا ہے

ابوالحسنات قادری صاحب لکھتے ہیں:

حتی اذا استیئس..

یہاں تک کہ جب مایوس ہوگئے

وظنوا اور خیال کرچکے

انهم کہ وہ۔

قد یقیناً

کذبوا وہ جھٹلائے گئے

(تفسیر الحسنات ج ۳ ص ۳۲۵)

۲۔ شیخ سعدیؒ نے بھی ترجمہ یہی کیا ہے جو فاضل بریلوی کا مصدّقہ ہے۔

۳۔ بریلوی اکابر کا مصدقہ ترجمہ آسان ترجمہ قرآن میں ہے۔ یہاں تک جب مایوس ہونے لگے رسول (جمع) اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ان سے جھوٹ کہا گیا۔(ص ۵۴۶)

اور اس کا مفہوم یہ بنتا ہے جو اس ترجمہ کے حاشیہ پر شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے بیان کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عذاب آنے میں اتنی دیر ہوئی کہ منکرین بالکل بے فکر ہو کر بیش از بیش شرارتیں کرنے لگے یہ حالات دیکھ کر پیغمبروں کو ان کے ایمان

لانے کی کوئی امید نہ رہی، ادھر خدا کی طرف سے ان کو ڈھیل اس قدر دی گئی کہ مدت دراز تک عذاب کے کچھ آثار نظر نہ آتے تھے غرض دونوں طرف سے حالات وآثار پیغمبروں کیلئے (ظاہری اسباب کے طور پر) یاس انگیز تھے یہ منظر دیکھ کر کفار نے یقینی طور پر خیال کرلیا کہ انبیاء سے جو وعدے ان کی نصرت اور ہماری ہلاکت کے کئے گئے تھے سب جھوٹی باتیں ہیں عذاب وغیرہ کا ڈھکوسلہ صرف ڈرانے کے واسطے تھا کچھ بعید نہیں کہ ایسی مایوس کن (ظاہر طور پر) اور اضطراب انگیز حالت میں انبیاء کے قلوب میں بھی یہ خیالات آنے لگے ہوں کہ وعدہ عذاب کو جس رنگ میں ہم نے سمجھا وہ صحیح نہ تھا۔ یا وساوس وخطرات کے درجہ میں بے اختیار یہ وہم گزرنے لگے ہوں کہ ہماری نصرت اور منکرین کی ہلاکت کے جو وعدے کئے گئے تھے کیا وہ پورے نہ کئے جائیں گے الخ۔

آگے حضرت تنبیہ ا کے تحت پھر لکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی غیر محدود رحمت ومہربانی سے مایوس ہونا کفر ہے لیکن ظاہری حالات واسباب کے اعتبار سے ناامید کفر نہیں یعنی یوں کہہ سکتے ہیں کہ فلاں چیز کی طرف سے جہاں تک اسباب ظاہری کا تعلق ہے مایوسی ہے لیکن حق تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے مایوسی نہیں آیت حتی اذا استیئس الرسل الخ میں یہی مایوسی مراد ہے جو ظاہری حالات وآثار کے اعتبار سے ہو ورنہ پیغمبر خدا کی رحمت سے کب مایوس ہو سکتے ہیں الخ

(تفسیر عثمانی ص ۳۲۹)

تقریباً یہی بات تفسیر مظہری والے نے بھی لکھی ہے۔ القصہ اس مفہوم پر دو اشکال ہو سکتے ہیں

ا۔انبیاء سے کیا فہم میں غلطی ہو سکتی ہے؟

۲۔کیا انبیاء کو وسوسہ ہو سکتا ہے؟

تو ہم عرض کرتے ہیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں:

> ''خطاء فی التعبیر اولیاء بلکہ انبیاء سے بھی واقع ہوئی ہے چنانچہ سال حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہوئے بنابریں مدینہ طیبہ سے اسی قصد سے روانہ ہوئے لیکن جب حدیبیہ میں پہنچے تو کفار مکہ مانع ہوئے آخر اس پر صلح ہوئی کہ آپ آئندہ سال مکہ میں داخل ہوں۔صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکہ میں تو

داخلہ تو آپ کو بطریق رؤیا معلوم ہوا تھا پس تخلّف کیسے واقع ہوا فرمایا
مقصود اصلی مکہ میں داخل ہونا ہے خواہ وہ امسال ہو یا آئندہ سال، پس خطاء
فی التعبیر ہے نہ اصل واقعہ میں'' (ملفوظات مہریہ ص ۵۴)

امید ہے معمہ حل ہو گیا ہو۔

دوسرے اعتراض کے جواب میں ہم عرض کرتے ہیں کہ
مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں: انبیاء سے خطاء ہو سکتی ہے (ص ۴۴۰ جاء الحق)
دوسری جگہ لکھتے ہیں: یہ دو پیغمبر شیطانی وسوسہ سے بھی محفوظ ہیں۔ (جاء الحق ص ۴۲۹)
اس کا مطلب ہے باقی محفوظ نہیں۔
ایک جگہ لکھتے ہیں: وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے۔ (نور العرفان ص ۱۸۳ نعیمی کتب خانہ)
بریلوی مسلک میں تو انبیاء کرام سے گناہ کبیرہ بھی صادر ہو جاتا ہے مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں انبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد ہاں نسیانا خطاء صادر ہو سکتے ہیں۔
(جاء الحق ص ۴۲۷)

اب آگے بھی سنئے
ابوالبرکات قادری صاحب خلیفہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں اگر انبیاء وحی سے پہلے جھوٹ اور گناہوں سے معصوم نہ ہوں گے تو ان کے دعوی نبوت میں شبہ ہو گا۔
(ترجمہ تمہید ابوشکور سالمی ص ۱۶۷)
اس کتاب کی تیاری میں کئی بریلوی علماء کی کاوشیں ہیں بالخصوص شرف قادری صاحب وغیرہ آگے لکھتے ہیں:
اگر ہم کبیرہ کو جائز قرار دیں تو ان سے کفر بھی جائز ہو گا۔ (ترجمہ تمہید ابوشکور ص ۱۶۷)
میرے خیال میں اب اس ترجمے پر کوئی اشکال نہیں رہا۔

اعتراض نمبر ۸ :

ان ابا نا لفی ضلال مبین

البتہ ہمارا باپ صریح خطاء پر ہے ۔ (ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ)

انک لفی ضلالک القدیم .

لوگ بولے قسم اللہ کی تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے (ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ)

بریلوی ملاں کہنے لگا کہ مولویوں نے حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کو صریح خطا پر ، کھلی غلطی میں، پرانے خبط میں قدیم غلطی میں اور پرانے غلط خیال میں مبتلا ہونے والا لکھ دیا جو کہ صریح توہین نبوت ہے۔ (فیصلہ کیجئے ص ۴۱،۴۲)

دوسرا رضا خانی لکھتا ہے نبی کی طرف غلطی کی نسبت کرنا مومن کی شان کے لائق نہیں۔اس لئے آپ (علیہ الصلوۃ والسلام) کی اولاد کے حق میں وہ ترجمہ درست نہیں جس میں ان کے ایمان پر حرف آسکے۔ (تسکین الجنان ص ۲۰۲)

الجواب :

ہم اور تو کچھ نہیں کہتے بس صرف یہی کہتے ہیں ان سب رضا خانی حضرات کو کہ یہ آپ کے اپنے حضرات جو گناہ، وسوسہ، خطاء، وغیرہ کو منسوب کئے بیٹھے ہیں ان کے متعلق بھی کوئی ارشاد ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ مزید یہ بھی دیکھئے شیخ سعدی رحمہ اللہ کا ترجمہ جو فاضل بریلوی کا مصدقہ ہے۔اس میں دوسری آیت کا ترجمہ یوں ہے

بدرستیکہ پدر ماہر آئینہ در گمراہی آشکارا ست۔ (ترجمہ سعدی ص ۳۵۴)

پیر کرام شاہ بھیروی صاحب کا ترجمہ ہے

یقیناً ہمارے والد ایسا کرنے میں کھلی غلطی کا شکار ہیں۔

آگے آئے بریلوی جماعت جس نے در منثور کا ترجمہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی سے روایت کیا ہے کہ ہمارا باپ ہمارے معاملے میں کھلی غلطی کا شکار ہے''۔

(ترجمہ تفسیر در منثور ج ۴ ص ۱۷،۱۸)

آگے لکھتے ہیں

اپنی رائے میں خطا کیے ہوئے ہیں (ترجمہ تفسیر در منثور ص ۲۷)

آگے لکھتے ہیں

''امام ابن جریر، ابن المندر ر ابن ابی حاتم رحمھم اللہ نے حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنھما سے روایت فرمایا ہے کہ ضلالک القدیم سے مراد خطئک القدیم پرانی خطاء ہے۔امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جنونک القدیم ، پرانا جنون ہے"۔(ترجمہ تفسیر درمنثور ج۴ص۱۰۴)

(یہ سب ہم نے اس لئے نقل کی ہیں کہ بریلویوں نے نقل کیا ہے)

مفتی عزیز احمد بدایونی،مولوی عبدالمقتدر بدایونی لکھتے ہیں

ہمارے اباجی خطاء و غلطی میں مبتلا ہیں۔(تفسیر ابن عباسؓ ج۱ص۶۰۱)

یہی دو بریلوی اکابر لکھتے ہیں:

"ان کے لڑکے اور پوتے جوان کے پاس تھے انہوں نے کہا خدا کی قسم تم یوسف علیہ السلام کی یاد میں اپنے ہوش وحواس و عقل کھو بیٹھے ہو"۔

(تفسیر ابن عباسؓ ج۱ص۶۲۹)

بریلویوں کے معتبر فتاوٰی،فتاوٰی فیض الرسول میں ہے

بے شک ہمارے باپ صریح غلطی پر ہیں۔

بے شک آپ اپنی پرانی غلطی پر ہیں۔

(فتاوی فیض الرسول ج۱ص۱۱۸)

بریلوی اکابر کا مصدقہ ترجمہ،آسان ترجمہ قرآن میں ہے۔

وہ کہنے لگے اللہ کی قسم بے شک تو اپنے پرانے وہم میں ہے۔

(آسان ترجمہ قرآن ص۵۴۲،۵۴۳)

فاضل بریلویوں کے چاہنے والے عجیب مخمصے میں پھنس جائیں گے اوران سے اب جواب نہیں بن پڑے گا۔

اعتراض نمبر ۹:

ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان .

تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان (ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ)

اس پر بریلوی یوں اصرار کررہے ہیں کہ یہ ترجمہ بے ادبی ہے کیونکہ ان کے" ترجمہ" سے

معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ آیت مذکورہ کے نزول سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومن بھی نہ تھے۔ (فیصلہ کیجئے ص ۳۲۔ آؤ حق تلاش کریں ص ۲۲)

الجواب :

شیخ الاسلام علامہ عثمانیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

''ایمان اور اعمال ایمانیہ کی یہ تفاصیل جو بذریعہ وحی اب معلوم ہوئیں پہلے کہاں معلوم تھیں گو نفس ایمان کے ساتھ ہمشیہ متصف تھے''۔

(تفسیر عثمانی ص ۶۵۰)

جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو نبوت تو عالم ارواح میں مل گئی مگر یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے نبی تو تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد داشت کے سامنے خدا نے حکمت کے پردے لگا دیئے جس سے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ منظر یاد نہ رہا پھر ۴۰ سال بعد آپ سے اعلان نبوت کروایا گیا۔ آپ نبی تو پہلے سے تھے مگر آپ کو اپنا نبی ہونا یاد نہ تھا۔ ورنہ ورقہ بن نوفل کے پاس جانے کی ضرورت نہ تھی۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان سے متصف تو تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان اور اعمال کی تفصیلات معلوم نہ تھیں۔

بریلوی مسلک کی معتبر تفسیر تفسیر الحسنات میں لفظی ترجمہ یوں لکھا گیا۔

ما کنت تدری ما الکتاب

نہیں تھا تو جانتا کہ کیا ہے کتاب

و اور

لا نہ

الایمان ایمان

تفسیر الحسنات ج ۵ ص ۱۰۲۵

پیر کرم شاہ بھیروی کہتے ہیں:

نہ آپ یہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے (ضیاء القرآن ج ۴ ص ۳۹۳)

مولوی اشرف سیالوی صاحب بریلوی لکھتے ہیں

''اے محبوب کریم تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا ہے''۔

(تحقیقات ص ۳۲۰)

مولوی احمد رضا خان نے ترجمہ شیخ سعدی رحمہ اللہ کی تعریف وتوثیق وتصدیق کی ہے اس میں نمی دانسی تو کہ چہ چیز است قرآن ونہ آنکہ چسپت ایمان (ترجمہ سعدی ص ۷۳۳)

وہی ترجمہ ہے جو اوپر منقول ہورہا ہے۔ بریلوی اکابر مفتی محمد حسین نعیمی مولوی سرفراز نعیمی صاحب کا مصدقہ ترجمہ اس میں ہے:

تم نہ جانتے تھے کیا ہے کتاب اور نہ ایمان (آسان ترجمہ قرآن ص ۱۰۵۰)

لو جی اب ہمت کر کے فاضل بریلوی سے لے کر ان تمام کو کفر وگستاخی کے فتوے سے بھون ڈالو۔ جو صحیح بریلوی ہوگا وہ فاضل بریلوی کو بھی معاف نہ کر گیا۔

اعتراض نمبر ۱۰

فقال احطت بمالم تحط بہٖ

میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی (ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ)

بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ ان کے ترجمہ سے ہدہد کے علم کے مقابلے میں حضرت سلیمان کے علم کی نفی اور کمی ثابت ہورہی ہے جو کہ حضرت سلمان علیہ السلام کی شان وعظمت کے لائق نہیں۔ (فیصلہ کیجئے ص ۴۸ آو حق تلاش کریں ص ۲۸)

الجواب:

میاں صاحب! اگر خدا نے عقل دی ہے تو اسے استعمال میں لے آئیں اگر فاضل بریلوی کو ایک آدھ شے کا علم نہ ہو جیسا کہ اس نے فتاوی رضویہ میں لا ادری لکھا ہے کوئی بریلوی جو اس بات کو جانتا تھا ہرگز کوئی بھی رضا خانی اس ایک بات کے جاننے والے کو فاضل بریلوی سے بڑا عالم نہ کہے گا۔ کیونکہ یہ جزوی بات ہے۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

> ''گویا ہدہد کے ذریعے خدا نے متنبہ فرمادیا کہ بڑے سے بڑا انسان کا علم بھی محیط نہیں ہوسکتا دیکھو جن کی بابت خود فرمایا تھا **ولقد اتینا دوادو سلیمان علما** ان کو ایک جزئی کی اطلاع ہدہد نے کی''۔
>
> (تفسیر عثمانی ص ۵۰۴)

یہ مسئلہ تو قرآن سے ثابت ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام کے پاس سیدنا موسیٰ علیہ السلام

تشریف لے گئے سیکھنے کیلئے حالانکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بڑے عالم تھے باوجود ان کی خدمت میں جانے کے علم آپ علیہ السلام کا ہی بڑا تھا۔ بریلوی مسلک کی معتبر کتاب فتاویٰ فیض الرسول میں تو یہ بھی لکھا ہے:

''جن علوم پر نبوت موقوف نہیں ان علوم میں نبی سے بڑھ کر غیر نبی ہوسکتا جیسا کہ علامہ امام رازی تحریر فرماتے ہیں **یجوز ان یکون غیر نبی فوق النبی فی علوم لا تتوقف علیھا نبوۃ**

(تفسیر کبیر ج۵ ص۵۱۵ بحوالہ فیض الرسول ج۱ ص۳۹)

مولوی ابوالحسنا قادری لکھتے ہیں داؤد علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی کیا کوئی تیسری مخلوق میں سے مجھ سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے مینڈک کے متعلق وحی فرمائی۔

(تفسیر الحسنات ج۵ ص۴۴۵)

باقی یہی بات اگر بریلوی لکھیں تو پھر کیا بنے گا۔

۱۔ مفتی محمد حسین نعیمی اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کا مصدقہ ترجمہ میں ہے میں نے معلوم کیا ہے وہ جو تم کو معلوم نہیں۔ (آسان ترجمہ قرآن ص ۸۱۸)

۲۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ جن کا ترجمہ فاضل بریلوی کا مصدقہ ہے اس میں ہے۔

اطلاع یافتم با چیزے کہ تو باں اطلاع نیافتی۔۔۔۔ (ترجمہ سعدی ص ۵٦۷)

میں ایک چیز کی اطلاع رکھتا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں

(۳) مفتی غلام سرور قادری لکھتے ہیں

عرض کی کہ میں ایک ایسی بات پوری طرح جان کر آیا ہوں جو آپ حضور کو پوری طرح معلوم نہیں۔ (عمدۃ البیان۔ ص:٦١٦)

(۴) ابوالحسنات قادری صاحب لکھتے ہیں:

اس نے عرض کیا میں وہ معلومات لے کر آیا ہوں جو حضور کو اس سے پہلے نہیں تھیں۔

(تفسیر الحسنات ج۴ ص۸۴۳)

(۵) مفتی عزیز احمد بدایونی، مولوی عبدالمقتدر بدایونی صاحب لکھتے ہیں:

آ کر کہا کہ ایسی چیز دیکھ کر اور خبر پا کر آیا ہوں کہ تم کو نہیں معلوم۔

(تفسیر ابن عباس ج۲ ص۱۸۳)

الفاظِ قرآنی اور دجلِ رضاخانی

قاری عبدالحق صاحب (ملتان)

احمد رضا خان بریلوی اور اس کے پیروکار رضاخانی قریباً ڈیڑھ صدی سے دشمنان اسلام کے اشارے پر ایک سازش کے تحت اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ بہت کم سادہ لوح عوام ہوگی جو ان کے پھیلائے ہوئے مکر و فریب کو پہچان سکے۔

کلمہ سے لیکر قبر تک اسلام کے عقائد و نظریات کو انہوں نے تبدیل کر کے اسلام کے نام پر لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان کو گمراہ کیا۔ ان کا بس نہ چلے ورنہ پورے اسلام ہی کو متنازعہ بنا دیں۔ ان ظالموں نے باطل تاویلیں کر کے قرآن ہی کا انکار کر دیا۔ کوئی وقت نہیں کہ وہ عوام کو گمراہ نہ کر رہے ہوں اور علماء حق کے خلاف زہر نہ اگل رہے ہوں اسلام اور قرآن کی مخالفت نہ کر رہے ہوں اور یہ سب کچھ اسلام اور عشق کے نام پر ہو رہا ہے

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا　　　کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

احمد رضا خان بریلوی کے بیٹے نے کتاب لکھی جس میں کہا:

''رب کا غضب ہو وحی سے پہلے　　　کسی کو ضال بتاتے یہ ہیں''

(الاستمداد از رضا خان شرح تکمیلات مصطفیٰ رضا خان۔ ص:۶۱)

ووجدک ضالا فھدی (سورۃ الضحٰی ۔پ۳۰) اس آیت میں ''ضالا'' کا لفظ قرآن کا ہے رب کریم کا نازل کردہ ہے رب نے آپ ﷺ کے بارے میں اس لفظ کو نازل فرمایا قرآن پاک کے اس لفظ پر بریلوی ظالم غصہ کر رہے ہیں کہ یہ لفظ پڑھنا تو رب کے غضب کو دعوت دینا ہے معاذ اللہ۔ مگر اس پر غصہ کرنے والی کونسی بات ہے؟ یہ تو خدا کا کلام ہے جرات ہے تو اپنا قرآن الگ بنالیں اور قرآن کے جن الفاظ میں آپ کو بے ادبی نظر آتی ہے ان کو نکال دو معاذ اللہ۔ بقول بریلوی حضرات جن کی وجہ سے شان رسالت ﷺ میں صریح گستاخی لازم آتی ہے اور کافروں کو اعتراض کا موقع ملتا ہے اور اس کی وجہ یہ سے لوگ کافروں کو جواب نہیں دے سکتے نہ اپنے ان کافر بھائیوں سے تعلقات خراب کر سکتے ہیں تو

ضالا، بشر مثلکم، ذنبک، والایمان اور مکر اللہ وغیرہم الفاظ قرآن سے نکال دو اور اس جگہ نور من اللہ، محمد ﷺ عالم الغیب، اور حاضر ناظر وغیرہ کے الفاظ لکھ دیں معاذ اللہ چونکہ آپ نے عیسائیوں کے طریق پر چلنا ہے انہوں نے انجیل کو تبدیل کر دیا آپ قرآن کو تبدیل کر دیں معاذ اللہ۔ ان رضاخانیوں نے سے پہلے امت مسلمہ کے تمام علماء نے ان آیات کا لفظی ترجمہ ہی کیا ہے انہیں تو ان میں کوئی گستاخی کا پہلو نظر نہ آیا مگر رضاخانیوں کے نزدیک وہ سب معاذ اللہ گستاخ تھے مقام مصطفیٰ ﷺ سے ناآشنا تھے۔ یہ بات سب مسلمان جانتے ہیں کہ جو نبی کریم ﷺ کی شان میں ادنیٰ گستاخی کرے وہ کافر ہے اسی طرح جو قرآن کے الفاظ کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے رضاخانی لفظے ترجمے کے منکر ہیں بات ایک ہی ہے حقیقت میں قرآن کے منکر ہیں۔

اس کو ایک مثال سے سمجھیں عربی میں ایک کتاب ہے بریلوی حضرات کہتے ہیں اگر اس کا لفظی ترجمہ کیا جائے تو بے شمار خرابیاں پیدا ہو جائیں گی اللہ کی شان میں بے ادبی ہوگی اور انبیاء علیہم السلام کی شان میں بھی اور اسلام کا بنیادی عقیدہ زخمی ہو جائے گا تو اس کا کیا مطلب نکلا یہی کہ یہ کتاب گستاخیوں پر مشتمل ہے؟ کون مسلمان ہے جو اس قسم کی کتاب کو صحیح تصور کرے گا؟ نعوذ باللہ آپ حیران ہوں گے کہ ان کالے کافروں نے یہی بات قرآن پاک کے متعلق کہی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''اگر قرآن کریم کا لفظی ترجمہ کر دیا جائے تو اس سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی کہیں شان الوہیت میں بے ادبی ہوگی تو کہیں شان انبیاء میں اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح ہوگا''۔

(حاشیہ تفسیر نور العرفان ترجمہ کنزالایمان پیر بھائی۔ پیر بھائی ص:۲۶
وغلط ترجمے ص۱۳ مصطفیٰ الاعظمی)

مزید حوالے دیکھیں:

> ''تمام مترجمین نے ضالا کا معنی بھٹکا ہوا، گم کردہ راہ وغیرہ کے معنوں میں استعمال کیا ہے جو صریحاً غلط ہے اور بے ادبی پر دال ہے رسول اللہ ﷺ کی

شان اقدس میں یہ کہنا بھٹکا ہوااور گم کردہ راہ صاف اورصریح گستاخی ہے''۔

(حاشیہ تفسیر خزائن العرفان ترجمہ کنزالایمان۔ص:۱۱۰۰ پاک کمپنی لاہور)

''جہاں جہاں اس قسم کی آیت آئے اس کا ترجمہ کرنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ وہاں ایسا مفہوم لینا چاہئے جس سے شان رسالت بلند ہو''۔

(حاشیہ تفسیر خزائن العرفان ترجمہ کنزالایمان پاک کمپنی۔ص:۱۱۰۲)

بریلویوں کی ان عبارتوں سے بالکل واضح ہو گیا اصل قصور علماء کا نہیں بلکہ ان الفاظ کا ہے جو آیات میں موجود ہیں۔معاذ اللہ۔ایسی آیات کا بالکل ترجمہ ہی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان سے صریح گستاخی لازم آتی ہے۔اس کا واضح مطلب ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ میں گستاخی ہے نعوذ باللہ یہ الزام تو قرآن پاک پر آتا ہے۔پھر جس کا تقدس اور بزرگی وعشق ثابت کرنے کیلئے ان سب کفریات کو بکا جارہا ہے وہ احمد رضا خان بریلوی خود بھی تو لفظی ترجمہ کر کے اسی کفر و گستاخی کا مرتکب ہوا ہے:

قل ان ضللت فانما اضل علی نفسی (سورۃ السباء۔پ۲۱)

تم فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا (ترجمہ کنزالایمان)

یہاں ترجمے میں احمد رضا خان بریلوی نے حضور ﷺ کیلئے **بھٹکنے** کا لفظ استعمال کیا جو بریلویوں کے ہاں صریح گستاخی ہے۔اسی طرح دوسری جگہ ترجمہ کرتے ہیں:

اللہ یستھزئ بھم (سورہ بقرہ۔پ ا ع۲)

اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (کنزالایمان)

حالانکہ اللہ استہزاء سے پاک ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جب قوم نے کہا **اتتخذنا ھزوا** کہا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں تو فرمایا **قل اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین** (سورہ بقرہ) فرمایا کہ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں کہ جاہلوں میں سے ہو جاؤں یعنی استہزاء مذاق جاہلوں کا کام ہے تو اب ہم ان کے اصولوں کو سامنے رکھ کر انہی سے سوال کرتے ہیں کہ پھر احمد رضا خان بریلوی نے ایسا ترجمہ کیوں کیا؟

لفظی ترجمہ میں قرآن پاک کی ترجمانی کرنا ضروری ہوتا ہے۔لفظی ترجمہ ہی

اصل ہوتا ہے لیکن معاذ اللہ بریلویوں کے ہاں یہ بہت بڑا ظلم اور جرم ہے۔ اور پھر خود بھی اسی جرم کا ارتکاب کرتے ہیں تو پتہ چلا کہ بریلوی صرف جاہل ہی نہیں بلکہ پاگل اور ضدی بھی ہیں خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں اور پھر ان کے بقول بامحاورہ ترجمہ میں بھی گستاخی کی ہے

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین (سورہ حجر۔پ۱۴)

اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو (ترجمہ کنزالایمان)

یہاں حضور ﷺ کیلئے ''مردے دم تک'' کا معنی کیا ہے ان کے بقول یہ صریح گستاخی ہے تو اب ایسا ترجمہ کیوں کیا ہے کونسی مجبوری تھی؟ یہ منافقوں کی چال ہے جو جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور پھر نعوذ باللہ تمام علماء و مترجمین پر صریح گستاخی کا الزام لگانے سے پہلے اہل زبان سے پوچھ لیتے یعنی مکہ و مدینہ والوں سے کیونکہ قرآن کی سورتیں مکی و مدنی ہیں انہی کی زبان میں نازل ہوئیں وہ اس کے مطلب کو زیادہ سمجھنے والے ہیں لیکن کیسے پوچھیں انہوں نے تو رضا خان بریلوی کے اس سرتاپا گمراہ کن ترجمے پر پابندی لگا رکھی ہے ان کے سامنے پیش ہی نہیں کر سکتے اس لئے بجائے اپنی اصلاح کے ان مکہ و مدینہ والوں سے دشمنی رکھتے ہیں نہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور پڑھیں تو دوبارہ دہرا لیتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ کے مصلے پر کھڑے ہوئے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کے بجائے وہ وقت وہاں کی لیٹرینوں میں گوز مارتے ہوئے گذارتے ہیں اور اگر کسی شرطے نے پکڑ کر امام کے پیچھے کھڑا کر دیا تو بعد میں ہوٹل میں آ کر اکیلے پڑھ لیتے ہیں۔ اس لئے کہ ان اللہ والوں نے فیصلہ باقی علماء حق کے حق میں دیا اور اس ترجمے کو مسترد کر دیا تو تو انکے ہی دشمن ہو گئے۔

جیسے ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنہ مسلمان ہو گئے یہودِ مدینہ میں بہت معتبر سمجھے جاتے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یارسول اللہ یہودیوں کو میرے اسلام کے بارے میں کوئی خبر نہیں مجھے بہت اچھا سمجھتے ہیں لیکن ایسے جھوٹے لوگ ہیں جب میرے اسلام کی ان کو خبر ہو گی تو مجھے برا کہیں

گے جب یہودی آئے اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ چھپ گئے حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ وہ کیسے آدمی ہیں یہودیوں نے کہا صاحب علم آدمی ہیں ہمارے بڑے ہیں خود بھی اچھے ہیں ان کا باپ بھی اچھا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو؟ یہودیوں نے کہا ایسا ہو ہی نہیں سکتا تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے باہر نکلے تو وہ یہودی فورا بدل گئے اور کہنے لگے یہ بھی برا ہے اس کا باپ بھی برا تھا حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا کہ دیکھا رسول اللہ ﷺ میں نے کہا تھا یہ جھوٹے لوگ ہیں۔اسی طرح جب علماء حرمین شریفین نے علماء حق علمائے دیوبند کے اہل السنہ والجماعۃ ہونے کی تصدیق کردی تو یہ ان کے دشمن ہو گئے حالانکہ رضا خان بریلوی اور ان کے والد اس سے پہلے انہی علماء اور وہاں کے حکمرانوں کی چاپلوسی کرتے نہیں تھکتے۔

یہ رضا خانی بڑے ظالم لوگ ہیں جس لفظ کو جس وقت دل چاہے گستاخی بنا دیں اور جب چاہیں حق بنا دیں مثلا مکر کے لفظ کو اللہ تعالی کیلیے بہت برا سمجھتے ہیں مگر خود پھر اس کا استعمال بھی کرتے ہیں:

کوہ فگن تھا ان کا مکر مگر　　　　مکر حق تھا بڑا محبّ رسول

(حدائق بخشش۔حصہ سوم از رضا خان بریلوی۔ص:۴۱)

حضور ﷺ کی شان و مقام قرآن وسنت کے مطابق بیان کرنا حق ہے مگر جو عشق کی آڑ لیکر شان رسالت کے نام پر قرآن میں تحریف کرے اور شرکیہ عقاید پھیلائے وہ بھی قرآن کا باغی اسلام کا دشمن اور مشرک ہے۔کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

''فرما دیجئے میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو اپنی طرف سے بدلوں
میں تو صرف اسی کا تابع ہوں جو میری طرف ہوتی ہے''

(سورہ یونس۔پ۱۱)

جب حضور ﷺ قرآن کے پابند ہیں اور اپنی مرضی نہیں کر سکتے تو جو بھی قرآن کی کسی آیت یا لفظ سے اعتراض کرے گا اس کے متعلق واضح اعلان ہے:

''عنقریب ان لوگوں کو جو ہماری آیات سے منہ پھیرتے ہیں برا

عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ منہ پھیرتے تھے‘‘

(سورہ انعام۔پ ۸)

خلاصہ یہ کہ بریلوی حضرات قیامت تک اپنا عقیدہ نور من اللہ، علم غیب اور حاضر ناظر وغیرہ قرآن پاک سے واضح طور پر ثابت نہیں کر سکتے اس لئے قرآن پاک کی آیات کا لفظی ترجمہ نہیں کرتے کیونکہ قرآن کے الفاظ ان کا ساتھ نہیں دیتے ہیں الفاظ تو قرآن سے نکال نہیں سکتے مکر وفریب اور دجل سے ترجمہ تبدیل کر دیا ترجمہ کنز الایمان اسی نظریہ سے لکھا گیا کہ اس تحریف شدہ ترجمہ کو پڑھ کر عام آدمی یہی سمجھے کہ یہ سب کچھ قرآن میں لکھا ہوا کہ اور یہ شرکیہ عقائد قرآن سے ثابت ہیں۔میری اپیل ہے کہ تمام مسلمان نہ صرف اس ترجمہ کا بلکہ ان کا بھی مکمل بائیکاٹ کریں اور سادہ لوح عوام کو ان کے عقائد سے آگاہ کر کے امت مسلمہ کو گمراہی سے بچانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

ختم شد

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انگریز

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی میلادی نور بخش توکلی میلادی کے تذکرے میں لکھتا ہے کہ:

آپ کی دینی خدمات میں یہ نہایت ہی اہم کام ہے کہ آپ نے گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں ’’بارہ وفات‘‘ کی غلط العوامی اصطلاح کو ’’عید میلاد النبی‘‘ کے نام سے تبدیل کرانے کی جدوجہد کی اور اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ گورمنٹ سے اس مقدس دن کو تعطیل عام منظور کروائی

(تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور۔ص:۲۹۸)

علمائے دیو بند کے تراجم پر اعتراضات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

راقم الحروف سب سے پہلے اپنی اور اپنی ٹیم کی طرف سے ادارہ نور سنت کو عظیم الشان ترجمہ کنز الایمان نمبر شائع کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہے جس طرح مناظرہ جھنگ نمبر نے بہت سے دلوں سے شکوک و شبہات کو دور کیا انشاء اللہ یہ نمبر بھی بہت سے لوگوں کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔

قارئین کرام! نور سنت کے خصوصی شماروں کے حوالے سے بندہ کی یہ ترتیب ہے کہ پہلے سے کسی عنوان کے تحت کوئی مضمون نہیں لکھتا اور نہ ادارہ کسی مضمون نگار کو کسی عنوان کا پابند کرتا ہے۔ اسی لئے جب شمارہ تیار ہو جاتا ہے اور کوئی موضوع رہ جاتا ہے تو بندہ اس پر قلم اٹھاتا ہے تاکہ ایک ہی عنوان کا بار بار تکرار نہ ہو۔ ترجمہ کنز الایمان نمبر کے حوالے سے بھی بندے کی یہی ترتیب و سوچ تھی۔ چنانچہ جب شمارے کا مسودہ راقم الحروف کے سامنے آیا تو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ہمارے علماء و مناظرین نے کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑا اس لئے اپنی طرف سے ترجمہ کنز الایمان پر مزید کوئی مضمون لکھنے سے بندے نے معذرت کر لی۔ مگر محترم علامہ معاویہ صاحب مدظلہ العالی نے اس معذرت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور دوسری طرف محقق اہلسنت استاذ محترم حضرت علامہ مفتی نجیب اللہ عمر صاحب مدظلہ العالی نے بھی بندے کو حکم دیا کہ آپ نے ہر صورت میں خصوصی نمبر کیلئے کوئی مضمون دینا ہے۔ اس لئے ناچار قلم اٹھانا پڑا کہ اس حکم کے بعد اب انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی اور فیصلہ کیا کہ جن بعض تراجم پر اعتراض کا جواب حضرت شیر اہلسنت ترجمان مسلک دیو بند علامہ ابو ایوب قادری صاحب کے مضمون میں نہیں آیا ان کا مختصر جواب دے دیا جائے۔ سو بندہ اب ان اعتراضات کا جواب لکھنے کی ابتداء کرتا ہے اور فیصلہ ہر انصاف پسند قاری پر چھوڑتا ہے کہ

بندے کو ان کے جوابات دینے میں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔

اعتراض نمبرا: ووجدک ضالا فھدی (سورۃ الضحیٰ)

اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو آپ کو شریعت کا راستہ بتلا دیا (حکیم الامت مولنا اشرف علی تھانوی صاحبؒ)

اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی (شیخ الہند مولنا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ)

رضا خانی مولوی ان تراجم پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''دیوبندی وہابی مترجمین نے ضالا کا ترجمہ بھٹکتا ہوا، بے خبر وغیرہ الفاظ سے کیا جو کہ صریحا غلط ہے اور بے ادبی ہے دیوبندی وہابی مولویوں نے یہ نہ دیکھا کہ کس کو بھٹکا ہوا اور بے خبر کہہ رہے ہیں رسول کریم ﷺ کی ناموس وعظمت پر دھبہ لگ جائے ان ظالموں کو اس کی کیا پرواہ کاش یہ مترجمین ترجمہ کرنے سے پہلے سابقہ تفاسیر کا بغور مطالعہ کر لیتے تو شائد ایسا نہ ہوتا جو خود بے خبر ہو بھٹکتا پھرتا ہو وہ ہادی اور راہنما کیسے ہوسکتا ہے''

(فیصلہ کیجئے۔ از شیر محمد جمشیدی رضا خانی۔ ص: ۱۷۔۱۸)

(۲) اس کے علاوہ عبد الرزاق بھترالوی نے (تسکین الجنان۔ ص: ۳۷۶)

(۳) رضاء المصطفیٰ اعظمی (کنز الایمان مع خزائن العرفان۔ ص: ۲)

(۳) ملک شیر محمد اعوان (محاسن کنز الایمان۔ ص: ۶۶)

(۴) مولوی کاشف اقبال رضا خانی (دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف۔ ص: ۹۵)

نے بھی ان تراجم پر کم وبیش اسی قسم کا جاہلانہ اعتراض کیا ہے۔

جواب: رضا خانی مولویوں کا ہمارے اکابر کے کئے گئے ترجمہ پر اعتراض کرنا محض جہالت کتب تفسیر سے نابلد ہونے اور ضد وتعصب کا نتیجہ ہے۔ چونکہ رضا خانیوں نے فیصلہ کرنے کیلئے خود ایک اصول لکھ دیا ہے کہ:

''یہ مترجمین ترجمہ کرنے سے پہلے سابقہ تفاسیر کا مطالعہ کر لیتے تو شائد ایسا نہ ہوتا'' (فیصلہ کیجئے۔ ص: ۱۷)

لہٰذا اب ہم اسی کسوٹی پر اپنے اکابر کا ترجمہ پرکھتے ہیں۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر

جمہور کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے ایک لحظہ کیلئے بھی کفر نہیں کیا قرآن مجید میں ہے:

ما ضل صاحبکم وما غوی

اور انہوں نے اس آیت کے متعدد محامل بیان کیئے ہیں:

ضال: کا معنی غافل حضرت ابن عباس حسن بصری ضحاک اور شہر بن حوشب نے کہا کہ آپ کو احکام شریعت سے بے خبر پایا تو آپ کو ان کی ہدایت دی اور اس کی تائید ان آیات میں ہے:

ما کنت تدری ماالکتاب ولاالایمان (الشوری:۵۲) و ان کنت من قبلہ لمن الغافلین (یوسف:۳۱)

(تفسیر کبیر۔ج:۱۱۔ص:۱۹۷)

قاضی ثناءاللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

''علامات نبوت اور احکام شریعت سے بے خبر اور ان تمام علوم سے لاعلم جن کو جاننے کا ذریعہ سوائے نقل کے نہیں ہے۔اسی مفہوم کے مثل آیت و ان کنت من قبلہ لمن الغافلین اور آیت ما کنت تدری ماالکتاب والایمان کا مفہوم ہے''۔(تفسیر مظہری۔ج:۲۱۔ص:۲۹۲)

امام عبداللہ احمد النسفی رحمۃ اللہ علیہ

ووجد ضالا ای غیر واقف علی معالم النبوت و احکام الشریعۃ وما طریقہ السمع (فھدی) فعرفک الشرائع والقرآن "(تفسیر مدارک۔ج۳۔ص:۶۵۴۔۶۵۵)

بیضاوی شریف

ووجدک ضالا عن علم الحکم والاحکام فھدی فعلمک

بالوحی والالهام والتوفیق للنظر

زاد المسیر فی علم التفسیر لابن الجوزیؒ

فیہ ستة اقوال : احدها :ضالا عن معالم النبوة واحكام الشريعة فهداک اليها قال الجمهور منهم الحسن و الضحاک

تفسیر خازن

ووجدک ضالا ای عما انت عليها اليوم (فهدى)ای فهداک الى توحيده و نبوته و قيل ووجدک ضالا عن معالم النبوة و احكام الشريعة فهداک اليها

امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

غلام رسول سعیدی امام صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"یعنی ہمارے وحی کرنے سے پہلے اور ہمارے علم عطا کرنے سے پہلے از خود اپنی عقل سے دین کا اور شریعت کے احکام کا علم نہ تھا اور جب ہم نے آپ کی طرف وحی کی اور آپ کو علم عطا فرمایا تو آپ کو ایمان کی اور کتاب کی تفصیلات کا علم ہوا"

(تاویلات اہل السنۃ۔ ج ۵ ص: ۴۷۷۔۴۷۸ بحوالہ تبیان القرآن ج ۱۲ ص ۸۲۴)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ

ضالا : عن شريعتک ای لا تعرفها فهداک اليها

(شفاء ج ۲ ص ۱۷ مکتبه حقانيه)

شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

یعنی و دریافت ترا راہ گم کردہ پس راہ نمود ترا و بیان

این ہدایت وضلالت آنست کہ آنحضرت ﷺ بعد از
رسیدن بحد بلوغ بسبب کمال اینقدر معلوم شد کہ
عبادت بتان و رسوم جاہلیت ہمہ ہیچ و پوچ است
در پے تفتیش دین حق شدند و از زبان پیران کہنہ سال
شنیدند کہ اصل دین با دین حضرت ابراہیم است
آنحضرت ﷺ را این خیال در سر افتاد کہ عبادت بتانرا
گذاشتہ و رسوم جاہلیت راہ ترک دادہ متوجہ برب ابراہم واوعبادت کنم
لیکن چوں ملت ابراہیمی کسے راہ یاد نماندہ بود و نہ در کتابی مدون بود و نہ
آنخضرت ﷺ راقدرت خواندن کتاب حاصل ناچار در تلاش احکام ایں
ملت بیتاب و بیقرار بودند و بقدر معلوم از تسبیحات و تھلیلات و تکبیرات و
اعتکاف و غسل از جنابت دارے مناسک حج و دیگر امور از ہمیں جنس
اشتغال می ورزیدند تا آنکہ حق تعالی ایشانرا بوحی خود بر اصول ملت حنیفی
آ گاہ ساخت‘‘ (تفسیر عزیزی۔ج ۲ ص ۲۲۰)

اکابر دیو بند کا ترجمہ ہی جمہور کے مطابق ہے

ان تمام جمہور مفسرین جن میں ضحاک اور حسن بصری جیسے آئمہ ہیں اس آیت کا مطلب یہی بیان کیا کہ آپ ﷺ کو احکام شریعت کی تفصیل کا علم نہ تھا آپ اس سے بے خبر تھے تو اللہ تعالی نے احکام شریعت کا علم آپ کو عطا کیا اور اس کی طرف راہنمائی کی یہی ترجمہ حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ یہ کتنا کھلا ہوا تضاد ہے کہ احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ جو محض بعض صوفیاء سے منقول ہے اسے تو عشق کی معراج قرار دے دیا جائے اور حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ جو جمہور کے مطابق ہے اس پر فتوے لگ جائیں۔ اب رضا خانی ہمت کریں اور ان مفسرین کو بھی معاذ اللہ گستاخ کہیں۔

مفسرین نے اس آیت کی ایک تفسیر اور بھی بیان کی ہے کہ آپ اپنے دادا عبد المطلب سے گم ہو گئے تھے تو ابو جہل آپ ﷺ کو ان کے پاس لایا جیسے فرعون سے موسی علیہ السلام کی پرورش

کروائی۔ یا آپ ﷺ بی بی خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ جا رہے تھے ایک کافر نے آپ کے اونٹ کی مہار پکڑی اور آپ سے راستہ گم ہو گیا اللہ تعالی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آدمی کی شکل میں بھیجا اور آپ ﷺ کو قافلے کے ساتھ ملا دیا۔

(تفسیر کبیر ج ۱۱ص ۱۹۷، تفسیر عزیزی ج ۲ص ۲۲۱، تفسیر مدارک ج ۳ص ۶۵۵، تفسیر ابن کثیر ج ۸ص ۴۲۶، تفسیر مظہری ج ۱۲ص ۲۹۲)

اگر اس تفسیر کو سامنے رکھا جائے تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ:

''اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی''

بالکل درست بنتا ہے اور سرے سے کوئی اشکال ہی وارد نہیں ہوتا حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی ترجمہ کو ملحوظ رکھا۔ یہ کھلا ہوا تعصب ہے کہ رضا خانی بے خبر اور بھٹکتا ہوا کو راہ حق اور اسلام سے معاذ اللہ بے خبری پر محمول کر رہے ہیں۔ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ضال کا معنی ہے سیدھے راستے کو ترک کرنا۔ خواہ یہ ترک عمداً ہو یا سہواً۔ کم ہو یا زیادہ تو کسی شخص سے کوئی بھی کسی قسم کی خطا ہو جائے تو اس کیلئے ضال کا لفظ استعمال کرنا صحیح ہے اس لئے لفظ ضلال کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف بھی ہوتی ہے اور شیطان کی طرف بھی ہوتی ہے اگرچہ دونوں کے ضلال میں بہت فرق ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالی نے ہمارے نبی ﷺ کے متعلق فرمایا و وجدك ضالا فهدى (الضحیٰ: ۷) یعنی جب آپ کو نبوت پر فائز کیا تو آپ مکمل شریعت سے آگاہ نہ تھے''

(المفردات ج ۴ص ۳۸۸۔ ۳۸۹ ملخصاً بحوالہ تبیان القرآن ج ۱۲ص ۸۲۲)

یہاں بھی نظر کرم ہو

مولوی غلام رسول سعیدی امام ابو منصور ماتریدیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''ضال کا معنی ہے غافل اس آیت کے معنی ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو انبیاء متقدمین اور صالحین کی خبروں سے غافل پایا۔ بعض علماء نے کہا آپ

کو گمراہ قوم میں پایا تو آپ کو ہدایت دی''۔

(تبیان القرآن ج ۱۲ ص ۸۲۴۔۸۲۵)

تفسیر کبیر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''ضال کا معنی ہے معرفت سے عاری ہونا جب آپ ایام طفولیت میں تھے تو اللہ تعالی نے آپ کو'ضال' پایا یعنی علوم و معارف سے خالی پایا''

(تبیان القرآن ج ۱۲ ص ۸۲۶)

آل رضا کو حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ میں ''بے خبر'' سے تو بڑی تکلیف ہوئی یہاں بھی:

غافل۔ ہدایت دی، معرفت سے عاری

کے الفاظ پر کچھ نظر کرم فرمائیں گے؟ اگر آپ کی طرح کوئی بے حیائی پر اتر آئے تو کہہ سکتا ہے کہ ان مفسرین کی تفاسیر کو پڑھ کر تو لگتا ہے:

''نبی کریم ﷺ حق سے بے خبر ہدایت و معرفت سے عاری تھے''

العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد

احمد رضا خان صاحب قارونی کے ترجمہ پر ایک نظر

رضا خانیوں کو بڑا ناز ہے کہ ہمارے اعلیحضرت نے اس آیت کا ترجمہ:

''اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی''

کر کے گویا کمال کر دیا اس ترجمہ پر کوئی تبصرہ کرنے سے پہلے ایک رضا خانی اصول ملاحظہ فرمائیں:

(۱) پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ہر ایسے لفظ کا استعمال بارگاہ رسالت میں ممنوع ہے جس میں تنقیص اور بے ادبی کا احتمال ہو''۔ (ضیاء القرآن: ج ۱: ص ۸۳)

(۲) مفتی احمد یار صاحب نعیمی لکھتے ہیں کہ:

''اللہ تعالی اور حضور ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ بولنا حرام ہیں جن میں

بے ادبی کا ادنی شائبہ بھی ہو"۔(تفسیر نعیمی:ج ۱:ص ۵۳۷)

(۳) پیر ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں کہ:

"جس کلمہ میں ان کی شان میں ترک ادب کا وہم بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے"۔(تفسیر الحسنات:ج ۱:ص ۲۴۵)

(۴) بریلوی صدر الافاضل مولوی نعیم الدین مرادآبادی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے"۔

(خزائن العرفان:ص ۲۹۔مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور)

(۶) مولوی حسن علی رضوی میلسی لکھتا ہے کہ:

"جن الفاظ کا معنی صحیح اور ایک معنی غلط اور بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہو ایسا ذو معنی الفاظ بھی سخت ممنوع ہے۔للکفرین میں واضح اشارہ ہے۔انبیاء علیہم السلام کی شان ارفع میں ادنی بے ادبی بھی کفر قطعی ہے"۔

(محاسبہ دیوبندیت:ج ۲ص ۳۷۵)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ رضاخانیوں کے نزدیک اگرچہ لفظ بظاہر صحیح ہو مگر اس کا دوسرا معنی گستاخی بے ادبی پر مشتمل ہو یا اس کا شائبہ تک ہو تو ایسا لفظ انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی، اور گستاخی کرنا قطعی کفر ہے۔اب مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اللہ کے پیارے رسول اللہ ﷺ کیلئے ترجمہ کیا:

"اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"

دوسری طرف زلیخا کیلئے بھی یہی الفاظ استعمال کیئے:

انا لنراها فی ضلال مبین (یوسف:۳۰)

ہم تو اسے صریح خودرفتہ پاتے ہیں

اب دیکھیئے زلیخا کا خودرفتہ ہو کا کسی طور پر بھی اچھی نیت سے نہ تھا اس کی محبت تو شہوت اور غلط مقصد کیلئے تھی اب یہی لفظ جو انتہائی غلط معنی رکھتے ہیں نبی علیہ السلام کی محبت اور تڑپ کیلئے بھی استعمال کیئے تو بتائے ایسا محبت اور تڑپ کیلئے بھی استعمال کیا تو بتائے ایسا ذومعنی لفظ استعمال کرنا عشق ومحبت ہے یا کھلا ہوا کفر؟

رضا خانیوں کو ''بے خبر'' اور ''بھٹکتا'' پر تو بڑا غصہ آیا مگر کیا انہوں نے ''خود رفتہ'' کے معنی بھی لغت میں دیکھے ہیں؟ اگر نہیں تو ملاحظہ ہو:

''خود رفتہ: بے خبر، بے خود، جسے اپنے آپ کی خبر نہ ہو''

(فیروز اللغات ص:۵۹۹)

لیجئے خود رفتہ کے معنی بھی ''بے خبر'' ہی ہیں اگر حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ نے معاذ اللہ کفر کر دیا تو احمد رضا خان بریلوی بھی بچ کر نہیں جا سکتا۔ اسی طرح ایک آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:

قل ان ضللت فانما اضل علی نفسی (السبا:۵۰)

تم فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا

جواب دو یہاں تو ''خود رفتہ'' ترجمہ کرنے کا خیال نہیں آیا بلکہ صاف طور پر دو مرتبہ نبی کریم ﷺ کو ''بہکا ہوا'' کہا اب ذرا اس کا معنی بھی اپنی محبوب لغت میں ملاحظہ فرمالیں:

بہک جانا: (محاورہ) گمراہ ہو جانا، غلطی کرنا، بدمست ہو جانا، دھوکا کھانا''

(فیروز اللغات۔ ص:۲۲۷)

رضا خانیوں!

ان بزرگوں کو برا کہنے سے کیا پھل پاؤ گے
دیکھ لو گے تم بھی اس کی کیا سزا کل پاؤ گے

گھر کی گواہی

حافظ نذر احمد صاحب اس آیت کا لفظی ترجمہ کرتا ہے:

ووجدک ضالا اور آپ کو پایا

ضالا بے خبر

فھدی تو ہدایت دی

(آسان ترجمہ قرآن۔ ص:۱۲۶۹)

اس ترجمہ کی تائید مفتی محمد حسین نعیمی بریلوی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور اور مولوی سرفراز نعیمی جیسے

آپ کے جید اکابر نے کی ہے۔

رضا خان بریلوی کے والد نقی علی خان صاحب اسی آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:

''اور پایا تجھے راہ بھولا پھر تجھے راہ بتائی'' (الکلام الاوضح۔ص:٦٧)

مظہر اعلیٰ حضرت حشمت علی رضوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور پایا تجھے راہ بھٹکا ہوا پس ہدایت فرمائی''

(۱۵ تقریریں۔ص:۳۴۰ نوری کتب خانہ لاہور)

لو جی حضرت محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ آپ کے گھر سے برآمد ہو گیا اب اپنی کفر ساز مشین گن سے دو تین گولے اپنے ان اکابر کی قبروں پر بھی برساؤ

ابھی ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

سابقہ اکابر کے تراجم

دریافت تراہ گم کردہ یعنی شریعت نمی دانستی پس راہ نمود (شاہ ولی اللہؒ)

یعنی و دریافت ترا راہ گم کردہ پس راہ نمود ترا

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تفسیر عزیزی ج ۲ ص ۲۲۰)

بھٹکتا پر تو بڑا اعتراض ہے یہاں ''راہ گم کردہ'' پر کیا فتوی ہے؟

اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی (شاہ رفیع الدین دہلویؒ)

اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی (شاہ عبدالقادر دہلویؒ)

شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ سامنے رکھو رضا خان بریلوی کا بریلویوں کو حکم

شاہ صاحب کے اسی ترجمے جس کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے برقرار رکھا کہ متعلق آل رضا کے پیشوا احمد رضا خان صاحب بریلوی رضا خانی لکھتے ہیں کہ:

''فقیر کی رائے قاصر یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ پیش

نظر رکھا جائے''

(فتاوی رضویہ ج ۱۲ص ۳۴ سنی دالاشاعت فیصل آباد: وج ۲۶ص ۴۵۷ جدید)

مگر خان صاحب کی ناخَلَف اولاد آج اسی ترجمہ کو گستاخانہ کہہ رہی ہے۔

اعتراض نمبر۲: لا اقسم بهذا البلد (سورۃ البلد۔۱)

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی (حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ)

قسم کھاتا ہوں اس شہر کی (شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

اس پر جاہل معترض تبصرہ کرتے ہیں کہ:

> اللہ تبارک وتعالی کھانے پینے سے پاک اور بے نیاز ہے اور اللہ تعالی کی طرف قسم کھانے کی نسبت کرنا اور ایسا ترجمہ کرنا سخت بے ادبی اور جہالت ہے''۔ (فیصلہ کیجئے۔ص:۵۲ مکتبہ غوثیہ کراچی، انوار رضا۔ص:۳۸)

جواب: قارئین کرام! ملاحظہ ہو یہ ہے ان پڑھے لکھے جہلاء کی علمی حالت۔ مردے کے ترکہ اور تیجے کے دیگوں کے ان بھوکوں کو بس ''کھانا نوش فرمانے'' کے علاوہ اور کچھ آتا جاتا ہی نہیں۔ اگر کوئی غریب یہ کہہ دے کہ میں ''قسم کھاتا ہوں کہ بریلوی گمراہ ہیں'' تو ان جیسے جاہل رضاخانی فوراً سر پکڑ کے بیٹھ جائیں گے کہ یہ ''قسم'' کونسی ''ڈش'' ہے جسے آپ ''تناول'' فرمارہے ہیں؟ ہمیں تو آج تک کسی چالیسویں میں اس کی پیش کش نہیں ہوئی۔ جیسے کسی بھوکے رضاخانی مولوی سے پوچھو کہ دو اور دو کتنے؟ تو جواب دے ''چار روٹیاں'' یہی حال یہاں ہے کہ قسم کھاتا ہوں تو مطلب یہ ہے کہ قسم کوئی کھانے پینے کی چیز ہے جسے کھایا جاتا ہے اور اس کھانے کی نسبت چونکہ دیوبندیوں نے اللہ کی طرف کردی لہٰذا یہ کافر ہوگئے کیونکہ اللہ تعالی تو کھانے پینے سے پاک ہے۔ تف ہے تمہاری عقلوں پر۔

ان رضاخانیوں کو اگر مردے کی قرآن خوانی کے چاول ''کھانے'' سے فرصت ملے تو ایک نظر اپنی محبوب لغت میں بھی دیکھ لیں کہ وہاں لکھا ہوا ہے کہ:

> قسم کھانا (محاورہ) عہد کرنا، قول دینا، حلف اٹھانا الخ

(فیروز اللغات۔ص:۹۵۵)

''کھانے'' کے ''دشمنوں'' قسم کھانا اردو کا محاورہ ہے جس کا معنی حلف اٹھانا ہے نہ کہ ''حلف کو کوگیارہویں کی جلیبیاں سمجھ کر اسے کھانا'' شکر ہے کہ ان رضاخانیوں نے ''قسم توڑنا'' محاورہ نہیں سنا ورنہ اس پر بھی واویلا کرتے کہ یہ قسم کوئی ''تیجے'' کے ''چاولوں'' میں مارے جانا والا ''چمچ'' ہے جسے توڑا جارہا ہے؟۔ نیز یہ ''کھانے'' کے دشمن ''ہوا کھانا''، غصہ پیجانا کے متعلق کیا ارشاد فرمائیں ؟اسی پر ایک لطیفہ یاد آیا ایک منحوس شکل والے بریلوی صاحبزادے سے کسی نے پوچھا کہ اعلحضرت رمضان شریف آگیا ہے اس میں ''جھوٹی قسم'' ''کھانے'' کا کیا ہوگا؟ صاحبزادہ نے فرمایا کہ کچھ بھی نہ ہوگا بے کھٹکے قسم کھالو کیونکہ قسم خواہ جھوٹی ہو یا سچی اس کے ''کھانے'' سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اپنے گھر کی خبر لو

غلام رسول سعیدی اس آیت کا ترجمہ کرتا ہے:

لا قسم بھذا البلد

میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں (تبیان القرآن ج ۱۲ص ۷۴۶)

اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

اس شہر کی قسم نہیں کھاتا۔۔۔۔اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔۔۔اس شہر کی اس وقت قسم نہیں کھاتا ۔۔۔۔اور جب اللہ تعالیٰ اس شہر کی قسم کھاچکا تو پھر اس شہر کے قسم کھانے کی۔۔الخ

(تبیان القرآن ج ۱۲ص ۷۴۷)

لیجئے پانچ (۵) مرتبہ قسم کھانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی غلام رسول سعیدی صاحب نے۔آپ تو نسبت کو رورہے ہیں سعیدی صاحب تو فرمارہے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ۔۔قسم کھاچکا۔۔۔

کوئی ہے جو غلام رسول سعیدی صاحب کا گریبان پکڑے؟ اور سعیدی صاحب کا مقام و مرتبہ اپنے مفتی اعظم پاکستان منیب الرحمان صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

''ہم پیش آمدہ دینی مسائل کے حل کیلئے شیخ الحدیث علامہ غلام رسول

سعیدی مدظلہم کی تفسیر تبیان القرآن اور شرح صحیح مسلم سے بھی استفادہ کرتے ہیں اور براہ راست بھی ان سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں ان کا وجود اہلسنت و جماعت کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے انہوں نے تحریری میدان میں جو علمی شاہکار تخلیق کئے ہیں مجھے امید ہے وہ آئندہ صدیوں بلکہ ہزاریوں تک مطلع علم پر آفتاب نصف النہار کی طرح ضوفگن رہیں گے''۔(تفہیم المسائل۔ج ۳ص:۱۶)

پیر کرم شاہ ازہری صاحب اس آیت کا ترجمہ لکھتے ہیں:

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔۔اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۵ص ۵۶۵ مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور ۱۴۰۰ھ)

مولانا نور بخش توکلی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ تعالی نے حضور ﷺ کی رسالت پر قسم کھائی''۔

(سیرت رسول عربی۔ص:۵۱۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

اسی آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:

میں کھاتا ہوں اس شہر کی قسم (سیرت رسول عربی۔ص:۵۱۳)

یہ ''سیرت رسول عربی'' اور ''نور بخش توکلی'' کون ہے ملاحظہ ہو:

فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ مولنا توکلی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تصنیف ہے جس پر انہیں حضور سرور دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی فلہذا گویا یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کی منظور شدہ ہے''۔(نہایت الکمال۔ص:۴)

آئینہ اہلسنت کے مولف کی یہ عبارت بھی پڑھ لیں:

''مولانا الحاج عبدالحمید لدھیانوی نے خواب میں آپ کی وفات کے بعد آپ کو ایک باغ میں سنہری تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا اس اعزاز کی کیا وجہ ہے مولانا توکلی صاحب نے جواب دیا میرے اللہ کو میری یہ کتاب سیرت رسول عربی پسند آ گئی اور مجھے یہ انعام ملا''۔

(میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی۔ص:۳۸)

اب جو ترجمہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو پسند ہو یہ بد بخت کہتے ہیں کہ وہ کفر ہے تو بتاؤ یہ فتوی کس کس پر جا کر لگا؟ کفر و گستاخی تمہارے سیاہ دلوں میں ہے ترجمہ میں نہیں۔ داغ سے معذرت کے ساتھ

پڑا کبھی دل جلوں کو فلک سے کام نہیں
جلا کر خاک نہ کر دوں تو دیوبندی نام نہیں

سابقہ اکابر کا ترجمہ

قسم می خورم بایں شہر (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

لا اقسم بھذا البلد یعنی سوگند میخورم بایں شہر (تفسیر عزیزی ج ۲ ص ۱۷۶)

قسم کھاتا ہوں اس شہر کی (شاہ رفیع الدین دہلویؒ)

اعتراض نمبر۳: انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ماتاخر (الفتح پ ۲۶)

بے شک ہم نے آپ ﷺ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ تعالی آپ ﷺ کے سبب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔ (حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ)

ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔ (شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

ان تراجم پر رضا خانیوں کو اعتراض ہے کہ:

''مسلمانو! غور فرمائے! دیوبندیوں اور نجدی وہابی مولویوں کے تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ پہلے بھی گناہ گار تھے اور آئندہ بھی گناہوں کی امید تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالی کو ایک سند دینا پڑی کہ ہم نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے۔ معاذ اللہ''۔

(فیصلہ کیجئے۔ص:۱۹)

اسی طرح حشمت علی کے بھائی مولوی محبوب علی خان نے ان تراجم پر کفر کا فتوی لگایا

(النجوم الشھابیہ؛ص:۵۸)اس پر ۵۴ رضاخانی اکابر کی تصدیقات ہیں حنیف قریشی صاحب کہتے ہیں کہ ان تراجم کے ہوتے ہوئے ہم عیسائیوں کے سامنے نبی کریم ﷺ کا دفاع نہیں کرسکتے (ملخصا گستاخ کون؟ص:۱۹۶)

شیر محمد اعوان رضاخانی آف کالاباغ لکھتے ہیں:

حضور سرورکائنات ﷺ کو معاذ اللہ خطا کار اور قصوروار بناڈلا۔۔۔ایک عام مسلمان یا ایک غیر مسلم کیا تاثر لے سکتا ہے یہی کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کا دامن بھی خطاوں سے پاک نہ تھا کیا یہ تراجم دشمنان اسلام کے ہاتھ میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار تھما دینے کے موجب نہیں ہوں گے؟ کیا ان تراجم سے عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسلمہ عقیدہ مجروح نہیں ہوتا؟''۔(محاسن کنز الایمان ص:۵۶۔۵۷)

جواب: علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی اقوال نقل کئے ہیں چند ملاحظہ ہو:

واختلف اهل التاويل في معنى ليغفر لک الله ما تقدم من ذنبک و ماتاخر فقيل (ماتقدم من ذنبک) قبل الرسالة (وماتاخر)بعدها قاله مجاهد و نحوه قال الطبری وسفيان الثوری قال الطبری: هو راجع الی قوله تعالی (اذا جاء نصر الله والفتح الی قوله توابا)ليغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وماتاخر قبل الرسالة (وماتاخر) الی وقت نزول هذه الآية و قال سفيان الثوری (ليغفر لک الله ما تقدم من ذنبک) ما عملته فی الجاهلية قبل ان يوحی اليک (وماتاخر) کل شیء لم تعلمه .و قاله الواحدی قد مضى الكلام فی جريان الصغائر علی الانبياء فی سورة البقره فهذا قول و قيل ما تقدم من ذنبک قبل الفتح وماتاخر بعد الفتح ... و قال عطا الخراسانی من ذنبک ابوک آدم و حوا..الخ

(الجامع لاحکام القرآن ج۱۶ص۲۶۲)

خلاصہ کلام: سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جو ذنب ہوگیا اور وما تاخر سے مراد ہروہ ذنب جسے آپ نہیں جانتے اس کی مغفرت کی نوید ہے۔اور علامہ واحدی فرماتے ہیں کہ انبیاء سے صغائر کے صدور کے جواز پر بحث گذرچکی ہے اس آیت سے مراد فتح سے پہلے کے ذنوب اور ما تاخر سے مراد فتح کے بعد کے ذنوب عطاء خراسانی فرماتے ہیں ما تقدم من ذنبک سے مراد حضرت آدم وحواء کا ذنب ہے۔

اسی طرح علامہ محی السنۃ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک و ما تاخر قیل اللام فی قوله تعالی لیغفر لک لام کی والمعنی فتحالک فتحا مبینا لکی یجتمع لک مع المغفرة تمام النعمة بالفتح و قیل لما کان هذا الفتح سببا لدخول مکة والطواف بالبیت کان ذالک سببا للمغفرة و معنی الآیة لیغفرلک الله جمیع ما فرط منک ما تقدم من ذنبک یعنی قبل النبوة وما تاخر یعنی بعدها (تفسیر خازن ج ٦ ص ١٥٧)

(خلاصہ کلام) اس قول میں لام لام کئی ہے اور اس کا معنی ہے کہ ہم نے تیرے واسطے ایک واضح فتح دی تاکہ آپ کیلئے فتح کو مغفرت کے ساتھ جمع کر کے نعمت کو پورا کردیا جائے اور بعض نے فرمایا کہ یہ فتح سبب ہے مکہ میں داخل ہونے اور بیت اللہ کا طواف کرنے کا تو اصل یہی سبب مغفرت ہے تو اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا کہ اللہ تعالی نے آپ کیلئے نبوت ملنے سے پہلے اور نبوت کے بعد آپ کی تمام کوتاہیاں معاف کردی گئی ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہاں لام سبب کیلئے نہیں جیسا کہ رضا خان بریلوی نے سمجھا بلکہ لام کئی ہے۔

علامہ سفیان ثوریؒ سے اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

ما تقدم من ذنبک مما کان منک قبل النبوة وما تاخر یعنی کل شیء لم تعلمه و یذکر مثل هذا علی طریق التاکید کما تقول اعط من تراه و من لم تراه واضرب من لقیت و من لم

تـلـقـہ فیـکون المعنی ما وقع لک من ذنب وما لم یقع فھو مغفور لک (تفسیر خازن ج٦ص ١٥٧)

قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''وہ تمام فروگذاشتیں جو رسالت سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں آپ سے ہوگئی ہوں اور وہ تمام زلات جو رسالت کے بعد یعنی اس سورت کے نزول کے بعد آپ سے ہوجائیں اور ان پر عتاب ہوسکتا ہو اس سے لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی معصیت کا ارتکاب کیا ہو صلحاء کی نیکیاں بھی اہل قرب کیلئے لغزشیں ہوتی ہیں۔۔

عطا خراسانی نے کہا کہ ماتقدم سے مراد آدم وحواء کی غلطیاں ہیں

(تفسیر مظہری ج١٠ص ٣٣٨)

اسی طرح ایک حدیث ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کیلئے خوشخبری ہو آپ کے رب نے تو بیان فرمادیا کہ آپ کے ساتھ آخرت کا کیا معاملہ ہوگا مگر ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ آخرت میں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی لیدخل المومنین والمومنات جنات الی فوزا عظیما

(بـخـاری رقـم الـحـدیث ٤١٤٨ مسلم رقم الحدیث ١٧٨٦ مسند امام احمد بن حنبل ج٣ص ١٩٧)

معلوم ہوا کہ صحابہ بھی اس آیت میں ''ذنب'' کی اضافت نبی کریم ﷺ ہی کی طرف مانتے نہ کہ اپنی طرف ورنہ ان کو یہ سوال پوچھنے کی نوبت نہ آتی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''انہیں خصائص میں سے ہے کہ حق تعالی نے اپنی کتاب مجید میں چونکہ انبیاء علیہم السلام کے توبہ وغفران اور ان سے واقع شدہ زلۃ وخطا کا ذکر فرمایا ہے تو نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں فرمایا انا فتحنا لک فتحا مبینـا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر فتح کو مقدم رکھا اس کے بعد غفران ذنوبِ گذشتہ وآئیندہ کا ذکر فرمایا

(مدارج النبوۃ ج۱ص ۲۶۴۔مترجم مفتی معین الدین نعیمی بریلوی)

ان تمام مفسرین وعلماء نے آیت میں ''ذنب'' کی اضافت نبی کریم ﷺ ہی کی طرف رکھی اور پھر اپنے ذوق کے مطابق اس کی مختلف توجیہات بیان کی کسی نے خلاف اولی کسی نے صغائر کسی نے خطائیں کسی نے کچھ۔

اگر رضا خانیوں کو حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ میں ''خطائیں'' پر غصہ ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق خان صاحب کے اس ترجمہ پر بھی نظر کرم کریں:

''والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی۔سورۃ الشعرآء ۸۲/۲۶

اور جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری ''خطائیں'' قیامت کے دن بخشے گا

(کنز الایمان)

اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو بھی ملاحظہ فرمالیں:

''والانبیاء علیھم السلام کلھم منزھون عن الصغائر والکبائر و قد کانت منھم زلات و خطیئات

(شرح فقہ اکبر۔ص:۵۷)

انبیاء کرام علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے منزہ اور پاک ہوتے ہیں ہاں البتہ کبھی کبھار زلات وخطیات کا صدور ہوتا ہے۔

اور اگر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن علیہ الرحمہ کے ترجمہ میں ''گناہ'' پر اعتراض ہے تو اپنے استاذ المناظرین کی اس عبارت کو بھی سامنے رکھیں:

''ترک اولی کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولی ہرگز گناہ نہیں''۔(فیصلہ مغفرت ذنب۔ص:۴۸)

مزید تفصیل انشاءاللہ آگے رضا خانی حوالہ جات میں آرہی ہے۔

فاضل بریلوی کے ترجمہ پر ایک نظر

خان صاحب نے اس آیت میں عطا خراسانی مرحوم کی توجیہ کو اختیار کیا ہے۔ جسے رضا خانیوں نے بنیاد بنا کر ان کے ترجمہ کو گویا اردو کا قرآن معاذ اللہ کہہ دیا اور اس بنیاد پر

ان سارے اکابر کی بے دھڑک تکفیر کر رہے ہیں۔لیکن اول بات یہ ہے کہ اسی عطا خراسانی نے ذنب اور گناہ کی نسبت حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی طرف کی ہے جیسا کہ ماقبل میں تفسیری حوالوں میں گذرا۔ اگر عطا خراسانی ذنب کی نسبت امت کی طرف کرنے پر عاشقان رسول ﷺ کے سردار ہیں اور باقی تمام مترجمین ایک نمبر کے گستاخ معاذ اللہ تو اسی اصول کے تحت ایک نبی اور ان کی زوجہ محترمہ کی طرف گناہ کی نسبت کرنے پر یہ گستاخ کیوں نہیں؟ اگر ایک توجیہ قبول ہے تو دوسری توجیہ بھی مانو۔ نیز عطا خراسانی کی اس توجیہ کا رد علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب القول المحرر میں ان الفاظ کے ساتھ کی:

''لاینسب ذنب الغیر الی غیر صدر منه بکاف الخطاب (کسی کا گناہ دوسرے شخص کی طرف کاف خطاب کے ساتھ منسوب نہیں ہوسکتا جس سے کہ وہ گناہ سرزد نہ ہوا ہو) فلان ذنوب الامت لم تغفر کلها بل منهم من یغفر له و منهم لا یغفر له (نیز یہ توجیہ اس لئے بھی درست نہیں کہ امت کے تمام تر گناہ نہیں بخشے گئے بلکہ بعض کیلئے بخشش ہوگی اور بعض کیلئے نہیں ہوگی)

(بحوالہ جواہر البحار ج۴ ص۲۱۳)

اب جواب دو کیا علامہ سیوطی علیہ الرحمہ وہابی دیوبندی مودودی نجدی گستاخ تھے جو عشق و رسالت اور عصمت انبیاء کے عین مطابق ترجمہ کو رد کر رہے ہیں معاذ اللہ؟ یہ کہاں کا انصاف ہے ایک کے ساتھ جمہور امت ہو وہ تو غلط اور دوسرے کے ساتھ عطا خراسانی ہو وہ بھی مرجوح قول کے ساتھ مگر وہ عاشق رسول اور جو اس کی توجیہ کو نہ مانے وہ دنیا کا سب سے بڑا گستاخ۔ فیا للعجب

علمائے دیوبند عصمت انبیاء علیہم السلام کے قائل ہیں

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کا فتوی ملاحظہ ہو:

سوال: رسول ﷺ کے معصوم ہونے کے متعلق کوئی آیت خیال شریف میں ہو تو اطلاع فرمادیں میں نے شرح العقائد ونشر الطیب میں تلاش کی

لیکن کوئی آیت صاف اس مضمون کی نہیں مل رہی البتہ نشر الطیب میں ایک حدیث ملی اگر مادہ عصمت کے ساتھ کوئی آیت ملے تو بہت ہی بہتر ہوگا۔

الجواب: مادہ عصمت کا وارد ہونا ضروری نہیں، اس کے مفہوم کا ثبوت کافی ہے آیات متعدد لوگوں نے ذکر کی ہیں لیکن میرے نزدیک دعائے ابراہیمی **قال و من ذریتی** کے (جو وعدہ **انی جاعلک للناس اماما** پر معروض ہے) جواب میں جو **قال لا ینال عهدالظالمین** ارشاد ہوا ہے کافی حجت ہے کیونکہ امامت سے مراد نبوت ہے کما ھو ظاھر اور اس کا نیل (یعنی ملنا) ظالم کیلئے ممتنع شرعی قرار دیا ہے۔ اور ظلم عام ہے ہر معصیت کو پس اس سے جمیع معاصی ست عصمت ثابت ہوئی اور جو بعض قصص وارد ہیں وہ ماؤّل ہیں ضرورت معصیت کے ساتھ اور حقیقت معصیت کی منفی ہے۔ فقط (امداد الفتاوی ج ۵ ص ۴۰۷)

اپنے گھر کی خبر بھی لیں

ان اللہ والوں پر تو آپ نے کفر و گستاخی کے خوب گولے برسائے ہیں مگر اب وقت انتقام آچکا ہے اور آپ کے عشق رسالت کا امتحان بھی ہونے والا ہے۔ مولوی احمد رضا خان کے حاشیہ کے ساتھ شائع ہونے والی اس کے والد مولوی نقی علی خان کی کتاب میں ہے:

خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے

واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات

مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے

(فضائل دعا۔ ص:۶۹ مکتبۃ المدینہ)

ہے کوئی رضا خانی سچا عاشق رسول جو خان صاحب اور ان کے والد کو کفر کے گھاٹ اتارے؟ مگر صبر کریں مزید حوالے بھی ملاحظہ فرمالیں نقی علی خان صاحب مزید لکھتے ہیں:

تا کہ معاف کرے اللہ تیرے اگلے پچھلے گناہ

(انوار جمال مصطفیٰ۔ ص:۷۱ شبیر برادرز)

یہی نقی علی خان صاحب ایک حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں آپ نے اس قدر عبادت کی کہ پائے مبارک سوج گئے لوگوں نے کہا آپ تکلیف اس قدر کیوں اٹھاتے ہیں کہ خدا نے آپ کی اگلی پچھلی خطا معاف کی فرمایا افلا اکون عبدا شکورا''۔

(سرورالقلوب۔ص:۲۳۶ شبیر برادرز)

حضرت تھانوی کے ترجمہ پر اعتراض کرنے والو! کہ ہائے نبی کریم ﷺ کو خطا کار کہہ دیا ہائے گستاخی کر دی ہائے اسلام مٹا دیا یہاں بھی واویلا کرو۔ میں کئی بار نورسنت میں اور دوسری محفلوں میں بھی ببانگ دہل کہہ چکا ہوں کہ اکابر دیوبند کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ جو بھی الزام ان پر بدعتیوں نے لگایا ان کی صفائی ان ہی بدعتیوں کے گھر سے نکل آئی آج اکابر علمائے دیوبند کی ایک اور کرامت اور حقانیت کا ظہور اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں۔

ہوا مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

مظہر اعلیٰ حضرت حشمت علی رضوی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ اکثر رات قیام فرماتے۔ نماز میں کھڑے رہتے **حتی تورمت قدماہ** یہاں تک کہ پائے مبارک ورم فرما گئے پس صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اتنی تکلیف اتنی مشقت حضور کس واسطے فرماتے ہیں آپ کے رب عزوجل نے تو آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دئے **قد غفر لک ما تقدم من ذنبک و ما تاخر** پس آپ نے فرمایا **افلا اکون عبدا شکورا**۔۔''

(۱۵ تقریریں۔ص:۱۷۰)

نبی ﷺ کی طرف گناہ کی نسبت کر کے حشمت علی صاحب اپنے ہی بھائی محبوب علی خان رضوی کے فتوائے کفر تلے دب گئے ہیں (النجوم الشھابیہ کا حوالہ گذر چکا)

مزید لکھتے ہیں:

''آپ معصوم ہیں اللہ نے آپ کے سب اگلے پچھلے گناہ پہلے ہی عفو فرمادئے **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ماتاخر**''۔

(۱۵ تقریریں۔ص:۲۴۶)

بریلوی اشرف العلماء مناظرہ جھنگ کا شکست خوردہ اشرف سیالوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر . یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ** اے محبوب اللہ تعالیٰ نے وہ تمام امور جنہیں تم مرتبہ قرب اور منصب محبوبیت کے لحاظ سے گناہ سمجھتے ہو وہ تم سے صادر ہوئے یا ابھی سرزد نہیں ہوئے وہ سب بخش دئے''۔

(کوثر الخیرات۔ص:۱۲۲۵ اہل السنۃ پبلی کیشنز، جہلم)

یہ کون اشرف سیالوی ہیں؟ وہی اشرف سیالوی جسے اہلحق کے سامنے مناظرہ کرنے سے مفرور گھر میں بیٹھ کر چیلنج دینے کے بادشاہ حنیف قریشی رضاخانی کے چیلوں نے اس کے مناظرے کی روئیداد گستاخ کون؟ میں استاذ المناظرین لکھا اور وہی اشرف سیالوی جس کے بارے میں بدعتیوں کے مفتی اعظم منیب الرحمان صاحب یہ لکھتے ہیں کہ:

''مصنفاتِ علامہ سعیدی، شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن کو ہمارے عہد کے دو ممتاز اکابر علماء اہلسنت علامہ عبد الحکیم شرف قادری اور علامہ محمد اشرف سیالوی مد اللہ ظلہما نے مسلک اہلسنت و جماعت کیلئے مستند مو متفق علیہا قرار دیا ہے، یہ امر ملحوظ رہے کہ یہ دونوں اکابر ہمارے مسلک کیلئے حجت و استناد کی حیثیت رکھتے ہیں''۔

(تفہیم المسائل۔ج۳۔ص۱۷۔ضیاء القرآن پبلی کیشنز طبع دوم ۲۰۰۹)

معلوم ہوا کہ نہ صرف اشرف سیالوی بلکہ تبیان القرآن و شرح مسلم بھی رضاخانی مسلک میں حجت و استناد کا درجہ رکھتی ہیں۔

اب کہاں ہے عشق رسالت ﷺ کی آڑ میں دنیا بھر کے توحید کے متوالوں کو

گستاخ اور کافر کہنے والے؟ لگاؤ اپنے ان اکابر پر کفر کے فتوے، ڈالو انہیں جہنم کی آگ میں، تاکہ سب کو پتہ چلے کہ یہ عشق صرف دکھاوے کا نہیں مبنی بر حقیقت ہے

بنتے ہو وفادار تو وفا کرکے دکھاؤ
کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور ہے

رضاخانیو! قوم کو دھوکا مت دو

رضاخانی لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ دیکھو یہ دیوبندی وہابی تو انبیاء علیہم السلام کو گناہ گار مانتے ہیں معاذ اللہ حالانکہ ہمارے عقیدہ تو ہے کہ نہ ان سے صغائر و نہ کبائر کا صدور ممکن ہے یہ دیکھو جی یہ گستاخ ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں ملاحظہ ہو ان کا اصل عقیدہ جو ان کے حکیم الامت احمد یار گجراتی صاحب کا لکھا ہوا ہے:

''نبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد ہاں نسیانا خطاءً صادر ہو سکتے ہیں''۔ (جاء الحق۔ص:۴۳۴)

دیکھا ان کے ہاں تو معاذ اللہ انبیاء سے نسیانا اور خطاء گناہ کبیرہ بھی صادر ہو سکتے ہیں رضاخانیوں اب وہ وقت نہیں کہ تم اپنے اس مکروہ چہرے پر جعلی نقاب اوڑھ کر عوام سے چھپے رہ سکو یہ نقاب نوچ لیا گیا ہے۔ تم کسی نے رضاخان بریلوی کی مدح سرائی کرنے سے منع نہیں کیا ہر ایک کا حق ہے کہ وہ اپنے محبوب کے کمالات بیان کرے لیکن تم نے یہ عجیب ڈرامہ بنایا ہوا ہے کہ جب تک احمد رضاخان بدعتی کے مقابلے میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر و گستاخ نہ بنادو تمہیں مدح ہضم ہی نہیں ہوتی۔ دوسروں کے اکابر کی پگڑیاں اچھالنے والے یہ مت بھولیں کہ ان کے اکابر کی پگڑیاں بھی بیچ بازار اچھالی جاسکتی ہیں۔ بہت برداشت کرلی اولیاء اللہ پر تمہاری یہ بکواس اب ایک نہیں سنی جائے گی،

کیوں کر دل جلوں کے لبوں پر فغاں نہ ہو
ممکن نہیں کہ آگ ہو اور دھواں نہ ہو

اس سے بڑا کفر کوئی اور ہوسکتا ہے؟

قارئین کرام مندرجہ بالا عبارت میں مفتی صاحب نے تسلیم کیا کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ ہوسکتے ہیں معاذ اللہ اور بریلوی اصول کے مطابق نبی کریم ﷺ کی طرف رضا خانیوں نے گناہ کی نسبت کر کے نبی کریم ﷺ کو گناہ گار تسلیم کرلیا معاذ اللہ اب انہی رضا خانیوں کی یہ عبارت بھی ملاحظہ ہو:

"اگر پیغمبر ایک آن کیلئے بھی گناہ گار ہوں تو معاذ اللہ حزب الشیطان (شیطانی گروہ) میں داخل ہوں گے"۔ (تفسیر نعیمی ج ا ص ۲۶۳)

معاذ اللہ اول تو ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر گستاخانہ پیرائے میں انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا جارہا ہے۔ ثانیا رضا خانیوں نے انبیاء سے گناہوں کا صدور ممکن مانا اب اس عبارت کی روشنی میں دیکھیں کہ بات کہاں تک پہنچ گئی؟ رضا خانیوں اس طرح کفر اور گستاخی ثابت ہوتی ہے اگر ہے کسی میں جرات تو اپنے اکابر سے اس گستاخی اور کفر کو ہٹا کر دیکھے اور منہ مانگا انعام وصول کرے۔

رضا خانی پیران پیر علیہ الرحمۃ کے باغی

رضا خانیو! تم جس ترجمہ کو کفر کہہ رہے ہو جس ترجمہ کو گناہ و گستاخی کہہ رہے وہی پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے:

"قال تعالی واستغفر لذنبک ای لذنب وجودک"۔

(سرالاسرار۔ص:۴۷)

اللہ نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ اپنے گناہوں یعنی اپنے وجود کے گناہوں کی معافی مانگ لگاو فتوی شیخ جیلانی علیہ الرحمۃ پر بھی مگر تم ایسا کبھی نہیں کرو گے کہ کہیں "گیارہویں کی دیگ" کی نذر کالعدم نہ ہوجائے اس لئے کہ تمہارا حضرت سے یہ عشق تو صرف گیارہویں کی کھیر کی رکابی کے گرد گھومتا ہے۔ علمائے دیوبند کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ تمہارے شرک و بدعت کے امڈتے ہوئے سیلاب کے آگے بندھ باندھے ہوئے ہیں ورنہ اندرون خانہ تم بھی سمجھتے ہو

کہ یہ لوگ سچے عاشقان رسول ﷺ ہیں:

ہنر بچشم عداوت بزرگ ترعیب است
گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

آل قارون رضا خان بریلوی کا ترجمہ رضا خانیوں نے رد کر دیا

سورہ فتح کی جس آیت کے ترجمہ پر رضا خانیوں کا ناز ہے اور جس کی بنیاد پر پوری امت مسلمہ کی تکفیر کی جارہی ہے اس کے متعلق علامہ سعیدی کا تبصرہ بھی ملاحظہ ہو:

''ہمارے نزدیک یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ترجمہ لغت اطلاقات قرآن، نظم قرآن اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اور اس پر عقلی خدشات اور ایرادات ہیں''

(شرح صحیح مسلم ج ۷ ص ۳۲۵ مطبوعہ لاہور)

''یہ تفسیر احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اور عقلا مخدوش ہے''۔

(شرح صحیح مسلم۔ص:۹۸)

''اس تفسیر پر عقلی خدشات ہیں''۔(شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۰۰)

رسول اللہ ﷺ کی صریح اور صحیح احادیث کے برعکس ہے''۔

(شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۶۹۱)

''اس آیت سے امت کی مغفرت لینا صحیح نہیں''۔

(شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۹۸)

''یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے (تاکہ اللہ تعالی تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے)''۔(شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۶۹۴)

بحوالہ سالنامہ معارف رضا کا کنز الایمان نمبر ۲۰۰۹۔ص:۱۵۵۔۱۵۶)

اکابر دیوبند کا ترجمہ سابقہ اکابر کے ترجمہ کے عین مطابق ہے

محدث اعظم ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:

ہر آئینہ ما حکم کردیم برائے تو بفتح ظاہر عاقبت فتح آنست کہ بیامرز ترا خدا انچہ کہ سابق گذشتی

از گناہ تو وانچہ پس ماند"۔

شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ کا ترجمہ

"تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو ظاہر تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں سے تیرے اور جو کچھ پیچھے ہوا"۔

شاہ عبدالقادرؒ جس کا ترجمہ رضا خان بھی پیش نظر رکھنے کی تلقین کرتے ہیں:

"ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے"۔

آثار سحر کے پیدا ہیں اب رات کا کا جادو ٹوٹ چکا
ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

اعتراض نمبر۴: اھدنا الصراط المستقیم (سورۃ الفاتحہ: آیت ۵)

بتلا ہم کو راہ سیدھی (شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا (حکیم الامت علیہ الرحمۃ)

اس پر اعتراض ہے کہ:

"تمام دیوبندی، مودودی، نجدی وہابی مترجمین کے تراجم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سیدھی راہ اب تک بتائی ہی نہیں گئی۔ یہ دیوبندی اب تک دعا مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ جل جلالہ ہمیں سیدھی راہ بتلا۔ جبکہ اسلام کو آئے ہوئے ۱۴۲۰ سال ہو چکے ہیں لیکن انہیں اب تک سیدھی راہ ہی پتہ نہ چل سکی"۔ (فیصلہ کیجئے۔ ص: ۵۵)

رضاء المصطفیٰ اعظمی صاحب لکھتے ہیں:

"کوئی غیر مسلم اگر یہ دعا کرے تو مناسب ہے کہ وہ سیدھا راستہ دیکھنے کا متمنی ہے مگر ایک مسلمان جو کہ قبول اسلام کے ساتھ ہی سیدھا راستہ دیکھ چکا وہ ہر دعا میں خصوصاً نماز میں سیدھا راستہ دیکھنے کیلئے اپنے خدا سے دعا کرتا ہے کس قدر لایعنی اور لغو التجا ہے"۔

(اردو تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ۔ ص: ۷)

رضا خانی شیخ الاسلام محمد مدنی میاں صاحب لکھتے ہیں کہ:

''یہ ترجمہ وہی تو کریگا جسے ابھی تک سیدھا راستہ معلوم نہ ہوسکا''۔(انوار رضاص:۳۸۔المیز ان کا امام احمد رضا نمبر۔ص:۸۷)

جواب: اس کا سیدھا سا جواب تو یہ ہے کہ خان صاحب قارونی نے ترجمہ کیا ہے:

''ہم کو سیدھی راستے پر چلا''

اب رضا خانی الٹی سوچ کے مطابق یہ رضا خانی ابھی تک سیدھے راستے پر نہیں چلے تبھی اس پر چلنے کی دعا مانگ رہے ہیں راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں اسلام کو آئے ہوئے ۱۴۳۵ سال سے زائد ہوگئے ہیں مگر یہ لوگ ابھی تک سیدھے راستے پر نہیں چلے جو اس پر چلنے کی دعا مانگ رہے ہیں کس قدر لغو دعا و التجا ہے۔خدا تم رضا خانیوں کو سمجھ دے۔

نیز بطور لطیفہ اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ آپ یہ کیوں سمجھ رہے ہیں کہ حقیقی مسلمان ہی صرف اس دعا کو مانگتے ہیں؟ کیا آپ جیسے گمراہ بدعتی ،منکر حدیث ،قادیانی ،رافضی اسی قرآن کو نہیں پڑھتے؟ تو یہ ترجمہ آپ جیسے لوگوں کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے آپ کے اس بدعتی راہ پر اب تک گامزن ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے خود کو ہدایت یافتہ سمجھا ہوا ہے اگر اسی ترجمہ کو سامنے رکھ کر دعا مانگا کریں تو کچھ بعید نہیں کہ آپ کو سیدھی راہ دکھا دیجائے۔

خیر یہ تو ایک لطیفہ ہوا اب جواب سنئے:

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے مفردات القرآن میں ہدایت کے تین درجے بیان فرمائے ہیں:

۱ ایک درجہ ہدایت کا عام ہے جو کائنات ومخلوقات کی تمام اقسام، جمادات، حیوانات، نباتات وغیرہ کو شامل ہے یہاں آپ یہ خیال نہ کریں کہ ان بے جان و بے شعور چیزوں جو ہدایت سے کیا کام کیونکہ قرآنی تعلیمات سے یہ واضح ہے کہ کائنات کی تمام اقسام ان کا ذرہ ذرہ اپنے درجے کے موافق حیات واحساس رکھتا ہے، عقل وشعور بھی۔

۲ دوسرا درجہ ہدایت کا اس کے مقابلے میں خاص ہے یعنی صرف ان چیزوں کے ساتھ مخصوص ہے جو عرف میں ذوی العقول کہلاتی ہیں۔یعنی انسان اور جن یہ ہدایت انبیاء اور آسمانی کتابوں کے ذریعہ ہر انسان

اور جن کو پہنچتی ہے۔

۳ تیسرا درجہ ہدایت کا اس سے بھی زیادہ خاص ہے کہ صرف مومنین متقین کے ساتھ خاص ہے یہ ہدایت بھی اللہ تعالی کی طرف سے بالواسطہ انسان پر فائض ہوتی ہے اس ہدایت کا دوسرا نام توفیق ہے یعنی ایسے اسباب اور حالات پیدا کرنا کہ قرآنی ہدایت کا قبول کرنا اوران پر عمل کرنا آسان ہوجائے اوران کی خلاف ورزی دشوار ہوجائے اس تیسرے درجے کی وسعت غیر محدوداوراس کے درجات غیر متناہی ہیں۔یہی درجہ انسان کی ترقی کا مدار ہے اعمال صالحہ کے ساتھ اس درجہ ہدایت میں ترقی ہوتی رہتی ہے ۔قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس زیادتی کا ذکر ہے۔مثلا: والذین اهتدوا زادهم هدی اوردوسری آیت میں ہے والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا جولوگ ہمارے رستے میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے رستوں کی مزید ہدایت کرتے ہیں ۔یہی وہ میدان ہے جہاں پر بڑے سے بڑا رسول اور نبی اور ولی اللہ آخری عمر تک زیادتی ہدایت وتوفیق کا طلبگار رہتا ہے۔

(ماخوذ از معارف القرآن ج ا ص ۹۰)

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ یہاں بتلانے سے مراد اگلے درجہ مراد ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں کہ:

ای ارشدنا الیه (جلالین ج۲ص۵۱۰)

یعنی اے اللہ صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرما

یہ جلالین وہ ہے کہ جس کے متعلق خان صاحب آف بریلی کہتے ہیں کہ اس میں صرف راجح قول نقل کیا جاتا ہے (فتاوی رضویہ ۱۲)

اب جواب دیں جلالین والے کے متعلق کیا فتوی ہے؟۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اهدنا الصراط المستقیم : بنما ای ما را راه راست باید بدانست که هر چند شخصی در بعضی امور بر راه راست

باشد لیکن اورا از طلب راہ راست چارہ نیست زیرا کہ
بعد از ہر مرتبہ کمال مرتبہ دیگر است بالا تر ازاں پس
صاحب مرتبہ سفلانی طالب راہ راست مرتبہ
فوقانیست وھکذا الی غیر النھایۃ"۔ (تفسیر عزیزی ج ا ص ۱۰)

خلاصہ کلام: ہمیں دکھا سیدھا راستہ ہر چند کہ آدمی بعض امور میں راہ راست پر ہوتا ہے لیکن اس کو بھی راہ راست طلب کرنے کے سوا چارہ نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ بات جان لینی چاہئے کہ ہر مرتبہ کمال کے بعد ایک اور مرتبہ بھی ہے جو اس سے بھی اونچا ہے پس نیچے کے مرتبہ والا اپنے سے اوپر کے مرتبہ والے کا طالب رہتا ہے۔

آپ کے غزالی زماں رازی دوراں عمر اچھروی صاحب نے جب نبی کریم ﷺ کے نوری مخلوق ہونے پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ:

اللھم اجعل نورا فی قلبی ۔۔ الخ تو وہابی نے اعتراض کیا کہ جب نور تھے تو سوال کرنے کی کیا ضرورت؟ تو غزالی دوراں صاحب جواب دیتے ہیں کہ:

> محمد عمر: تم نماز میں کھڑے ہوکر اللہ سے سوال کرتے ہو اھد نا الصراط المستقیم کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے ۔کیا نماز میں ہاتھ باندکر خدا کی عبادت میں قبلہ رخ ہوتے ہوئے پھر اللہ سے صراط مستقیم طلب کرتے ہو کیا نماز کی حالت میں گمراہی کے راستے پر کھڑے ہوتے ہو؟ نہیں بلکہ ترقی درجات کی طلب ہوتی ہے ہمیشہ یہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ جو بہتر چیز اپنے پاس موجود ہو اس کے لطف حاصل ہونے پر اس کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے اس کا لطف اسے حریص بنا دیتا ہے۔۔ الخ
>
> (مقیاس حنفیت ۔ص:۲۵۲)

اچھروی صاحب نے وہی ترجمہ کیا جو ہم نے کیا اور اس کی توجیہ بھی خود بیان کر دی یہی بات ہم سمجھانا چاہ رہے تھے اب جا کر یہ دھمال اچھروی صاحب کی قبر پر ڈالو

کیا خوب کہ اپنا پردہ کھولے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

رضاخانی اپنے گھر کی خبر لیں:

خان صاحب آف بریلی مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ کرتے ہیں کہ:
کلا ھدینا و نوحا ھدینا من قبل و من ذریته داود و سلیمن وایوب و یوسف و موسی و ھرون (سورۃ الانعام:۸۵)
''ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اوران سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اوراس کی اولاد میں سے داوداور سلیمان اورایوب اور یوسف اورموسی اور ہارون کو'' (کنزالایمان)
آگے اورانبیائے کرام کے اسماء کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا
واجتبینھم و ھدینا ھم الی صراط مستقیم (سورۃ الانعام:۸۸)
اورہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی (کنزالایمان)
اب جواب دیں کہ کیا سیدھی راہ دکھانے کے بعد سیدھی راہ پر چلایا بھی تھا؟ اور کیا یہ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام پہلے سے کیا سیدھی راہ پر نہ تھے جو اللہ انہیں سیدھی راہ دکھانے کا کہہ رہے ہیں؟ اپنے اصول یہاں بھی ذرا منطبق کریں۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:
اجتبه و ھداہ الی صراط مستقیم (سورۃ النحل:۱۲۱)
اللہ نے اسے چن لیا اور اسے سیدھی راہ دکھائی (کنزالایمان)
حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ارشاد کا ترجمہ کرتے ہیں:
ثم اجتبه ربه فتاب علیه و ھدی (سورہ طہ)
پھراس کے رب نے چن لیا تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی اور اپنے قرب خاص کی راہ دکھائی (کنزالایمان)
حضرت یہ قرب خاص کونسے لفظ کا ترجمہ ہے؟ اور کیا حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے قرب میں نہ تھے ہدایت پر نہ تھے جو اللہ انہیں راہ دکھلا رہا ہے؟ معاذ اللہ۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ایک اور آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:
الذی خلقنی فھو یھدین (سورۃ الشعرا۔۷۸)
وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے راہ دے گا
جناب ان تراجم کے متعلق آپ کی کیا رائے؟
حضرت موسی وہارون علیہما السلام کے متعلق ارشاد کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

و ھدینا ھما الی الصراط المستقیم (سورہ صافات)
اوران کوسیدھی راہ دکھائی
بتائے کیا یہ سیدھے راستے پر نہ تھے؟ خان صاحب سے بڑا کوئی گستاخ ہے اس جہاں میں؟
و قد ھدانا سبلنا (سورہ ابراہیم)
اس نے ہماری راہیں ہمیں دکھادیں
اورخود نبی کریم ﷺ کے متعلق ارشاد کا کیا ترجمہ کیا وہ بھی ملاحظہ ہو:
قل اننی ھدانی ربی الی صراط مستقیم (سورہ انعام ـ ۱۶۱)
تم فرماؤ بے شک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی (کنز الایمان)
اب یہ سارے رضاخانی عقل کے دشمن جواب دیں کہ نبی کریم ﷺ پہلے کونسی راہ پر تھے جو انہوں رب کی طرف سے سیدھی راہ دکھانی پڑی؟ اب دیر نہ کریں عشق رسالت کا تقاضہ یہی ہے کہ اپنا ہو یا پرایا ہو گستاخ ہے تو کفر کے گھاٹ اتار کر جہنم پہنچانا ہے اپنی کفرساز مشین گن کے دس بیس نہیں تو دو چار فائر ہی خان صاحب کی قبر کی طرف ماریں تا کہ سب آپ کی انصاف پسندی کی داد دیں۔

رضاخانی اکابر کے مصدقہ ترجمہ میں آیت کا ترجمہ ہے

ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے (آسان ترجمہ قرآن ـ ص:۳ فرید بک ڈپو دہلی)

سابقہ اکابر کا ترجمہ

نیما مارا راہ راست (شاہ ولی اللہ صاحبؒ)
دکھا ہم کو راہ سیدھی (شاہ رفیع الدین صاحبؒ)
بنمای ما را راہ راست (شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ)

اعتراض نمبر۵: و مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین
اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے (شیخ الہندؒ)
رضاخانی لکھتے ہیں:
”مکر کے لغوی معنی خفیہ تدبیر کرنے کے ہیں مگر اردو میں یہ لفظ دھوکہ اور

فریب جیسی مبتذل صفات کے اظہار کیلئے استعمال ہوتا ہے سوچئے کہ
خدا کی ذات سے مکر اور داو جیسے الفاظ کا استعمال کس قدر سوء ادبی کا
متحمل ہے''۔(محاسن کنزالایمان۔ص:۳۴)

رضاءالمصطفی صاحب لکھتے ہیں:

اللہ کی طرف مکر، فریب، بدسگالی کی نسبت اس کی شان میں حرف گیری کی
مترادف ہے''(اردوتراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ۔ص:۵)

کاشف اقبال رضاخانی لکھتا ہے کہ:

''دیوبندی مترجمین نے بے دھڑک اللہ تعالی کی طرف چالبازی مکر اور داو
منسوب کیا ہے اس سے ترجمہ کا عام قاری یہی نتیجہ اخذ کریگا کہ اللہ تعالی
چالباز اور مکار ہے''۔

(دیوبندیت کے بطلان کاانکشاف۔ص:۶۳)

جواب: جناب عام قاری تو ترجمہ پڑھتے ہی سمجھ جائے گا کہ یہاں ''مکر'' احمد رضاخان بریلوی کا مکہ ومدینہ میں حسام الحرمین کیلئے کیا گیا ''مکر'' مرادنہیں بلکہ وہ مکر مراد ہے جو اللہ کی شان اور نظم قرآن کا منشاء ہے، البتہ آپ جیسے ''مکار'' وہی مطلب کشید کروگے جو کیا۔

رضاخان صاف آف بانس بریلی قرآن پاک کی آیت

الله یستهزی بهم و یمدهم فی طغیانهم یعمهون (بقرہ۔۱۵)

کا ترجمہ کرتے ہیں''اللہ تعالی ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے)اورانہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں''۔(کنزالایمان)

یہاں اللہ کی طرف ''استھــزاء'' کا لفظ خان صاحب نے منسوب کیا حالانکہ ''استہزاء'' کا معنی اردولغت میں:

ٹھٹھا کرنا، ہنسی کرنا، تمسخر (نوراللغات ج۱ص۳۲۴ جنرل پبلشنگ ہاوس کراچی)

ہے۔اب رضاخانی الٹی سوچ کے مطابق عام قاری ترجمہ قرآن جب اس ترجمہ کو پڑھے گا تو یہی تاثر لے گا کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد اللہ مسخرہ پن کرنے والا مسخرہ ٹھٹھا باز ہے

العیاذ باللہ۔ اگر خان صاحب کا یہ ترجمہ کرتے ہوئے عام قاری یعنی بریلوی رضا خانی جسے رضا خان صاحب ''بھولی بھیڑیں'' کہتا ہے سب کو معلوم ہے کہ بھیڑ بے وقوف جانور ہے اور ہو بھی بھولی تو نور علی نور بس اگر اس طرح کی بے وقوف بریلوی بھیڑیں یہاں یہ الٹا ترجمہ نہیں کرتے بلکہ استہزاء کا وہی معنی لیتے ہیں جو اللہ کی شان کے مطابق ہو تو علمائے دیوبند کا ترجمہ پڑھنے والا پڑھے لکھے قاری بھی اس کا ہرگز وہ معنی نہیں لیتے جو آپ سمجھ رہے ہو یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب میں دنیا بھر کے لاکھوں عازمین حج خصوصا پاکستانی حاجیوں کو شیخ الہندؒ کا یہ ترجمہ مفت دیا جاتا ہے۔

دوسری بات رضا خانی کہتے ہیں کہ تدبیر ترجمہ کر کے اعلی حضرت نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا حالانکہ یہی ترجمہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا:

اور وہ تو اپنی تدبیر کر رہے تھے اور اللہ میاں اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے''۔ (بیان القرآن سورہ انفال۔۳)

کتنا کھلا تعصب ہے کہ ایک طرف تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ پر دل کھول کر سب وشتم کیا جائے مگر جہاں تمہارے اصول کے مطابق حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ نے صحیح اور اللہ کی شان کے لائق ترجمہ کیا اسے نقل ہی نہیں کیا یہ تعصب نہیں؟ اگر یہ سب کچھ انصاف کی رو سے لکھا جا رہا ہوتا تو ہر منصف کا یہ فرض منصبی ہے کہ یہاں کسی کی برائی کو نقل کرے اس کی خوبیوں اور اچھائیوں کو بھی ذکر کرے۔

رضا خانی اپنی چارپائی کے نیچے جھاڑو پھیریں

خان صاحب آف بانسی بریلی لکھتے ہیں:

کوہ فلکن تھا انکا مکر مگر مکر حق تھا بڑا محبّ رسول (حدائق بخشش ج ۳ ص ۴۱)

رضا خانی حکیم الامت احمد یار گجراتی صاحب لکھتے ہیں:

رب تعالی کے مکر سے بے خوف نہ ہو (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۲۶۳)

رضا خانی شیخ الحدیث والتفسیر فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت نے اللہ تعالیٰ کیلئے مکر کا معنی خفیہ تدبیر لکھا (سیدنا اعلیٰ حضرت۔ص:۲۸)
غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:
اللہ کے مکر سے مراد (تبیان القرآن ص۱۸۰)
عبدالرزاق بھترالوی صاحب لکھتے ہیں:
''اللہ کے مکر سے مراد (تسکین الجنان۔ص:۱۶۵)
ان تمام رضاخانیوں نے ''اللہ کے مکر'' کا جملہ استعمال کیا اور رب تعالیٰ کے گستاخ ہوئے رضاخانی جو تاویل یہاں کریں وہی علمائے دیوبند کے ترجمہ میں کرلیں۔ مگر فی الحال تو جلد سے جلد اپنے ان اکابر پر گستاخی کا فتویٰ لگا کر ان کیلئے ہاویہ میں جگہ بک کروائیں۔

سابقہ اکابر

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
مکر ا من الله و امتحانا (فتوح الغیب مقالہ نمبر۸)
شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
مکر خدا آنست (شرح فتوح الغیب۔ص:
زآنکہ بود اندایمن ازمکر خدا (مثنوی دفتر سوم ج ۲ص۸۰)
شیخ سعدیؒ
پس ایمن نشوند از مکر خدا مگر گروہ زیاں کاراں (ترجمہ شیخ سعدی اعراف۹۹)
وایشاں بدسگالی میکردند وخدا بدسگالی میکرد (یعنی بایشاں) وخدا بہترین بدسگالی کنند کافی است (شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ)

ان اعتراضات کی ضرورت کیوں پیش آئی

قارئین کرام! آپ نے ماقبل میں ملاحظہ فرمالیا کہ اکابر علمائے دیوبند نے جو ترجمہ کیا وہ قرآن وسنت اور بزرگان دین ومفسرین کرام کے ترجمہ وتفسیر کے عین مطابق ہے۔ رضاخانی حضرات چونکہ کھلم کھلا ان اکابر کے نام لیکر دشنام طرازی تو نہیں کرسکتے کیونکہ انہی

کے نام پر بعد میں عوام سے روٹیاں لینی ہیں اسی لئے قرآن کے صحیح تراجم سے عوام کو بدظن کرنے کیلئے اہلحق کے تراجم پر دل کھول کر تبرا بازی کی گئی۔خود خان صاحب آف بریلی نے یہ ترجمہ کس طرح لکھوایا ملاحظہ ہو:

> ''صدر الشریعۃ مولانا امجد علی علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلی حضرت سے ترجمہ کر دینے کی گذارش کی آپ نے وعدہ فرمالیا لیکن دوسرے مشاغل کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیحضرت نے فرمایا چونکہ ترجمہ کیلئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں''۔

(معارف رضا سالنامہ ۲۰۰۹ کنز الایمان نمبر۔ص:۳۵)

ایک طرف آل رضا کہتی ہے کہ آل قارون رضا خان بریلوی پورے ہندوستان میں ناموس رسالت ﷺ کا واحد چیمپئن تھا اگر یہ نہ ہوتا تو آج پورے ہندوستان میں وہابیت ہوتی ساری زندگی ناموس رسالت کیلئے وہابیوں کا رد اور مسلمانوں کو کافر بناتے رہے۔سوال یہ ہے کہ اگر اکابر دیوبند کے تراجم گستاخانہ تھے تو کیا اس کا رد اور اس کا حل پیش کرنا رضا خان صاحب کی ذمہ داری اور عشق رسالت کا تقاضہ نہ تھا؟ اگر تھا تو قرآن مقدس جیسی عظیم کتاب کی خدمت کیلئے وقت کیوں نہیں؟ اس کی وجہ صرف یہی سمجھ آتی ہے کہ رضا خان صاحب عوامی آدمی نہ تھے انہیں عوام میں بیان کرنے کیلئے نہ کوئی بلاتا نہ خود جانے کا شوق نہ دعوت وتبلیغ سے سروکار نہ عوامی جلسے جلوس میں شرکت کا داعیہ نہ تعلیم وتعلم سے کوئی تعلق اور مناظرے کا نام تو سن کر ویسے ہی ان پر کپکپی طاری ہو جاتی ان سب کاموں کیلئے اس آدمی نے اپنے ان خلفاء کو رکھا ہوا تھا ظاہر ہے کہ عوام نے ان کا گریبان پکڑا ہوگا کہ تم قرآن پاک کے نام پر دھوکہ دیتے ہو جب ہم قرآن کھول کر اسے پڑھتے ہیں تو ہمیں ایسا کوئی عقیدہ اس میں نظر نہیں آتا جس کا تم پرچار کرتے ہو اس لئے مولوی امجد علی صاحب گھوسوی نے ہوشیاری کرتے ہوئے اس وقت کے آل بدعت کے سرخیل سے یہ گذارش کی کہ اپنے لوگوں کو مطمئن کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ

نظم قرآنی میں تو ہم سے تحریف ممکن نہیں اس لئے ترجمہ کے نام پر اس تحریف کا ارتکاب کر دیا جائے۔ادھر رضا خان صاحب آف بریلی چونکہ علمائے حق کی مخالفت انگریز کے حکم پر کر رہے تھے اور قرآن سے انگریز کو بغض تھا اس لئے اس کی خدمت کے صلے میں پونڈ ملنے کی امید نہ تھی جس پر امجد علی صاحب کو ٹال دیا مگر جب امجد علی صاحب نے بار بار گذارش کی اور اصل صورتحال سامنے رکھی تو خان صاحب کو بھی بات سمجھ آ گئی اور اس کیلئے راضی ہو گئے مگر کس وقت؟ ''نیم غنودگی'' کی حالت میں۔رب کریم کے اس مقدس کلام سے اس بے اعتنائی ہی کا نتیجہ ہے کہ خان صاحب کو ساری زندگی قرآن و حدیث کی خدمت کی کوئی توفیق نہ ملی۔اور دوسری طرف جنہیں ساری زندگی کافر کہتے رہے اللہ نے ان سے اپنے کلام اور رسول ﷺ کی حدیث کی وہ خدمت لی کہ آج میرا مضمون پڑھنے والے بریلوی کے گھر میں بھی علمائے دیوبند کا چھپا ہوا قرآن ہوگا اور میرا مضمون پڑھنے والے رضا خانی مولوی نے علمائے دیوبند کی چھاپی ہوئی حدیث کی کتاب ہی سے حدیث رسول پڑھ کر امتحان دیا ہوگا۔بہر حال اگر اس کی تفصیل میں جایا جائے تو ایک اور مستقل مضمون ہو جائے گا۔

ایک مطالبہ

آج جب ہم خان صاحب کو آف بریلی کے کفر و ایمان پر بات کرنے کیلئے رضا خانیوں کو دعوت دیتے ہیں تو فوراً چلا اٹھتے ہیں اور گلو خلاصی کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ کے اکابر نے نہیں کہا تو ہم بھی رضا خانیوں سے سوال و مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ تراجم خان آف بریلی کے سامنے بھی تھے کیا آپ ان تراجم پر یہی اعتراضات خان صاحب سے پیش کر سکتے ہیں جو آج آپ حضرات کرتے ہیں؟ دیدہ باید۔

فیصلہ کن بات

مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''پاکستان کی تمام جماعتیں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے افکار و نظریات پر اصولاً متفق

ہے لہٰذا ہم اپنے تمام متنازعہ فیہ اموران کے عقاید ونظریات کی روشنی میں حل کریں''۔(اتحاد بین المسلمین۔ص ۱۳۱ والضحی پبلی کیشنز لاہور)

اسی طرح پنڈی کا رضاخانی حنیف قریشی کہتا ہے کہ:

''حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ سوائے شیعہ کے تمام مسالک کی متفقہ شخصیت ہیں''۔

(روئیداد مناظرہ گستاخ کون؟ص:۱۳۸۰ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی)

اسی طرح مولوی کاشف اقبال رضاخانی لکھتا ہے کہ:

''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ وغیرہم (دو آدمیوں کیلئے علیہ الرحمۃ اور پھر غیرہم۔۔سبحان اللہ شیخ الحدیث صاحب کے علم کا زور ہے یہی حرکت اگر کوئی دیوبندی کرلیتا تو حسن علی رضوی آسمان سر پر اٹھالیتا۔از ناقل) کے نظریات وہی تھے جو کہ آج اہل سنت وجماعت (بریلوی) کے ہیں جن کی ترجمانی۔۔۔احمد رضا خان بریلوی۔۔۔نے فرمائی ہے''۔

(یوبندیت کے بطلان کا انکشاف۔ص:۳۵ دارالغوثیہ سمندری شریف)

الحمدللہ ماقبل میں ہم نے قریبا تمام تراجم میں محدث اعظم ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تراجم پیش کیے اور ثابت کیا کہ اکابر دیوبند نے انہی تراجم کی ترجمانی کی جنہیں رضاخانی حضرات متنازعہ فیہ امور میں حکم ماننے کیلئے تیار ہیں۔اب اگر یہ ہاتھی کے دانت دکھانے کیلئے نہیں ہیں تو ترجمہ کنز الایمان کو آگ لگائیں اور اکابر دیوبند کے ترجمہ کو حرز جان بنائیں جو چودہ سو سال کے علماء و مفسرین کے عقائد ونظریات کے عین مطابق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ترجمہ لفظی یا تحریفی

حضرت مولانا محمد اسرائیل صاحب قاسمی

استاد مدرسہ مرقاۃ العلوم مئو)

کسی انسان کی کتاب کو ترجمہ کے ذریعہ دوسری زبان میں منتقل کرنے میں تو یہ گنجائش ہے کہ ترجمہ کرنے والا اصل مفہوم کو برقرار رکھتے ہوئے ترجمہ میں حسب ضرورت زائد الفاظ بھی شامل کرسکتا ہے، لیکن خدا اور رسول کا کلام جو قرآن وحدیث کی صورت میں امت کو ملا ہے ان کے الفاظ کی بھی حفاظت امت کے ذمہ فرض ہے، اور قرآن کا معاملہ تو اتنا اہم اور نازک ہے کہ اس کے ایک حرف کے بھی انکار سے آدمی کفر سے جا ملتا ہے۔ لہٰذا جن علماء کا یہ ایمان ہے کہ قرآن کا ہر ہر حرف منزل من اللہ ہے۔ انہوں نے ترجمہ میں بھی اس کا ثبوت دیا ہے اور پوری احتیاط برتی ہے، تاکہ ترجمہ میں ایسا کوئی ایک لفظ بھی نہ آنے پائے جو قرآن کے اصل لفظ اور اسلوب سے ہٹا ہوا ہو، یہ خوبی اور کمال حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے فارسی ترجمہ اور حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلویؒ کے اردو تراجم میں بدرجہ اتم موجود ہے، یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ مولانا نقی علی خاں صاحب نے بھی قرآنی آیات کا ترجمہ کرنے میں بزرگانِ دہلی کی پوری پیروی کرتے ہوئے لفظی ہی ترجمہ کیا ہے، اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ ترجمہ کو جب عربی زبان میں منتقل کیا جائے تو قرآن اصل الفاظ اپنی جگہ لوٹ آئیں ورنہ پھر قرآن میں تحریف لازم آئے گی جس کی کوئی بھی مسلمان ہرگز جرأت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ تبلیغ دین کے سلسلہ میں آپ ﷺ جو زیادہ سے زیادہ مشقت برداشت فرماتے اور پھر آپ ﷺ کے ساتھ اللہ کی جانب سے جو پیار کا معاملہ ہوتا اس کو بیان کرتے ہوئے مولانا نقی علی خاں صاحب لکھتے ہیں کہ:

> اگر ان کو گمراہی میں مبتلا رکھیں اور ہدایت نہ کریں تو تم کو اس حسرت میں
> اپنی جان کھونا ہرگز نہ چاہیئے کہ دانا کا کام دانائی اور حکمت سے خالی نہیں

ہوتا، ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھُدی فلا تکونن من الجاھلین۔

اگر خدا چاہتا تو ان کو ہدایت پر اکٹھا کرتا پس مت ہو تو جاہلوں میں سے‘‘۔

(اوضح الکلام ص ۵۶ سرور القلوب قدیم ص ۲۵ جدید ص ۳۸)

نیز رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے پردو فرما جانے پر جانے پر جو کیفیت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طاری ہوئی اس کے ازالہ کے لئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ کے بعد قرآن کی جو آیت شریفہ تلاوت فرمائی اس کو بیان کرتے ہیں کہ:

’’کہ اس کا مضمون یہ تھا کہ جو شخص محمد کو پوجتا تھا سو محمد نے انتقال کیا اور جو خدا کی بندگی کرتا تھا سو خدائے تعالیٰ زندہ ہے کبھی نہ مرے گا، جو پیدا ہوا اس کے لئے فنا ضرور ہے۔ انک میت وانھم میتون قرآن میں مذکور ہے یعنی حضرت کو خطاب ہوتا ہے کہ تم بھی مرو گے اور وہ بھی مریں گے۔ (اوضح الکلام ص ۱۰۹)

دیکھئے مولانا نقی علی خاں صاحب نے کس طرح قرآنی الفاظ کا تحفظ کرتے ہوئے اپنے آپ کو پابند کر رکھا ہے، اور علماء دیوبند کے تمام تراجم قرآن مولانا نقی علی خاں صاحب کی کتابوں کے بعد کے ہیں، اور خاں صاحب نے عام کتابوں کی طرح قرآن کے الفاظ سے آزاد ہو کر ترجمہ کیا ہے کہیں قرآن کے لفظ کو چھوڑ کر بعینہٖ تفسیر کے الفاظ کو ترجمہ کی صورت میں پیش کیا ہے، تو کہیں ایجاد بندہ الفاظ شامل کئے ہیں، اور آج ان کے باطل دین و مذہب کے ٹھیکہ داران کی اس ناکردنی کو ان کا کمال بنا کر عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں، اور تمام مترجمین علماء اہلسنت کو اس لئے گستاخ رسول کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے قرآن کا کیوں لفظی ترجمہ کر دیا؟، چنانچہ مولوی رضا المصطفیٰ صاحب خان صاحب کے محرف ترجمہ کی فرضی برتری ثابت کرنے کیلئے تقابل کے طور پر لکھتے ہیں کہ:

ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان پ۲۵ سورۃ شوریٰ آیت ۵۲۔

ترجمہ۔ تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان (شاہ عبدالقادر)

نہ جانتا تھا تو کیا ہے کتاب اور نہ ایمان (شاہ رفیع الدین)
نمی دانستی کہ چیست کتاب ونمی دانستی کہ چیست ایمان (شاہ ولی اللہ)
آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (اللہ) کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان (کا انتہائی کمال) کیا چیز ہے (اشرف علی تھانوی دیوبندی)
اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل (اعلیٰ حضرت)
طوالت سے بچنے کیلئے ہم نے کئی تراجم چھوڑ دیئے ہیں اور بقیہ بعینہٖ نقل کر دیئے ہیں، پہلے سرخی دیکھئے پھر ان کا پورا تبصرہ پڑھئے۔

ظہور نبوت سے قبل حضور کے مومن ہونے کی نفی

تبصرہ۔ لوح وقلم کا علم ہی نہیں بلکہ جن کو عالم ما کان و ما یکون کا علم ہے، معاذ اللہ آیت مذکورہ کے نزول سے پہلے مومن بھی نہ تھے، کیونکہ مترجمین کے تراجم کے مطابق ایمان سے بھی نابلد (کورے) تھے۔ تو غیر مسلم ہوئے۔ موحد بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ بھی آپ کی بعثت سے پہلے مومن ہوتا ہے (بعد میں رسالت پر ایمان لانا شرط ہے) تراجم مذکورہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی خبر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد میں ہوئی۔ اعلیٰ حضرت کے ترجمے سے اس قسم کے تمام اعتراضات ختم ہوگئے کہ آپ احکام شرع کی تفصیل نہ جانتے تھے، ایمان اور احکام شرع کی تفصیل میں جو فرق ہے وہی اعلیٰ حضرت اور دیگر مترجمین کے ترجمہ میں فرق ہے (ص ۹۔۱۰)

تبصرہ بر تبصرہ :

قرآن کے الفاظ پر نظر رکھئے اور پھر غور کیجئے
ما کنت تدری ۔جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے نفی بیان کی ہے، جس کا ترجمہ خان صاحب نے بھی یہ کیا ہے کہ
"اس سے پہلے تم نہ جانتے تھے"

اوراللہ تعالیٰ نے آپ کے علم سے جن دو چیزوں کی نفی بیان کی ہے اس کیلئے ایک تو کتاب کا لفظ ہے اور دوسرا لفظ ایمان ہے، لفظ کتاب سے کتاب اللہ یعنی قرآن ہر مسلمان سمجھتا ہے، اس لئے کسی مترجم نے لفظ کتاب کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ اس کو بعینہ باقی رکھا، اور خان صاحب نے بھی ایسا ہی کیا ہے، اور لفظ ایمان کیلئے فارسی و اردو میں اس موقعہ پر دوسرا کوئی ایسا مفرد لفظ نہیں ہے جو ترجمہ میں لایا جا سکے، اس لئے حضرات مترجمین کے ایمان کا تقاضا یہ ہوا کہ ترجمہ میں قرآن سے ہٹ کر اپنی طرف سے کوئی اور لفظ نہ لایا جائے، لہٰذا لفظ کتاب کی طرح لفظ ایمان کو بھی اپنی جگہ پر باقی رکھا، اور خان صاحب کو اپنے مخصوص مشن کے پیش نظر الفاظ قرآن کی بھلا پرواہ کیوں ہو لہٰذا ترجمہ میں قرآن کے لفظ کی جگہ پر لفظ قرآن سے ہٹ کر باہر سے الفاظ لے آئے گویا یوں کہہ رہے ہیں کہ قرآن میں، ایمان کے لفظ کی جگہ پر تفصیل احکام الشرع ہونا چاہئے۔ اب اگر مذکورہ فارسی اور اردو ترجموں کو عربی میں منتقل کیا جائے تو نہایت آسانی اور خوبی کے ساتھ قرآن کے اصل الفاظ اپنی جگہ پر لوٹ آئیں گے۔ اور اگر خان صاحب کے ترجمہ کو عربی میں لایا جائے تو آیت اس طرح ہو جائے گی۔

ما کنت تدری ما الکتاب ولا تفصیل احکام الشرع

اور یہ قران میں کھلی ہوئی تحریف ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ خان صاحب کے ترجمہ سے اعتراضات ختم ہو گئے جھوٹ اور بالکل جھوٹ ہے کیونکہ قرآن میں تو پھر بھی ایمان کا لفظ موجود ہے، بلکہ رضا خانیوں کو یوں کہنا چاہئے کہ خان صاحب کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ قرآن میں ایمان کا لفظ نہیں ہے بلکہ تفصیل احکام الشرع یہ الفاظ ہیں، ایمان کا لفظ تو دیوبندیوں کے یہاں قرآن میں ہے، ایسی صورت میں یہ کہنا کہ تمام اعتراضات ختم ہو گئے صحیح ہوگا۔ اور خان صاحب تو پیدا ہی ہوئے تھے اسی لئے کہ سنیت و حنفیت کے پردے میں دین کو مسخ اور ترجمہ کے ذریعہ قرآن کی تحریف کر کے عوام کو گمراہ کریں۔

اگر خانصاحب قرآن میں براہ راست یہ کاروائی کرتے تو، اہل قرآن مرزائیوں

اور روافض میں تو ان کو ضرور اچھا مقام مل جاتا لیکن ہندوستان کی دین سے ناواقف وہ عوام جو اپنے کو اہلسنت و جماعت سے وابستہ سمجھتی تھی خان صاحب کے پھندے میں ہرگز نہ آتی اور اس طرح خانصاحب کے مشن کی تکمیل نہ ہو پاتی۔

خانصاحب کی اس ناکردنی پر پردہ ڈالنے کے لئے ان کے محرف ترجمہ کو تفسیری ترجمہ کا حسین عنوان دیا جا رہا ہے، حالانکہ تفسیری ترجمہ تو حضرت تھانویؒ نے کیا ہے، اور اس کا حق ادا کر دیا ہے، جس میں زائد الفاظ کو بریکٹ ( ) کے نشان کے ذریعہ الگ کر کے الفاظ قرآن کا پورا پورا تحفظ ہے، اور خان صاحب کو چونکہ ایمان ہی سے بیر ہے اس لئے الفاظ قرآن سے بے نیاز ہو کر اور ترجمہ میں باہر سے الفاظ گھیڑ کر قرآن اور غیر قرآن کو آپس میں گڈ مڈ کر دیا ہے، اور اس طرح اردو میں ایک نیا قرآن جہلا کو تھما دیا ہے۔ اور یہ کاروائی اس کثرت سے ہے کہ قادیانیوں اور روافض کو بھی پیچھے کر دیا ہے، کیونکہ اعلیٰ حضرت ہونے کا فخر بھی تو تنہا انہیں کو حاصل ہے۔

خانصاحب نے جہاں ترجمے میں اپنی رافضیت کا پورا ثبوت دیا ہے وہاں عملی طور پر بھی شیعہ مذہب کو فروغ دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے۔ جس کا احمد رضا نمبر میں بڑی فراغ دلی کے ساتھ اعتراف موجود ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

> ''مرثیہ خوانی، مجلس، تبرک، درود فاتحہ کی اہمیت کو عملی طور پر اُجاگر کر کے زمانہ کو شعبدہ بازی کی بھول بھلیوں سے نکال کر اپنے عاشق رسول اکرم ﷺ اور محبّ اہل بیتؓ ہونے کا عظیم ثبوت دیا۔ مولانا احمد رضا خانصاحب قبلہ نے ناموس عترت اور تحفظ ذکر اطہار کے لئے وہ عظیم کام کیا جو کسی شیعہ مجتہد سے بھی ممکن نہ تھا۔ ہندوستان میں آج جو مجالس محرم قائم ہیں اس کے وجود کی بقا کے سلسلہ میں مولانا احمد رضا کی بے لوث خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ (احمد رضا نمبر ص ۵۵۰)

ہندوستان میں شیعہ مذہب کا مخالف اور دشمن کون ہے، اس کی بھی نشاندہی مذکور ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

''یہی وہ زمانہ تھا جب دیوبند سے تعزیہ داری، مرثیہ خوانی، مجلس شہادت، تقسیم شربت، فاتحہ و درود کے لئے کیسے کیسے تابدار فتاوے صادر ہوئے''۔(احمد رضا نمبر ص ۵۵۰)

اور اس مضمون کا آغاز اس طرح ہے کہ:

''تقریباً ڈیڑھ سو یا پھر دو سو سال کا زمانہ کہئے، تاریخ اسلام میں عجیب اہمیت رکھتا ہے اس لئے کہ اہل بیت اطہار یوں تو ہر دور میں مظلوم رہے ہیں''۔(احمد رضا نمبر ص ۵۵۰)

اس مضمون میں یہ کہہ کر کہ: اہل بیت اطہار یوں تو ہر دور میں مظلوم رہے ہیں، خلفاء ثلاثہ پر کھلا تبرا ہے کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خلافت چھین لی اور اس طرح اہل بیت شروع ہی سے مظلوم رہے، اس شیعی مضمون کو اپنے پرچہ میں وہی شخص جگہ دیگا جو واقعۃً رافضی النسل اور رافضی المذہب ہوگا۔

بہرحال الفاظ قرآن کی تفسیر وتشریح کی ضرورت وقت نزول ہی سے رہی، جبھی تو صحابہؓ اور خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیریں منقول ہیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے بھی اگر کسی حکم کو کہیں اجمال کے ساتھ نازل فرمایا تو دوسری جگہ اس کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور جن مواقع پر عربی زبان میں تفسیریں ہیں وہاں دوسری زبان میں بھی اس کی ضرورت ہے، اور جس طرح عربی زبان میں قرآن کے اپنے الفاظ کو بعینہٖ باقی رکھتے ہوئے تفسیریں بیان کی گئی ہیں الفاظ بدلے نہیں گئے کہ یہ تحریف ہے اور بالقصد ایسا کرنا سیدھے جہنم میں جانا ہے، اسی طرح ترجمہ کے ذریعہ قرآن کو دوسری زبان میں منتقل کرتے وقت بھی تفسیر وتشریح کی ضرورت پیش آئے گی اور ترجمہ اور تفسیر دونوں کے الفاظ کو جدا جدا رکھنا نہایت ضروری ہوگا۔تاکہ ترجمہ پڑھنے والا زائد الفاظ کو قرآن کا اصل لفظ نہ سمجھے کیونکہ بہرحال الفاظ قرآن کا تحفظ نہایت ضروری ہے اور اگر یہاں پر ایسا نہ کیا گیا تو اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ قرآن کو اس دوسری زبان میں بدل کر پیش کیا گیا، اور یقیناً یہ ترجمہ میں تحریف ہوگی، للہذا ہر مترجم کا فرض ہے کہ وہ ترجمہ کرنے میں حتی الامکان الفاظ قرآن کے تحفظ کا پورا خیال ملحوظ

رکھے، جیسا کہ بزرگان دہلی اور مولانا نقی علی خان صاحب کے ترجموں میں یہ حقیقت موجود ہے اور چونکہ اس طرح کے ترجموں سے خانصاحب کے باطل دین و مذہب کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے، اس لئے وہ کب یہ چاہیں گے کہ ترجمہ کے ذریعہ عوام کے سامنے قرآن کے اصل الفاظ آئیں، بلکہ انہیں تو خدا اور رسول کی شان میں آئے ہوئے بہت سارے الفاظ ہی سرے سے گوارا نہیں ہیں، اور ان الفاظ کو ترجمہ میں بالکل مسخ کر دیا ہے، لہٰذا وہ قرآن کا ادب ہی کیونکر کریں گے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے پورے قرآن کا ترجمہ رات کے سوتے وقت یا دوپہر میں قیلولہ کے وقت لیٹ کر کیا ہے۔ جیسا کہ شیر محمد خان بتلاتے ہیں کہ:

> ''جب حضرت صدر الشریعت کی جانب سے اصرار بڑھا تو امام احمد رضا نے فرمایا چونکہ ترجمہ کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں''۔ (احمد رضا نمبر ص ۱۱۵)

یہی حال تمام رضاخانیوں کا بھی ہے وہ قرآن کو کوئی قابل احترام چیز نہیں سمجھتے۔ خان صاحب دیوبندیوں کو سب سے بدتر کافر و مرتد لکھتے ہیں اور مفتی صاحب اپنی کتاب ''تلبیسات'' میں لکھتے ہیں کہ وہابی کاتب نے ''چوبیس جگہ'' خیانت کی ہے، مفتی صاحب کی اسی بکواس کو دیکھ کر اشرفیہ کے ایک مدرس یٰسین اختر اعظمی بھی لکھتے ہیں کہ:

> ''نعیم الدین مرادآبادی کی تفسیر خزائن العرفان کو کنزالایمان کے ساتھ تاج کمپنی لاہور نے شائع کیا تو اس میں چوبیس (۲۴) جگہ وہابی کاتب نے تحریف کی''۔ (وصایا ص ۳۷)

ایمان سے بتلایئے کو کون مسلمان یہ گوارا کرے گا کہ قرآن کی کتابت کسی کافر سے کرائے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ صرف عوام کو فریب دینے کے لئے کافر کہتے ہیں اور اندر سے مسلمان سمجھتے ہیں ورنہ ایسا نہ کرتے۔

خان صاحب کے ترجمہ سے متعلق عجیب عجیب الٹی پلٹی باتیں لکھی جاتی ہیں مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اعلیٰ حضرت فاضل بریلی بسا اوقات کسی ایک آیت کے لئے تمام مشہور تفاسیر قرآن کا مطالعہ کر کے مناسب وموزوں ترین ترجمہ کرتے تھے(ص ۱۵)۔

لیکن شیر محمد خاں شیر کی طرح گرجتے ہوئے اس کی بزورتر دید کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ: یہ ترجمہ اس طرح پرنہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر ولغت کو ملاحظہ فرماتے بعدہ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے۔ احمد رضا نمبر ۱۱۵۔ کوئی کہتا ہے کہ ترجمہ کیلئے خوب ڈھیر کتابیں دیکھتے تھے، کوئی کہتا ہے کہ کچھ بھی نہیں دیکھتے تھے، یونہی بے سوچ سمجھے ہانکتے تھے۔ جس کو جو سمجھ میں آرہا ہے یونہی اٹکل ہانک رہا ہے چاہے چت پڑے یا پٹ مگر بولے جاؤ پٹاپٹ۔

احمد رضا کے محرف ترجمہ کی فرضی عظمت کا تاثر دیتے ہوئے مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب لکھتے ہیں کہ:''یوں تو آپ کے علمی کارناموں کی تفصیل بڑی ہویں ہے، لیکن ان میں سب سے بڑا اعلمی کارنامہ ترجمہ قرآن مجید ہے''۔ص ۳۔ لہٰذا اس سب سے بڑے علمی کارنامہ سے مستفید اور لطف اندوز ہونے کی مزید ضرورت ہے

بسم اللہ شریف کا ترجمہ یا اس کی اصلاح

بسم اللہ شریف کے ترجمہ کے سلسلہ میں بطور تقابل کے مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب نے متعدد بزرگان دین کے تراجم پیش کئے ہیں بغرض اختصار ان میں سے ہم صرف ایک ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں (حضرت تھانویؒ)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا (احمد رضا)۔

اب اس پر ان کا تبصرہ سنئے وہ لکھتے ہیں کہ:

''تمام اردو ترجمے ملاحظہ کیجئے۔ سب نے اسی طرح ترجمہ کیا ہے۔
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔ یا شروع ساتھ نام اللہ کے۔ چنانچہ
مترجم کا قول خود اپنی زبان سے غلط ہو گیا۔ کیونکہ ''شروع کرتا ہوں'' سے

ترجمہ شروع کیا ہے۔ اللہ کے نام سے شروع نہیں کیا۔ اس پر طرہ یہ کہ
جناب اشرف علی تھانوی صاحب نے آخر میں ''ہیں'' بڑھا دیا ہے۔ ان
کے تلامذہ یا معتقدین بتائیں کہ ''ہیں'' کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ (ص ۱۳)

رضا خانی مذہب کے ٹھیکہ داروں کے نزدیک بسم اللہ کے تمام فارسی اردو ترجمے اس لئے غلط ہیں کہ ان کے شروع میں اللہ کا لفظ نہیں آیا ہے، اور خان صاحب کا ترجمہ اس لئے صحیح ہے کہ شروع میں اللہ کا لفظ ہے۔ اگر بسم اللہ کے ترجمہ کے غلط ہونے کی بنیاد یہی ہے کہ شروع میں اللہ کا لفظ نہیں ہے۔ تو پھر یہی عیب تو عربی میں بھی ہے کہ شروع میں اللہ کا لفظ نہیں ہے بلکہ بسم یعنی (ب، س، م) کے بعد لفظ اللہ آیا ہے۔ تو کیا خان صاحب بسم اللہ کی اصلاح کر کے اپنی امت کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ ہر کام کا شروع میں میری پیش کردہ اردو بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے شروع میں اللہ کا لفظ ہے۔

بسم اللہ میں، ''ب اور اسم'' جار مجرور مل کر متعلق ہوگا ''اشرع'' فعلِ محذوف کے، تمام بزرگوں نے تقدیری عبارت اشرع بسم اللہ، شروع اللہ کے نام سے، اور خان صاحب نے تقدیر عبارت بسم اللہ اشرع، اللہ کے نام سے شروع، قرار دی ہی۔ یعنی خان صاحب نے عربی قواعد کے اعتبار سے تقدیم ماحقہ التاخیر، کی ہے اگر واقعی میں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے تو اس لحاظ سے ان کا ترجمہ بالکل غلط ہے، اس لئے کہ اس صورت میں صحیح ترجمہ یہ ہوگا، اللہ ہی کے نام سے شروع، کیونکہ ایسی صور میں اردو میں ''ہی'' لایا جاتا ہے۔ بہر حال خان صاحب کا ترجمہ نقل مطابق اصل نہیں ہے بلکہ مخالف اصل ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو الفاظ تعلیم فرمائے ہیں ان میں (ب، س، م) پہلے آئے ہیں۔

نیز خان صاحب کے ترجمہ میں ایک بہت موٹی غلطی یہ بھی ہے کہ انہوں نے رحمت خداوندی کو الرحیم کے صیغہ میں معاذ اللہ کم کر کے دکھایا ہے حالانکہ الرحمٰن کی طرح الرحیم کا صیغہ بھی مبالغہ کا ہے جس کا صحیح ترجمہ حضرت تھانویؒ نے فرمایا ہے، بڑے مہربان نہایت رحم والے، اور خان صاحب نے پورے قرآن میں کہیں ایک جگہ بھی الرحیم کا ترجمہ صحیح نہیں کیا ہے، کیا انہیں زیادہ رحمت نہیں چاہئے تھی یا اس میں ان کا کچھ خرچ ہوتا تھا یا وہ

اپنا ترجمہ پڑھنے والوں کو زیادہ رحمت نہیں دلانا چاہتے تھے یا انہیں اس لئے رحمت سے ناامیدی ہوگئی کہ ان کا محرف ترجمہ لوگ پڑھیں گے تو رحمت خود ہی کم ہوگی۔

رضا خانیوں کو چاہئے کہ آئندہ ایڈیشن میں کم از کم بسم اللہ کا تو ترجمہ درست کرلیں ورنہ عوام یہ کہے بغیر نہیں رہے گی کہ جس کو بسم اللہ تک کا بھی صحیح ترجمہ کرنا نہیں آیا وہ پورے قرآن کا کیا خاک ترجمہ کرے گا۔

مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب نے خان صاحب کے اس غلط ترجمہ پر پردہ ڈالنے کے لئے بڑے دھڑلے سے یہ بک دیا کہ حضرت تھانویؒ نے آخر میں ''ہیں'' بڑھا دیا ان کے تلامذہ یا معتقدین بتائیں کہ ''ہیں'' کس لفظ کا ترجمہ ہے۔اس کا ایک جواب تو یہی ہے کہ خان صاحب نے ''جو'' کا لفظ کہاں سے بڑھادیا ''جو'' کس لفظ کا ترجمہ ہے، یہ کیوں بریلی سے بن بلایا مہمان چلا آیا۔دوسرا جواب یہ ہے کہ شاید ان کو یہ معلوم نہیں کہ اردو زبان میں ''ہے'' اور ''ہیں'' وغیرہ اور اسی طرح فارسی زبان میں ''است'' اور ''اند'' وغیرہ ربط کیلئے ہیں وہ کسی عربی لفظ کے ترجمے نہیں ہوا کرتے۔جیسے **قل ھو اللہ احمد** کا ترجمہ خانصاحب کرتے ہیں۔تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے، اس میں ''ہے'' کا لفظ دوبار آیا ہے آخر یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟۔

حقیقت یہ ہے کہ کچھ لکھنے پڑھنے کیلئے جہاں علم کی ضرورت ہے وہاں کم از کم زبان کی موٹی موٹی باتوں کی بھی جانکاری ضروری ہے اور یہاں اعلیٰ ادنیٰ سبھی صفر نظر آتے ہیں، اگر خان صاحب عربی زبان جانتے تو پھر بسم اللہ کا ترجمہ غلط نہ کرتے اور اسی طرح مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب اگر صحیح اردو جانتے تو پھر خان صاحب کی بیجا حمایت میں ان کے جاہلانہ ترجمہ کو کھوٹے سکہ کہ طرح جاہلوں میں رائج کرنے کی خاطر اعلیٰ حضرت سمیت اپنی مٹی پلید نہ کرتے۔

خان صاحب بیچارے تو عربی جانتے نہیں تھے نادان دوست نے ترجمہ کرا کے مٹی پلید کروادی

کون دیکھے یہ بے بسی دل کی۔

ایّاكَ نعبد و ایّاكَ نسُتعین سورۃ فاتحہ آیت ۴

یہاں بھی مولوی رضاء المصطفٰے صاحب نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلویؒ کے فارسی ترجمہ سمیت متعدد علماء حق کے اردو ترجمے نقل کئے ہیں لیکن ہم اختصار کے پیش نظر سب کے ترجمے نقل نہیں کریں گے۔

ترجمہ۔ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کرتے ہیں (حضرت تھانویؒ)

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ (احمد رضا)

یہاں بھی ان کا تبصرہ دیکھئے،

> سورۃ فاتحہ، سورۃ الدعا ہے۔ دعا کے دوران دعائیہ کلمات کہے جاتے ہیں۔ خبر نہیں دی جاتی، جب کہ تمام تراجم میں خبر کا مفہوم ہے دعا کا نہیں۔ اور ظاہر ہے عبادت کرتے ہیں مدد چاہتے ہیں۔ دعائیہ کلمات نہیں ہیں یہ کلمات خبر کے ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت نے دعائیہ کلمات سے ترجمہ کیا ہے"۔ (ص ۱۲)

مولوی رضاء المصطفٰے صاحب کے نزدیک سب کے ترجمے اس لئے غلط ہیں کہ سورۃ فاتحہ سورۃ الدعاء ہے۔ مگر کسی کو دعاء اور خبر میں تمیز نہ ہوسکی اور بجائے دعائیہ کلمات کے خبر کے کلمات سے ترجمہ کر دیا اور خان صاحب کا ترجمہ اس لئے صحیح ہے کہ انہوں نے سورۃ فاتحہ کو سمجھا اور دعائیہ کلمات سے ترجمہ کیا۔ مولانا نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

> "ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ تجھی کو ہم پوجتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں (اوضح ص ۳۰۷) تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں"۔ (اوضح ص ۳۵۰)

مولوی رضاء المصطفٰے کے بقول مولانا نقی علی خان صاحب بھی بالکل گئے گزرے تھے ان کو بھی دعاء اور خبر میں کوئی تمیز نہ ہوسکی اور بجائے دعائیہ کلمات کے خبر کے کلمات سے غلط ترجمہ کیا۔

اور مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ: اعلیٰ حضرت نے تقریباً تمام درسیات اپنے والد ماجد سے پڑھیں ص ۳۔ جب مولانا نقی علی خانصاحب سورۃ فاتحہ کو نہ سمجھ سکے اور غلط ترجمہ کیا تو انہوں نے اپنے ناخلف بیٹے کو کیا پڑھایا ہوگا؟۔ خان صاحب اپنے باپ مولانا نقی علی خانصاحب کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ: وقت انظار وحدت افکار وفہم صائب ورائے ثاقب حضرت حق جل وعلیٰ نے انہیں عطا فرمائی اوضح (ص ۷) جب خاں صاحب کے ترجمہ کے مقابلہ میں مولانا نقی علی خان صاحب کا ترجمہ غلط اور بقول مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب سورۃ فاتحہ کے بھی سمجھنے کی ان کے اندر صلاحیت نہیں تو پھر اس جھوٹی تعریف سے فائدہ کیا؟۔

اِھْدِنا الصِّراط المستقیم کا ترجمہ

خان صاحب کے دین و مذہب کے ایک بہت بڑے ٹھیکہ دار بریلوی شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی کچھوچھوی صاحب خان صاحب کے ترجمہ کو سب سے بہتر اور صحیح ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> اھدنا الصِّراط المستقیم کا ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی نے کیا ہے ''بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا'' یہ ترجمہ وہی کرے گا جسے ابھی تک سیدھا راستہ معلوم نہ ہوسکا لہٰذا ضرورت ہے ایک ایسے کے ترجمہ کی جو سیدھا راستہ پاچکا ہو۔ (احمد رضا نمبر ص ۸۷)

اور خان صاحب نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے ''ہم کو سیدھا راستہ چلا '' یہاں کچھوچھوی صاحب یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے اعلیٰ حضرت سیدھا راستہ پاچکے ہیں اس لئے وہ اس سیدھے راستہ پر چلنے کی درخواست کررہے ہیں اور جن کو ابھی تک سیدھا راستہ معلوم نہیں ہوا ہے وہ ابھی معلوم کرنے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں اور اسی لئے وہ یہ ترجمہ کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا، واقعی میں رضا خانیت کے ٹھیکہ دار بڑے پتے پتے کی باتیں جانتے اور بیان کرتے ہیں دیکھو نا کتنی اونچی بات کہدی کہ بتلا ہم کو رستہ سیدھا یہ ترجمہ وہی شخص کرے گا جس کو ابھی تک سیدھا راستہ معلوم نہ ہوسکا۔ اگر راستہ دکھانا اور راستہ بتلانا اسی

وقت ہوتا ہے جبکہ راستہ معلوم نہ ہو تب تو خان صاحب نے انبیاء کرام علیہم السلام اور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدترین توہین کی ہے۔ چنانچہ ساتویں پارہ کے اندر ایک ہی رکوع میں متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہے۔

کلا ھدینا و نوحاً ھدینا من قبل و من ذریتہٖ داؤد و سلیمان وایوب و یوسف و موسیٰ و ھٰرون .

ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھا اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (احمد رضا)

آگے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء گرامی ذکر فرما کر ارشاد ہوا۔

واجتبینٰھم و ھدینا ھم الیٰ صراط مستقیم پ۷ ع۱۶۔

اور ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی (احمد رضا)

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں ارشاد ہوا۔

وقد ھدانا سبلنا پ۱۳ ع۱۴

اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھاویں (احمد رضا)

حضرت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ارشاد ہوا۔

اجتبٰہ وھداہ الی صراط مستقیم پ ۱۴ ع ۲۲

اللہ نے اسے چن لیا اور اسے سیدھی راہ دکھائی۔ (احمد رضا)

حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ارشاہ ہوا۔

ثم اجتبٰہ ربہ فتاب علیہ وھدیٰ ۔پ۱۶ ع۱۶

پھر اس کے رب نے چن لیا تو اس پر اپنی رحمے سے رجوع فرمائی۔ اور اپنے قرب خاص کی راہ دکھائی (احمد رضا)

سیدنا موسیٰ وہارون علیہما السلام کے بارے میں ارشاد ہوا

وھدینا ھما الصراط المستقیم (پ۲۳ ع۸)

اور ان کو سیدھی راہ دکھائی۔ احمد رضا۔

قل اننی ھدانی ربی الیٰ صراط مستقیم پ۸ ع۷۔

تم فرماؤ بیشک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی (احمد رضا)

رضا خانیوں کے نزدیک راستہ دکھلانا اور راستہ بتلانا اس کے حق میں ہوتا ہے جس کو ابھی تک راستہ معلوم نہ ہوا اور اس کا مصداق حضرت تھانویؒ کو قرار دیا، تو خان صاحب چونکہ اعلیٰ حضرت ٹھہرے اس لئے وہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو کیوں نہ اس کا مصداق قرار دیں؟، کچھوچھوی صاحب کے بقول ان کے اعلیٰ حضرت چونکہ راستہ پا چکے تھے اس لئے سورۃ فاتحہ میں انہوں نے اپنے لئے راستہ چلا ترجمہ کیا، اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھی راہ سے ناآشنا سمجھتے تھے اس لئے ہر جگہ راہ دکھائی ترجمہ کررہے ہیں، رضا خانیو!!! خان صاحب کا ترجمہ دیکھو اور اپنا سر پیٹو نیز مولانا نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں:

اھدنا الصراط المستقیم خدایا مجھے سیدھی راہ دکھا اوضح ص ۱۳۵۱ اس آیت کا ترجمہ وہی ہے جو حضرت تھانویؒ نے کیا ہے یعنی بقول کچھوچھوی صاحب خان صاحب کے باپ کو بھی سیدھا راستہ معلوم نہ ہوسکا لہذا خان صاحب نے جو کچھ پڑھا وہ ایک گمراہ آدمی سے پڑھا۔

لفظ میاں

مولوی رضاء المصطفےٰ صاحب یہ سرخی ''اللہ تعالیٰ میاں کی صفت سے پاک'' قائم کر کے لکھتے ہیں کہ:

> ''اللہ پاک کی عزت افزائی کے لئے تھانوی صاحب نے ''میاں'' استعمال کیا ہے، ان تمام الفاظ کو سامنے رکھ کر الوہیت کا آپ تصور کریں تو رب تبارک وتعالیٰ انسانوں سے عظیم تر انسان ابھر کر آپ کے سامنے ہوگا، یہی وجہ ہے کہ جب بھی رسول کریم کی شان کے لائق کوئی تعریف کی جاتی ہے تو یہ چیخ اٹھتے ہیں کہ تم نے رسول کو اللہ سے ملا دیا۔ اور خود موحدوں کے امام نے میاں اللہ تعالیٰ کو کہہ کر عام انسانوں کے برابر لا کھڑا کیا تو پھر بھی وہابی دیوبندی توحید میں بار بر ابر فرق نہیں آیا''۔ (ص ۶)

مولانا نقی علی خاں صاحب بزرگوں کا خدائی یاد میں انہماک اور دنیا سے بے رغبتی کا عالم

بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اگر ان سے استفسار ہو کہ دنیا کو کیسا سمجھتے ہو کہیں جب سے ہم ہوشیار ہوئے اپنے مولیٰ کی یاد میں رہے۔ ہم نے دنیا کو نہ جانا اور اس کے لطف کو نہ پہچانا ہم تو اپنے میاں سے مطلب رکھتے ہیں''۔

(اوضح الکلام ص ۴۳۷)

اعلیٰ حضرت کا یہ استاد بھی عجیب انسان ہے، بجائے رسول کریم ﷺ کی شان کے لائق تعریف کرنے کے کبھی تو رسول کی توہین کرتا ہے، اور کبھی اللہ تعالیٰ کے لئے میاں کا لفظ استعمال کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کو عام انسانوں کے برابر کھڑا کر دیتا ہے اور اعلیٰ حضرت کو اپنے باپ کا اس قدر لحاظ پاس کہ رسول کی محبت اور خدا کی عظمت کو بالائے طاق رکھ کر باپ کی فرضی تعریف کرتے ہوئے پھولے نہیں سماتے۔ اعلیٰ حضرت نے حقہ پیتے ہوئے مست ہو کر کیا خوب معرفت کی بات بیان فرمائی ہے، کسی نے پوچھا۔ اللہ میاں کہنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب:

''زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک ومنزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے تو جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا اس کے ایک معنی مولیٰ، اللہ تعالیٰ بیشک مولیٰ ہے دوسرے معنی شوہر، تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو''۔ (ملفوظ حصہ اول ص ۱۱۶)

نیز ایمان افروز وصایا میں تیرہویں وصیت یہ ہے:

''ننھے میاں سلمہ کی نسبت جو خیالات حامد رضا خان کے ہیں میں نے تحقیق کیا سب غلط ہیں''۔ (وصایا۔ ص ۲۶)

یہ ننھے میاں کون بزرگ ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ اعلیٰ حضرت کے شوہر تھے تو اس بدتمیزی کو تو ہم بھی برداشت نہیں کر سکتے تو کیا آپ ان کے غلام تھے؟ تو یہ بھی بے ادبی سے خالی نہیں تو کیا کسی دلال کو گھر میں پال رکھا تھا جو حامد رضا کے خیالات تھے۔ یہ عجیب ایمان افروز

وصایا ہے، خان صاحب نے میاں کے معنی میں کیا اپنا فلسفہ بگھاڑا ہے کہ خود اپنا بگاڑا۔ نیز مولانا نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

''جس طرح ہم معظمین کا نام نہیں لیتے بلکہ انکو القاب کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور مولوی صاحب اور میاں صاحب اور حافظ صاحب اور شاہ صاحب کہتے ہیں وہی قاعدہ یہاں بھی پایا جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ پروردگار کے نزدیک اس جناب کی بزرگی اور بڑائی اس مرتبہ کو پہنچی کہ خود مالک حقیقی نام لے کر ان سے کلام نہیں کرتا بلکہ واسطے اظہار اس عظمت کے ان القاب کے ساتھ کہ جو کمال بڑائی اور عظمت پر دلالت کرتے ہیں ان سے خطاب کرتا''۔ (اوضح الکلام۔ص ۲۰۷)

مولانا موصوف کے نزدیک میاں کا لفظ۔ لفظ مولوی اور حافظ کی طرح ان القاب میں سے ہے جو محض اظہار عظمت کیلئے ہے۔ خان صاحب کا یہ بھی ایک عجیب مجددانہ اجتہاد ہے کہ میاں کا معنی ''شوہر'' یہ خبیث معنی ہے۔

رضاخانیوں کی یہ بھی ایک ذہنی پستی دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے عزت افزائی کا کلمہ استعمال کیا جارہا ہے ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ ان العزة لله جميعاً بیشک ساری عزت اللہ ہی کے لئے ہے، کسی انسان کی حمد وثنا اور تعریف وعبادت سے اللہ تعالیٰ کی عزت وعظمت میں کوئی چار چاند نہیں لگ جاتا۔

لفظِ عتاب

مولوی رضاء المصطفےٰ صاحب لکھتے ہیں کہ:

ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ مطبوعہ تاج کمپنی نمبر پی ۱۴۱ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔ اس فہرست کے حصہ دوم باب ۵ کا عنوان یہ ہے۔ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خدا کی طرف سے عتاب ہوا یا آپ کی کسی بات پر گرفت ہوئی'' حوالے کے طور پر ۹ آیات پیش کی گئی ہیں۔ اس سے آپ ان کی اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دلی عداوت وبغض کا اندازہ کر سکتے ہیں''۔ (ص ۷۔۸)

مولانا نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن ام مکتوم کیلئے عتاب ہوا۔ (اوضح الکلام۔ص:۴۹)
آپ نے ایک سائل کو کہ بے محل الحاح کرتا تھا اور گڑگڑاتا تھا جھڑکا یہ یہ امر باعثِ عتاب اور رکنے وحی کا ہوا (اوضح الکلام ۶۳) آدم علیہ السلام پر جب عتاب ہوا رات دن روتے اور فریاد کرتے (اوضح الکلام ص ۱۶۱) لایعنی اعتراضات کر کے مخبوط الحواس اور مختل الدماغ ہونیکا منظر تو یہاں گھوسی میں پیش کیا جاتا ہے اور اس کے صحیح علاج کیلئے دھر بروا ڈھنڈ کر ہمیں بریلی سے لانا پڑتا ہے، کہ خان صاحب کے باپ اور استاد مولانا نقی علی خان صاحب اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف سے دلی عداوت و بغض رکھتے تھے۔

خان صاحب نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی

ولئن اتبعت اَ ھواٴھم من بعد ماجاء ک من العلم انک اذًا لمن الظّٰلمین
پ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۴۵ مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب نے یہاں پر جتنے ترجمے نقل کئے ہیں ان میں سے بعض ترجمے اور ان کا تبصرہ ملاحظہ کریں۔
اور کبھی چلا تو ان کی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا نہ مددگار (شاہ عبدالقادر)
اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں ان کے غلط خیالات کا علم (قطعی ثابت بالوحی) آچکنے کے بعد تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے نہ مددگار (تھانوی دیوبندی)
اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اسکے کے تجھے علم آچکا تو اللہ سے کوئی تیرا بچانے والا ہوگا نہ مددگار (اعلیٰ حضرت)

اب تھوڑا تبصرہ بھی پڑھ لیجئے، مخاطب ہر سامع ہے نہ کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم، پھر آگے لکھتے ہیں کہ: کسی مترجم کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ غور کرے کہ ڈانٹ ڈپٹ کے الفاظ حضور کی شان میں کیوں کہے جا رہے ہیں ص ۹۔ آیت کا یہ ترجمہ جو نقل کیا گیا ہے کسی نے کیا ہی نہیں ہے۔ اگر بقول مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب احمد رضا نے کیا تو بالکل غلط کیا

ہے کیونکہ ظالمین کا ترجمہ یار، مددگار، کہیں نہیں ملے گا، بے چارے کو کچھ خبر ہی نہیں کہ آیت کون سی ہے اور ترجمہ کس آیت کا ہے۔

یہ کہنا کہ آپ مخاطب نہیں ہیں یہ بھی سفید جھوٹ ہے یہ تصریح کہیں بھی نہیں ملے گی کہ اس قسم کی آیت میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخاطب نہیں ہیں اور (اے سننے والے کسے باشد) اس عام لفظ سے ترجمہ کر کے خاں صاحب نے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت توہین کی ہے اور اگر اس آیت میں ڈانٹ ڈپٹ کے الفاظ ہیں اور خاں صاحب نے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس آیت سے خارج کر کے ڈانٹ ڈپٹ سے بچالیا۔ تو پھر یہاں کیوں بے نصیب رہے؟

ولولآ ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلاہ اذا لا ذقنک ضعف الحیٰوۃ و ضعف الممات ثم لاتجد لک علینا نصیراً۔

(پ۱۵ بنی اسرائیل ع۸)

اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دونی عمر اور دوچند موت کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے (ترجمہ احمد رضا) خاں صاحب کس بہادری سے یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ حضور ﷺ ان کی طرف تھوڑا سا جھکنے والے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ آپ کو اس جھکنے کی پکڑ بتائی کہ اگر ایسا ہوتا تو ہم اس پر آپ کو دونی عمر اور دوچند موت کا مزہ دیتے اور کوئی آپ کو بچانے والا نہ ہوتا۔ کیا ہے کوئی رضا خانی جو اس سخت توہین پر اس بدنصیب بے لگام کے منہ میں لگام لگائے۔

خان صاحب کی نرالی عربی دانی اور مجددانہ ترجمے کے چند اچھوتے نمونے

فان لم تفعلو فأذنوابحرب من اللّٰہ ورسولہ پ ۳ سورۃ بقرۃ ع ۳۸

پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا

خان صاحب کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ عرب لفظ کیا ہے اور وہ ترجمہ کیا کر رہے ہیں **فأذنوا**

میں اِذنــوا اذن سے ہے نہ کہ اذعان سے، اذن کے معنی یقین کرنے کے نہیں، اذعان کے معنی یقین کرنے کے ہیں، اذن اور اذعان میں کچھ تمیز ہی نہیں، مگر ہیں اعلیٰ حضرت قرآن شریف کی طرح ترجمہ زبانی فرفر، فرفر پڑھتے جا رہے ہیں اور دریں چہ شک کے مصداق آنکھ بند کر کے قلم چلاتے جا رہے ہیں۔

وما بکم من نعمۃٍ فمن اللہ ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون پ ۱۴ النحل ع ۵۳

فالیہ تجئرون کا ترجمہ خان صاحب کر رہے ہیں، تم اس کی طرف پناہ لیجاتے ہو، یہ جَـئَـرَ یَجْئَرُ سے ہے جس کے معنی ہیں گڑگڑانے، فریاد کرنے، چلانے کے اور خان صاحب نے اس کا اَجَـارَ یُجِیـرُ سے سمجھ لیا جس کے معنی ہیں پناہ دینے کے۔ خان صاحب جب عربی الفاظ کو نہیں سمجھ پا رہے تھے تو پھر کس نے کہہ دیا ان سے ترجمہ کرنے کے لئے۔؟

خان صاحب کہتے ہیں کہ، میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی، ایک صاحب عربی لباس پہنے ہوئے تشریف لائے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے فصیح عربی میں ان سے گفتگو کی، سوانح اعلیٰ حضرت ص۱۰۲ آنے والے صاحب نے تو صرف عربی زبان میں گفتگو فرمائی اور خان صاحب نے ساڑھے تین سال کی عمر میں فصیح عربی میں گفتگو کی، سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ ماشاء اللہ۔ کیا خوب۔۔۔ قربان جایئے۔۔۔ مرزا غلام قادر بیگ کی طرغ جان چھڑ کئے مگر جب تقریباً اٹھاون سال کی عمر میں ترجمہ کرنے بیٹھے تو پھر سب کچھ غائب، کیا ایسا بے سر پیر کا گپ سوائے جاہلوں میں کہیں اور بھی چلنے والا ہے؟ یا ساٹھ سے پہلے ہی وہ سٹھیا گئے تھے کیونکہ ہر چیز میں وہ سب سے آگے تھے، کوئی صرف عربی بولتا ہے تو یہ فصیح عربی بولتے ہیں، کوئی سوچ سمجھ کر ترجمہ لکھتا ہے، یہ بے سوچے سمجھے ہانکتے ہیں۔

سـوتصلیۃ جحیم پ۲۷ (الواقعۃ) اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا ہے۔ **سیصلیٰ ناراً ذات لھــــب** پ۳۰ سورۃ تبت اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں صَلیٰ کے معنی دھنسانے کے نہیں ہیں مگر نہ معلوم یہ معنی بریلی میں کہاں دھنسے ہوئے تھے اور ان کو نکالنے

میں خان صاحب کامیاب ہو گئے۔۔۔

واذاقیل له اِتقِ الله اَخذ ته العزة بالا ثم فحسبه جهنم ۔(پ۲ البقرہ ع۲۴)

اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے۔۔عزت کا ترجمہ ضد سے کرنا نہ معلوم یہ کہاں لکھا ہوا ہے اور فحسبہ میں ف کا ترجمہ نہ کرنا یہ سب خانصاحب کی محض اپنی ایک ضد ہے۔ **وجعل منهم القردة والخنازير وعبد الطاغوت (پ۶ المائدہ ع۹)**

اوران میں سے کر دیئے بندر اور سور اور شیطان کا پجاری،عبد اسم ہے بندے اور غلام کو کہتے ہیں عَبدَ فعل ہے جس کے معنی ہیں اس نے بندگی کی ، خانصاحب کو اسم اور فعل میں تمیز نہیں ہوتی اور فعل کو اسم سمجھ لیا اور ترجمہ کر دیا پجاری قبر کے پجاریوں کا بھی عجیب حال ہے

ومنهم اميون لايعلمون الكتاب الامانی پ ا البقره ع ۹ .

اوران میں کچھ ان پڑھ ہیں کہ جو کتاب کو نہیں جانتے ہیں مگر زبانی پڑھ لینا یا کچھ اپنی من گھڑت ،آیت میں امانی امنیۃ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں آرزو، مگر خان صاحب کو سمجھ میں نہیں آتا کہ کریں کیا بس اٹکل ہانک رہے ہیں اور بجائے ایک کے دو ترجمہ کر رہے ہیں تا کہ کوئی بھی لہ جائے مگر دونوں تیر خالی گئے نہ یہ ترجمہ کہ (زبانی پڑھ لینا) صحیح ہے اور نہ یہ کہ(کچھ اپنی من گھڑت یہ سب خان صاحب کی اپنی من گھڑت ہے، اور لکھنے والے بھی بالکل ان پڑھ ہی معلوم ہوتے ہیں۔

اَلّذی جعل لكم الارض فراشا والسماء بناء پ ا البقره ع ۲ .

وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو عمارت بنایا خانصاحب آسمان کو بجائے چھت کے عمارت قرار دے رہے ہیں، کیا غلط ترجمہ کر کے اب آسمان پر بھاگ کے جانے کا پلان تھا؟

خانصاحب کا محرف ترجمہ کس طرح وجود میں آیا اور اس کے لکھنے کا طریقہ کیا تھا؟

لکھتے ہیں کہ: صدر الشریعت حضرت مولانا امجد علی اعظمی نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی، پھر آگے

لکھتے ہیں کہ: ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدرالشریعت اس کو لکھتے رہتے، سوانح اعلی حضرت ص۳۷۴ ماتم کرو دونوں کے فقدان علم وعقل کا۔

صحیح ترجمہ کردینے کی گزراش ہے اور ترجمہ نوٹ کرنے کے لئے خود ہی ہاتھ میں قلم بھی ہے اور پھر آیات کیا ہیں الفاظ کیا ہیں اور ترجمہ کیا لکھا اور لکھایا جارہا ہے، کچھ نہ پوچھئے یہ سب معرفت کی باتیں ہیں، مارے گھٹنا پھوٹے سر۔

رضاخانیوں کے نزدیک بِسۡمِ اللّٰہ، کا ترجمہ کرنے میں

احمد رضا خان غلط کار

ناظرین کرام! پیچھے آپ بسم اللہ کے ترجمہ سے متعلق دلچسپ بحث ملاحظہ فرما چکے ہیں، چونکہ عموماً مترجمین کرام نے بسم اللہ کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ شروع اللہ کے نام سے اور احمد رضا کا ترجمہ ہے۔ اللہ کے نام سے شروع، یعنیا ور مترجمین کے ترجمہ میں، اللہ، کا لفظ پہلے نہیں آیا ہے، اور احمد رضا کے ترجمہ میں ''اللہ'' کا لفظ پہلے آ گیا ہے، پھر کیا تھا مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب پھولے نہ سمائے اور جہالت کے باعث یہ سمجھ لیا کہ ہمارے اعلیٰ حضرت نے بڑا تیر مارلیا اور بہت بڑا میدان سر کرلیا ہے کسی مترجم کی عقل نے اس کا ساتھ نہ دیا، صرف تنہاء احمد رضا ہی کو یہ نقطہ سمجھائی دیا، لہٰذا احمد رضا کی بیجا حمایت میں بے سوچے سمجھے جھٹ سے یہ بھی لکھ مارا کہ تمام اردو ترجمے ملاحظہ کیجئے۔ سب نے اسی طرح ترجمہ کیا ہے۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، یا شروع ساتھ نام اللہ کے، چنانچہ مترجم کا قول خود اپنی زبان سے غلط ہو گیا، کیونکہ شروع کرتا ہوں سے ترجمہ شروع کیا ہے اللہ کے نام سے شروع نہیں کیا، ص۱۳۔

یعنی جو شخص بسم اللہ کے ترجمہ میں ''اللہ'' کا لفظ پہلے نہیں لاتا اس کا قول خود اس کی اپنی زبان سے غلط ہوتا ہے، اور ظاہر ہے کہ جو بھی دین کے کسی معاملہ میں غلط قول کرے وہ یقیناً غلط کار اور گنہگار ہو گا اور ایسے گنہگاروں کی ایک فہرست مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب

نے خود پیش بھی کر دی ہے۔اس لئے اس سلسلہ میں یہ ضرورت پیش آئی کہ ایسے گنہگاروں کی کھوج کی جائے۔کہیں ایسا تو نہیں کہ رضا خانیوں کے اعلیٰ حضرت بھی ان گنہگاروں میں چھپے بیٹھے ہوں، لہٰذا تلاش کرنے پر ہمیں دو جگہ یہ غلط کارملا۔ایک سورۃ انبیاء پ ۱۷ میں اور دوسرے سورۃ نور پ ۱۸ میں۔ان دونوں جگہوں میں احمد رضا نے ''بسم اللہ'' کا ترجمہ یوں کیا ہے۔شروع اللہ کے نام سے، دیکھئے یہ احمد رضا کا ترجمہ ہے یہاں بھی ''اللہ'' کا لفظ پہلے نہیں ہے۔لہٰذا معلوم ہوا کہ رضا خانیوں کے نزدیک ''بسم اللہ'' کے ترجمہ میں احمد رضا کا قول خود اپنی زبان سے غلط ہے اور حوالہ دیکھنے کیلئے ہم پانچ نسخوں کا پتہ بھی بتائے دیتے ہیں تا کہ کسی جھوٹے کو یہ جھوٹ بولنے کا موقعہ نہ رہے کہ کاتب وہابی تھا اس نے ایسا کر دیا ہے۔

(۱) کنزالایمان مع حاشیہ خزائن العرفان سورۃ انبیاء پ ۱۷ ص ۳۸۵۔سورۃ نور پ ۱۸ ص ۴۱۶ حفیظ بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی۔

(۲) کنزالایمان مع حاشیہ خزائن العرفان کتب خانہ اشاعت الاسلام چوڑی والان دہلی حوالہ بالا

(۳) کنزالایمان مع حاشیہ نور العرفان جس کے سرورق پر لکھا ہوا ہے۔نسخہ صحیحہ پ ۱۷ ص ۵۱۳ پ ۱۸ ص ۵۵۸ ناشر فیاض الحسن نئی سڑک کانپور۔

(۴) کنزالایمان مع حاشیہ خزائن العرفان پ ۱۷ ص ۴۶۶ پ ۱۸ ص ۵۰۶ شوکت علی روڈ فائن آفسیٹ ورکس الہٰ آباد تاج کمپنی لمیٹڈ۔ناشران قرآن مجید لاہور۔کراچی

(۵) کنزالایمان مع حاشیہ خزائن العرفان پ ۱۷ ص ۳۸۵۔پ ۱۸ ص ۴۱۶ ناز پبلشنگ ہاؤس پہاڑی بھوجلہ دہلی۔

ناظرین کرام! دیکھا آپ نے بزرگان دین اور اہل حق کی ناحق مخالفت اور احمد رضا کی بیجا حمایت کرنے میں تمام رضا خانی سچائی اور دیانتداری کا کس بے دردی کے ساتھ خوں کرتے ہیں۔کیا کوئی مسلمان جب قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت یا کوئی دوسرا نیک کام کرتے وقت۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔جس کے اندر شروع میں اللہ کا لفظ ''اللہ'' کا لفظ نہیں ہے۔تو وہ ایک غلط قول کا ارتکاب کرتا ہے؟ کیا رضا خانیوں کی عقل ماری نہیں گئی ہے؟

رضا خانیوں کے نزدیک بھی احمد رضا خاں (گمراہ) ہو کر مرے

ناظرین کرام ! آپ اسی کتاب میں پیچھے یہ پڑھ آئے ہیں کہ رضا خانیوں نے احمد رضا کے محرومی اور گمراہ کن ترجمہ قرآن کو سب سے بہتر اور صحیح ثابت کرنے کے لئے کس دجل وفریب سے کام لیا ہے اور عوام میں ان کا بھر قائم رکھنے کیلئے کیسی کیسی ناکردنی کا ارتکاب کیا ہے۔ نیز احمد رضا کے والد مولانا نقی علی خان صاحب کے ترجمہ اور ان کی تفسیر کی روشنی میں احمد رضا کے ترجمہ کا محرف اور گمراہ کن ہونا کس طرف آشکارا ہے۔ یہ ساری چیزیں آپ کے مطالعہ میں اچھی طرح آچکی ہیں۔

دین کے معاملہ میں کسی بھی دشمن اسلام کی کوئی بھی ناپاک تدبیر اور پرفریب کوشش کسی طرح بھی کامیاب نہیں ہونے پائی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس اور مکمل دین کی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہت۔ **وانا له لحافظون** ترجمہ یقیناً ہمیں اس کے محافظ ہیں۔ لہٰذا خدا کی غیرت کو یہ کب گوارا ہوسکتا ہے کہ کوئی دوست نما دشمن اپنے نام پر فرضی سنیت وحنفیت کا خوبصورت ٹائیٹل لگا کر اور حسین و دلربا لبل چپکا کر اسلام کے صاف اور ستھرے چہرے کو مسخ کرنے میں کامیاب ہو جائے لہٰذا بقول رضا خانیوں کے اللہ جل شانہ نے خود احمد رضا کی زبان وقلم سے وہی باتیں اگلوا دیں جن سے احمد رضا کے محرف اور گمراہ کن ترجمہ کی فرضی برتری کی ساری عمارتیں بیک جنبش دھڑام سے گر پڑتی ہیں۔ چنانچہ (**اھدنا الصراط المستقیم**) کا یہ ترجمہ (بتلا دیجئے ہم کو سید ھا رستہ) جو حضرت تھانویؒ نے کیا ہے۔ اور اس پر رضا خانیت کے ایک ٹھیکہ دار علامہ سید محمد مدنی کچھوچھوی نے جو یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ ترجمہ وہی کرے گا جسے ابھی تک سید ھا رستہ معلوم نہ ہوسکا۔ لہٰذا ضرورت ہے ایک ایسے کے ترجمہ کی جو سید ھا رستہ پا چکا ہو۔ (احمد رضا نمبر ص ۸۷) آخر وہ ترجمہ ہے کیسا اور کس کا جس کی وجہ سے ترجمہ کرنے والا سید ھا رستہ پائے ہوئے ہے۔ تو رضا خانیوں کے نزدیک وہ احمد رضا کی اعلیٰ شخصیت ہے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے (ہم کو سید ھا راستہ چلا) نیز احمد رضا کے باپ مولانا نقی علی خان صاحب نے بھی (اھدنا الصراط المستقیم) کا وہی ترجمہ کیا ہے جو حضرت تھانویؒ نے کیا لہٰذ رضا خانیوں کے نزدیک حضرت تھانویؒ کے ساتھ احمد رضا کے باپ مولانا نقی علی خان صاحب

بھی سیدھا رستہ پانے سے محروم ہی رہے۔ یہ ساری باتیں ہم نے اسی کتاب ہیں باحوالہ پیش کردی ہیں۔

ساڑھے چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن رضا خانیوں نے اب تک اس بات کا اعتراف نہیں کیا ہے کہ حضرت تھانویؒ کا ترجمہ صحیح ہے۔ ہم نے صرف عوام کو دھوکا دینے کیلئے ان کے ترجمہ کو غلط کیا تھا۔

اس سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ اب تک اپنی اسی بات پر قائم ہیں کہ حضرت تھانویؒ نے جو ترجمہ کیا ہے وہ ایک گمراہ آدمی کا ترجمہ ہے اور یہ ترجمہ ان کے گمراہ ہونے کی دلیل ہے تو ہم بھی رضا خانیوں سے یہی کہیں گے کہ اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو تو پھر تم کو اپنی اس بات پر قائم رہنا ہے۔

لہٰذا رضا خانیوں دیکھو اور غور سے دیکھو اور چشمہ لگا کر دیکھو۔ اور ہاں دھوپی چشمہ لگانا ہو تو کسی سے ادھار لے لینا ورنہ کہیں تمہاری آنکھیں چوندھیا نہ جائیں۔

سنو! احمد رضا نے ترجمہ قرآن لکھ کر مکمل کیا ہے ۱۳۳۰ھ میں۔ اور احمد رضا کے ملفوظات چار جلدوں میں مکمل ہوئے ۱۳۳۸ھ میں، جس کا خود رضا نے نام رکھا ہے، ''الملفوظ'' دیکھو اس میں احمد رضا نے کیا لکھ دیا۔ وہ لکھتے ہیں (اھدنا الصراط المستقیم) ترجمہ احمد رضا خان ہمیں سیدھی راہ دکھا (ملفوظات جلد دوم ص ۶۵ ص ۲۱۲)۔

بقول رضا خانیوں کے احمد رضا بالکل اندھے ہی نکلے وہ ابتک سیدھی راہ دیکھ ہی نہیں پائے اور ایسا ترجمہ کرنے والا رضا خانیوں کے نزدیک گمراہ آدمی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ بقول رضا خانیوں کے احمد رضا محض ایک گمراہ آدمی تھے یا کم از کم مرنے سے دو سال قبل وہ ضرور گمراہ ہو گئے تھے، کیونکہ ۱۳۳۸ھ کے بعد سے مرنے تک کوئی رضا خانی بقول خود اپنے اعلیٰ حضرت کا اس گمراہ کن ترجمہ سے رجوع ثابت نہیں کرسکتا، اس لئے رضا خانیوں کو بقول خود اس بات کا اعتراف کرنا ضروری ہے کہ احمد رضا خان بریلوی گمراہ ہو کر مرے۔

بقول رضا خانیوں کے احمد رضا نے، یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ، کا ترجمہ نا مکمل کیا

ناظرین کرام! مولوی رضاء المصطفیٰ گھوسوی اپنے امام احمد رضا کے ترجمہ کے

برتری دکھانے کیلئے بطور تقابل کے لکھتے ہیں کہ:

یآیّھاالنبی ۔پ۱۰سورۃ انفال۔آیت ۶۴۔

ترجمہ۔اے نبی (شاہ عبدالقادر) اے نبی (عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی)

اے پیغمبر (شاہ ولی اللہ) اے پیغمبر (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)

اے نبی (شاہ رفیع الدین) اے نبی (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

اے غیب کی خبریں دینے والے (اعلیٰ حضرت)

قرآن کریم میں لفظ ''رسول'' اور ''نبی'' متعدد مقامات پر آیا ہے۔مترجم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا ترجمہ کرے۔رسول کا ترجمہ ''پیغمبر'' تو ظاہر ہے،مگر نبی کا ترجمہ ''پیغمبر'' نامکمل ہے،اعلیٰ حضرت نے لفظ نبی کا ترجمہ اس اسلوب سے کیا ہے کہ لفظ کی معنویت اور حقیقت آشکارا ہوکر سامنے آگئی۔مگر افسوس کہ بعض لوگوں کو اس ترجمہ سے بہت صدمہ ہوا ہے کہ ان کی تنگ نظری اور بدعقیدگی کا جواب ترجمہ اعلیٰ حضرت سے ظاہر ہوگیا''۔

(غلط ترجموں کی نشاندہی ص۱۲)

ناظرین کرام! یہ حقیقت ہے کہ احمد رضا نے محض تحریف قرآن اور دین کو مسخ کرنے ہی کی غرض سے قرآن کا ترجمہ کیا ہے اور صرف اپنی اس فاسد غرض ہی کے تحت قرآن میں اپنا علم غیب کا باطل عقیدہ بھی زبردستی گھسیڑنے کیلئے لفظ ''نبی'' کا ترجمہ،اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی'' کیا ہے،اس سے وہ جاہلوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ''نبی'' وہی ہوتا ہے جو غیب کی خبریں بتانے والا ہوتا ہے،اور چونکہ بتانے کے لئے جاننا ضروری ہوتا ہے اس لئے آپ غیب کے جاننے والے بھی ہوئے۔

یہاں پر تفصیل کے ساتھ علم غیب کی بحث کا موقع نہیں ہے،تاہم اتنا عرض کردینا بھی نہایت ضروری ہے کہ ''عالم الغیب'' یعنی (غیب کا جاننے والا) صرف تنہا خدا کی ذات ہے اور بس،اور چونکہ علم غیب کی صفت مخصوص ہے خدا کے لئے اسی وجہ سے اہل السنّت والجماعت کے نزدیک خدا کے علاوہ کسی اور کیلئے یہ صفت ثابت کرنے والا آدمی اسلام سے

خارج ہوجاتا ہے۔ بیشک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وحی کے ذریعہ سے غیب کی بہت سی باتیں بتائی جاتی ہیں اور اس میں ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب سے اونچا ہے۔ اور انبیاء کرام علیہ السلام وحی کے ذریعہ سے حاصل شدہ علم اپنی اُمت کو بھی بتاتے اور اسے اس کی تعلیم دیتے ہیں، مگر اسلام میں اس کو علم غیب نہیں کہا گیا ہے، بلکہ اس کو انباءغیب اور اخبار غیب کہا جاتا ہے، کیونکہ صفت علم غیب اور اخبار غیب یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ نیز لفظ علم غیب کے ساتھ عطائی کا لفظ لگا کر یہ کہنا کہ آپ ﷺ عطائی طور پر علم غیب حاصل ہے، یہ اپنے باطل عقیدہ کو نبھانے کیلئے ایک بے جان سہارا لینا ہے جو مزید گمراہی کا سامان ہے کیونکہ جو صفت کسی کو عطا کی ہی نہیں گئی، اور نہ وہ کسی کو دینے کی چیز ہے تو پھر اس کو عطا کہنا درست کیسے ہوسکتا ہے، یہ پرفریب طور پر صرف عوام کو گمراہ کرنا ہے۔

جس طرح عطائی طور پر کسی کو خالق اور رزاق ماننے والا مسلمان نہیں، اسی طرح خدا کے سوا عطائی طور کسی اور کو عالم الغیب ماننا بھی۔ اور جب مخلوق کی کوئی بھی چیز ذاتی نہیں ہوتی، تو ذاتی کی نفی بھی نہیں ہوگی۔ لہٰذا جب بھی نفی ہوگی تو عطائی ہی کی نفی ہوگی نہ کہ ذاتی کی۔

فقہائے امت نے خدا کے سوا کسی کے بارے میں عقیدہ علم غیب پر جو کفر کا حکم لگایا ہے اور اس کے قائل کو جو کافر فرمایا ہے، تو اس کا تعلق عطائی ہی علم غیب سے ہے، اگرچہ کسی اور اعتبار سے اس کو ذاتی بھی کہہ دیا گیا ہو، اگر نفی صرف ذاتی علم غیب کی ہے اور فقہائے کرام کا فتوئے تکفیر ذاتی ہی علم غیب کا عقیدہ رکھنے کی بنیاد پر ہے۔ کیونکہ صرف ذاتی ماننا کفر ہے عطائی ماننا کفر نہیں۔ تو پھر نبوت بھی تو عطائی ہی ہے اس کو بھی ذاتی ماننے سے آدمی کافر ہوگا، لہٰذا قرآن وحدیث میں مطلق نبوت کی بھی نفی ہونی چاہئے تھی اور اس میں بھی یہ تاویل کر لی جاتی کہ اس سے مراد ذاتی نبوت کی نفی ہے۔ عطائی کی نہیں، آخر ایسا کیوں نہیں ہے؟

اور اسی طرح فقہائے امت بھی نبوت کے قائل کو مطلق کافر لکھتے اور اس کا جواب یہ ہوتا کہ ذاتی نبوت کا عقیدہ رکھنے کی بنیاد پر فقہانے کافر کہا ہے۔ آخر ایسا کیوں نہیں

ہے؟ جب یہ واضح ہو گیا کہ مخلوق کی خود اپنی ذات اور اس کی صفات صرف عطائی ہے۔ ذاتی کا کوئی امکان ہی نہیں تو پھر قرآن و حدیث میں ''نفی'' کو ذاتی کی نفی کہنا اور فقہائے عظام کے فتوائے تکفیر کو ذاتی پر محمول کرنا صرف جہالت اور عوام کو محض دھوکا دینا ہے۔

نیز رضاء المصطفیٰ نے جس آیت کا حوالہ دیتے ہوئے احمد رضا کا جو یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ:

''اے غیب کی خبریں بتانے والے''

اس نقل میں بھی خیانت ہے، کیونکہ مذکورہ آیت کا ترجمہ احمد رضا نے یہ کیا ہے' اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) ہم یہ پوچھتے ہیں کہ جب رضا خانیوں کے نزدیک (اے غیب کی خبریں بتانے والے) لفظ ''نبی'' کا مکمل ترجمہ ہے، تو پھر احمد رضا اپنے ترجمہ ''اے غیب کی خبریں بتانے والے'' میں لفظ ''نبی'' دوبارہ کہاں سے لے آئے اور جب لفظ ''نبی'' کا ترجمہ ''پیغمبر یا نبی'' نامکمل ہے تو پھر (یـا یھا النبی پ۲۲ سورہ احزاب آیت ۵۹) کا ترجمہ کی احمد رضا نے صرف ''اے نبی'' کیوں کیا؟ یہاں تو احمد رضا نے خود ہی اپنے ترجمہ کی بے جا حمایت کرنے والے نادانوں کی لٹیا ہی غرق کر دی، یا یہاں پر احمد رضا کی کی عقل ہی ماری گئی تھی آخر کیا بات ہے؟ رضا خانیو! احمد رضا کی طرح تم بھی قرآن کو کھلواڑ بنا کر اپنی عاقبت مت برباد کرو۔

(نوٹ) ہم نے اختصار کی غرض سے صرف ایک مثال پیش کی ہے ورنہ متعدد جگہ ''نبی'' کا ترجمہ احمد رضا نے ''نبی'' ہی کیا ہے۔ پھر جب خود احمد رضا کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اخیر عمر میں یعنی ختم نزول قرآن کے وقت مکمل علم غیب عطا ہوا اور ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی وہی ہوتا ہے جو غیب داں ہو لہٰذا جب تک آپ مکمل غیب داں نہیں ہوں گے اس وقت تک مکمل نبی بھی نہیں ہونگے، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ رضا خانیوں کے نزدیک آپ ختم نزول قرآن سے پہلے تک مکمل نبی نہیں تھے، اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل نبی ہونے کا انکار کرے وہ تو سرے سے آپ کی نبوت ہی کا منکر ہے۔

حالانکہ آپ کا ارشاد پاک یہ ہے کہ ''**کنت نبیاو اٰدم بین الماء والطین**''

میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدمؑ کا خمیر آب وگل کے مرحلے میں تھا۔

بتاؤ اس وقت آپ کس کو غیب کی خبریں بتا رہے تھے، اور جب آپ اس وقت غیب کی خبریں نہیں بتاتے تھے، تو پھر تمہارے عقیدہ کے مطابق اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی نہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ارشاد فرمائیں کہ میں نبی ہوں اور تم کہو کہ نہیں ابھی آپ مکمل نبی نہیں ہیں۔ کیا لفظ ''نبی'' کا ترجمہ غیب کی خبریں بتانے والے، یہ لفظ نبی کا مکمل ترجمہ ہے یا اسلامی عقیدے کو ملیا میٹ اور دین ہی کو مسخ کرنا۔

اور رضا خانی عقیدہ تو یہ بھی ہے کہ اولیائے کرامؒ بھی غیب کی خبریں بتاتے ہیں لہٰذا ''غیب کی خبریں بتانے والے'' یہ لفظ ''نبی'' کا مکمل ترجمہ کہا ہوا۔ اس ترجمہ سے تو نبی اور ولی دونوں ایک صف میں ہونگے، یعنی لفظ ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبریں بتانے والے'' کر کے احمد رضا نے در پردہ آپ کی ختم نبوت کا انکار کیا ہے، پھر تم کس منہ سے اپنے سنی حنفی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور کیوں عوام کو دھوکا دیتے ہو کہ ہم عاشق رسولؐ ہیں، کیا قیامت کے دن بھی تم اپنے اس فریب میں کامیاب ہو جاؤ گے؟

اب کس کے ترجمہ سے لفظ ''نبی'' کی حقیقت و معنویت واضح ہوئی اور کس کے سامنے آشکارا ہو کر آئی اور بد عقیدہ کون ہے؟ اور صدمہ کس کو ہوا۔ یہ حقیقت کسی صاحبِ بصیرت پر مخفی نہیں رہی۔

ہاں اگر کسی دیوبندی کو کوئی صدمہ ہے تو وہ صرف یہ کہ احمد رضا نے ترجمہ قرآن میں تحریف کر کے اور اپنی کتابوں میں گمراہ کن باتیں لکھ کر جہاں اپنی عاقبت برباد کی وہاں لاکھوں مسلمانوں کیلئے بغیر ایمان کے مرنے کا پورا سامان بھی کر گئے، اور یہ کوئی معمولی صدمہ کی چیز نہیں ہے۔

فقہ حنفی سے بغاوت یا جہالت؟

فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام فی الحج وسبعة اذا رجعتم تلک عشرة کاملة پ۲ البقرہ ع ۲۴ پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ۔

جس حاجی کو اپنے مخصوص حالات کے سبب قربانی دینے کی استطاعت نہ ہو تو اس کے ذمہ دس روزے ہیں، ایام حج میں تین روزے اور حج کے بعد سات روزے، حنفی مسئلہ یہ ہے کہ یہ سات روزے حج کے بعد مکہ میں بھی رکھ سکتا ہے، یا سفر میں رکھ لے، یا کسی شہر جانا ہو وہاں رکھ لے یا اپنے گھر پہنچ کر رکھے، ہر طرح گنجائش ہے، اپنے گھر ہی جا کر رکھنا ضروری نہیں، خان صاحب کا غلط ترجمہ اور حنفی مسلک کی مخالفت دیکھئے، وہ کہتے ہیں جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ، یا تو جان بوجھ کر حنفی مسلک کی مخالفت کی ہے یا اتنا علم ہی نہیں کہ اس آیت کی روشنی میں حنفی مسلک کیا ہے، لیکن زبردستی لیبل رہے گا سنی حنفی کا۔

لا جناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن اوتفرضوا لھن فریضۃ ط پ ۲ البقرہ ع ۳۱

تم پر کچھ مطالبہ نہیں تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر کر لیا ہو۔

جناح کا معنی گناہ ہے خاں صاحب نے اس کا غلط ترجمہ (مطالبہ) کر کے ایک گناہ کیا " **ان طلقتم** " میں۔ان شرطیہ ہے معنی ہیں اگر تم طلق دو، اور خاں صاحب نے اس کو حکم بنا دیا اور ترجمہ کیا تم طلاق دو، یہ دوسرا گناہ کیا، (**اوتقرضوا**) پر بھی "لم" عمل کر رہا ہے معنی ہیں، اور مقرر نہ کیا ہو مہر خان صاحب ترجمہ کرتے ہیں، یا کوئی مہر مقرر کر لیا ہو، یہ تیسرا گناہ کیا: یہاں "او" "واو" کے معنی میں ہے ترجمہ ہوگا "اور" خان صاحب نے اس کا ترجمہ کیا۔"یا" یہ چوتھا گناہ کیا۔ مرد پر عورت کو ایک جوڑا تین کپڑوں کا دینا واجب ہے اور خان صاحب کو اس سے انکار ہے کہتے ہیں کچھ مطالبہ نہیں یہ پانچواں گناہ ہے صرف اس ایک آیت میں کس قدر کھلی غلطیاں ہیں۔ خان صاحب فقہ اور حنفی مسلک سے بھی بالکل کورے نظر آرہے ہیں اور عربی زبان سے بھی۔ آخر ساڑھے تین سال کی عمر والی فصیح عربی کہاں دھنس گئی۔ خان صاحب کے اس گمراہ کن ترجمے کو پھیلا کر کس طرح عوام کو گمراہ کیا جارہا ہے، خان صاحب کی اور ان کے غلط ترجمہ کی فرضی اور جھوٹی تعریفیں کر کے کس قدر عوام کو فریب دیا جارہا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم) نے اعلیٰ حضرت کو قرآن وحدیث میں عبور عطا فرمایا تھا (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۱۵)
لاحول پڑھو اس پُر فریب جھوٹی تعریف پر، نیز لکھتے ہیں کہ: دور حاضر میں اردو کے شائع شدہ ترجموں میں صرف ایک ترجمہ کنز الایمان ہے جو قرآن کا صحیح ترجمان ہونے کے ساتھ تفاسیرہ معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے۔ ص ۳۷۳۔

توبہ کرو اس طرح کی لغو تعریف کر کے قرآن کی سخت توہین سے

کچھ اور حقائق

بزرگان دہلی کے جن لفظی ترجموں کو رضا خانی علماء نے غلط، گمراہ کن، اور اللہ ورسول کی شان میں گستاخی اور توہین آمیز قرار دیا ہے ہم نے ان کو خود مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب کی کتاب سے نقل کر کے پیش کیا ہے، علماء دیوبندؒ کے بھی ترجمے جو بہت بعد میں لکھے گئے ہیں بزرگان دہلی ہی کی پیروی میں لفظی ترجمے ہیں، اور ان سے پہلے خود مولانا نقی علی خان صاحب نے بھی بزرگان دہلی ہی کے مطابق محض لفظی ہی ترجمہ کیا ہے، لہٰذا بقول رضا خانیوں کے علماء دیوبندؒ سے بہت پہلے مولانا نقی علی خاں صاحب بھی لفظی ترجمہ کر کے بزرگان دہلی کی طرح توہین رسالت کے مرتکب ہو چکے ہیں، اب مفتی صاحب بلاوجہ ہم پر خفا ہو رہے ہیں حالانکہ ہم بھی انہیں کے مقصد کی صرف تکمیل چاہتے ہیں وہ یہ کہ گستاخان رسول کی فہرست میں ایک نام چھوٹ گیا ہے اس کا بھی داخل فہرست ہونا نہایت ضروری ہے، اگر خاں صاحب سے چوک ہوگئی تو کیا ہوا؟ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سامنے کی چیز نظر نہیں آتی جیسا کہ کھانے میں سالن کے ساتھ چپاتی خان صاحب نہ دیکھ سکے۔

بقیہ جو نمونے پیش کئے گئے ہیں وہ خانصاحب کے ترجمہ قرآن کے چار اڈیشن سے ملا کر پیش کئے گئے ہیں۔ (۱) حیفظ بکڈپو دہلی (۲) ناز پبلشنگ ہاؤس دہلی (۳) فائن آفسیٹ ورکس شوکت علی روڈ الہٰ آباد (۴) کتب خانہ اشاعت الاسلام چوڑی والان دہلی۔

سید محمد میاں کچھوچھوی نے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور مولوی رضاء المصطفیٰ صاحب نے بھی ص ۱۱ پر یہی ثابت کیا ہے کہ **الرحمن عَلَّمَ القرآن خلق الانسان** میں لفظ انسان سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات متعین طور پر مراد ہے، یعنی نہ دوسرے معنی کا احتمال ہے اور نہ اس کی کوئی گنجائش، لہٰذا اس صورت میں خان صاحب نے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ کو عام

بشر کہہ کر یقیناً آپ کی سخت توہین کی ہے، جیسا کہ وہ اپنی کتاب الصمصام میں لکھتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ) عام بشر کو فرماتا ہے۔ **الرحمن علم القرآن خلق الانسان** رحمٰن نے سکھایا قرآن بنایا آدمی ص ۱۳ یہ تو ترجمہ کے اندر محبت کے پردہ میں دشمنی اور توہین رسول کا نمونہ ہوا، ایک تفسیر کا بھی نمونہ دیکھئے۔

من الناس پ ا سورۃ بقرہ ع ۲۔ مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی لکھتے ہیں کہ:
من الناس فرمانے میں لطیف رمزیہ ہے کہ یہ گروہ بہتر صفات وانسانی کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف وخوبی کے ساتھ نہیں کیا جاتا یوں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں، پھر پ ۱۷ سورۃ حج ع ۱۰ میں جو من الناس آیا ہے وہاں لکھتے ہیں کہ: مثل حضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ وحضرت سید عالم صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم وسلامہ کے، پہلے تو یہ بتلایا کہ ''من الناس'' انتہائی پست اور گھٹیا لوگوں کو کہا جاتا ہے اور یہاں یہ بتلایا کہ اس کا مصداق یہ حضرات ہیں۔ نعوذ باللہ استغفر اللہ۔

غلط کاروں نے اپنے حقیقی عیوب پر پردہ ڈالنے کے واسطے دوسروں کے پاک دامن کو داغدار بنانے کیلئے ہمیشہ پرفریب حربہ استعمال کیا ہے، مفتی صاحب نے بھی اس سلسلہ میں بڑی محنت کی ہے، ہم ان کے بے حد شکر گزار ہیں، کہ اس طرح انہوں نے ایک بار پھر ہمیں موقعہ دیا، نیز آئندہ بھی ہمیں ان سے یہی توقع ہے۔

یار زندہ صحبت باقی

نوٹ: بعض حضرات ہم سے یہ پوچھ بیٹھتے ہیں کہ تم صرف نام لیتے ہو اور احمد رضا خاں کے ساتھ'' مولوی یا مولانا'' کا لفظ نہیں لگاتے، اس پر ہم جب ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ احمد رضا نے کس مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے۔ کیا انہوں نے اپنی زندگی میں کسی اسلامی درسگاہ کا کبھی منہ بھی دیکھا ہے۔ ان کے اساتذہ کون ہیں، قرآن وحدیث کا علم کن لوگوں سے حاصل کیا ہے اور ان کی دینی تربیت کن بزرگوں کی صحبت میں رہ کر ہوئی ہے؟ تو پھر وہ بڑی سنجیدگی سے محض خاموشی کا ایک بت بن جاتے ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ بغیر صحیح تعلیم وتربیت کے صرف ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر معلومات کی کثرت کا نام علم نہیں ہے۔ اور بغیر علم صحیح کے کوئی شخص ''مولوی یا مولانا'' کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

فہرست مکتبہ ادارہ نور سنت

(۱) فرقہ لا ثانیہ کے عقائد و نظریات

اس کتاب میں فیصل آباد کے ایک بریلوی پیر کے عقائد و نظریات کا تعارف دیا گیا ہے۔

(۲) توحید کا خنجر

ارشد القادری کی بدنام زمانہ کتاب زلزلہ ورز یروز بر کا جواب

(۳) پاگلوں کی کہانی

(۴) رضا خانیت پر چار حرف

۴۰۰ سے زائد رضا خانی کفریہ گستاخانہ عقائد کا مجموعہ

(۵) مرثیہ گنگوہیؒ پر اعتراضات کا جائزہ

حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے لکھے ہوئے مرثیہ پر اعتراضات کے مدلل جوابات

(۶) خنجر ایمانی بر حلقوم رضا خانی

بریلوی عقائد پر ۳۹۰ علماء ہند کی جانب سے فتوائے تکفیر

(۷) ہدیہ بریلویت

(۸) دست و گریبان

(۹) عقیدہ حاضر و ناظر مع فرقہ سیفیہ کا رد

(۱۰) حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ

(۱۱) فرقہ بریلویہ پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ

(۱۲) فرقہ سیفیہ کا تحقیقی جائزہ

(۱۳) گلستان توحید و رسالت

مولوی اشرف سیالوی کی کتاب گلشن توحید و رسالت کا منہ توڑ جواب

(۱۴) حیاء کا جنازہ

احمد رضا خان کی حیاء سوز عبارتوں پر بے لاگ تبصرہ

(۱۵) ارشادات کا کمال

احمد رضا خان کے وہ ارشادات جس کو بریلوی مانیں بھی تو کافر نہ مانیں بھی تو کافر

(۱۶) حضرت شیخ الہندؒ اور فاضل بریلوی کے ترجمے کا تحقیقی جائزہ

(۱۷) فاضل بریلوی کا حافظہ مع آئینہ بریلویت

(۱۸) براۃ الابرار

۶۰۰ سے زائد برصغیر کے علماء کے فتاوی جات کا مجموعہ کے علمائے دیوبند مسلمان ہیں ان کی تکفیر کرنے والے ناحق پر ہیں۔

(۱۹) بریلویوں سے یارگار مناظرے

(۲۰) نور سنت شمارہ نمبر ۶۔۷۔۹۔۱۰ دستیاب ہیں

ردشیعیت پر کتب

(۲۰) الشہاب الثاقب

(۲۱) میں مسلمان کیوں ہوا

سی ڈی اور ڈی وی ڈیز

گستاخ کون، دست و گریبان، مولانا رب نواز حنفی صاحب کے ہفتہ وار دروس، تقابل ادیان کورس کے اسباق کی سی ڈیز اور دیگر علماء کے بیانات کی سی ڈیز دستیاب ہیں۔

کتب ورسائل حاصل کرنے کیلئے رابطہ کریں

03027051716=03125860955